اردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ

ڈاکٹر رام آسرا راز
ایم، اے، پی، ایچ ڈی

تعارف

نام	رام آسرا پھنجی
قلمی نام	رام آسرا راز
پیدائش	یکم مارچ ۱۹۳۲ء
تعلیم	ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (اردو)
آبائی وطن	موضع مانگٹ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر (پنجاب)
موجودہ سکونت	سی ۳۶۳ قدوائی نگر نئی دہلی ۲۳

اردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ

ڈاکٹر رام آسرا راز

سینئر ریسرچ فیلو (اردو)

دہلی یونیورسٹی

دہلی

ناشر :۔ راز اینڈ سنز، 363-C قدوائی نگر، نئی دہلی 23
تقسیم کار :۔ ۱۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
۲۔ بک سینٹر، ڈگی روڈ، علی گڑھ ۶

بار اول :۔ جون ۱۹۷۵ء

قیمت :۔ چودہ روپے Rs 14/-

مطبع :۔ جمال پرنٹنگ پریس، جامع مسجد، دہلی ۶

محترم اُستاد

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

پروفیسر و صدر شعبہ اُردو

جامعہ ملیہ اسلامیہ

کے

نام

جن کی تحریروں کے اثر سے اس موضوع پر
لکھنے کی تحریک ہوئی۔

سام آسرار آز

فہرست

پیش لفظ

ڈاکٹر عبدالستار دلوی
(ڈائرکٹر، مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سینٹر بمبئی)

ہندستان کے لسانی نقشہ پر ہندوستانی کو امتیازی درجہ حاصل ہے۔ یہ امتیاز اس زبان کے بولنے والوں کی کثیر تعداد اور علاقائی پھیلاؤ کی وجہ سے ہے۔ ہندوستانی عام بول چال کے ساتھ شعر و ادب کی بھی زبان رہی ہے اور عہد قدیم سے دور جدید تک شمال و جنوب میں رابطہ کی زبان کی حیثیت سے مستعمل ہے ہندوستان کے دور ارتقا میں فورٹ ولیم میں جب انگریز سیاست غالب آئی تو یہی ہندوستانی اردو اور ہندی میں تقسیم ہو گئی اور ہندوستانی کے برعکس جو اردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی تھی، ہندوی کا آغاز ہوا جو سنسکرت لفظوں کی کثرت کے ساتھ دیوناگری میں لکھی جانے لگی۔ اس نے بعد میں جدید ہندی کا روپ اختیار کر لیا اور ہندی اردو کا نزاع شروع ہوا، یہاں تک کہ اردو ہندی دونوں نے ادبی اعتبار سے آزادانہ روش اختیار کر لی جو بعد میں آپس میں برسرِ پیکار دکھائی دینے لگے۔

توضیحی لسانیات کے مطابق اپنی ساخت (STUCTURE) کے اعتبار سے ہندی اور اردو آج بھی بنیادی اعتبار سے ایک ہی زبان ہے۔ سماجی لسانیات کے اعتبار سے، اسلوب و طرزِ ادا تلمیحات و استعارات، لسانی آداب اور سماجی پس منظر میں شستگی و شائستگی کے لحاظ سے ان دونوں میں فرق پیدا ہوا اور دونوں کے تہذیبی دھارے دو مختلف سمتوں میں بڑھنے لگے۔ یہی وجہ ہے اگر توضیحی لسانیات کی رو سے اردو اور ہندی ایک ہی زبان کے

دو روپ ہیں تو سماجی لسانیات ان دونوں اسالیب کو آزادانہ حیثیت عطا کرتی ہے اردو اور ہندی کے پس منظر میں لسانی اعتبار سے اس سماجی حسن کو اپنی تمام تر صحت مندی کے ساتھ قبول کرنا ضروری ہے تا وقتیکہ اردو ہندی کی نزع کو غیر صحت مندانداز سے جبر و قہر کے طور پر ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا جائے۔

سماجی لسانیات کے نقطہ نظر سے اگرچہ یہ دونوں اسالیب آزادانہ حیثیت رکھتے ہیں، عام بول چال، بنیادی ساخت اور ذخیرۂ الفاظ کے اعتبار سے دونوں میں وصل زیادہ اور فصل کم ہے۔ اردو ہندی کے لسانی رشتہ میں یہ قرب لسانی نوادرات کی ایک عمدہ مثال ہے۔ کثرت میں وحدت کی تلاش زندگی کے مختلف شعبوں میں جس میں زبان بھی شامل ہے ہمارا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ ہمارے لسانی پس منظر میں صحت مندی کی یہ بھی ایک علامت ہوگی۔ سماجی لسانی سطح پر اگر اردو اور ہندی کا جداگانہ حسن اپنے اندر لسانی جاذبیت رکھتا ہے تو توضیحی لسانی سطح پر ان دونوں میں مماثلت کی تلاش ان دونوں میں فکر و آہنگ کی یکسانیت پیدا کرنے میں معاون ہو سکتی ہے۔ صوتی، صرفی، نحوی اور لفظی سطح پر اردو اور ہندی میں یکسانیت ان دونوں میں بھناپے پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں زبانوں کی اصل ہندستانی ہے، ان دونوں کی بنیادی آوازیں، افعال، صفات، حروف جار اور ذخیرۂ الفاظ مشترک ہیں۔ اردو ہندی کے سیاق میں اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ اردو ہندی کے اس رشتہ کو جو پیار و محبت کا رشتہ ہے، ان لسانی خصوصیات کو جو دونوں کا مشترکہ سرمایہ ہے جدید لسانی علوم کی مدد سے ان کا مطالعہ پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر رام آسرا راز نے اس بے حد اہم کام کو جو اپنی علمی افادیت کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی میں بھی معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ بہ حسن و خوبی انجام دیا ہے۔ انھوں نے اردو اور ہندی کے مذکورہ بالا تمام پہلوؤں پر ایسے عمدہ سلیقے سے روشنی ڈالی ہے کہ اس مقالہ میں ان کی لسانیاتی فکر، یکجہتی لگن، اور وسیع مطالعہ تینوں شامل ہو گئے ہیں اس کے لئے وہ علمی حلقوں کی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ مقالہ اردو اور ہندی دونوں حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔

بمبئی
۲۰ مئی ۷۵ء

عبدالستار دلوی

اردو اور ہندی۔ آغاز و ارتقا

زبانیں ہمیشہ اپنے تاریخی اور سماجی تقاضوں کے زیر اثر فطری طور پر پیدا ہوتیں اور صدیوں کے مسلسل عمل سے پروان چڑھتی ہیں اس لئے وقت کے تقاضوں کے مطابق یہ اپنے لفظی اور معنوی سرمائے میں تبدیلیاں بھی قبول کرتی رہتی ہیں۔ ہندوستانی زبانوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ہماری زبانیں آریاؤں کی آمد سے لے کر آج تک ارتقا کی کئی منزلوں سے گزری ہیں اور ان میں سے اکثر زبانوں کی باہمی لسانی ہم آہنگی آج بھی ان کے بنیادی رشتے کی نشاندھی کرتی ہے۔ اردو اور ہندی ایسی ہی دو زبانیں ہیں۔ ایک ہی سرچشمہ سے پیدا ہونے کے بعد ہندی اپنا فیضان سنسکرت سے اور اردو پراکرتوں کے علاوہ عربی اور فارسی سے حاصل کرنے لگی۔ اس طرح دونوں کے لسانی دھاروں کے دو مختلف سمتوں میں بہنے سے اگرچہ دو اہم لسانی اور ادبی روایتیں، ہندی اور اردو، وجود میں آگئیں تاہم دونوں زبانوں کے ارتقائی کڑیاں ایک دوسرے سے اس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ بعض اوقات دونوں زبانوں کو ایک ہی زبان سمجھ لیا جاتا ہے
ہندوستانی زبانوں کے دو خاص خاندانوں، دراوڑی اور ہند آریائی

میں سے ہند آریائی خاندان کی زبانیں نہ صرف پورے شمالی ہندوستان بلکہ جنوب میں بھی گجرات سے مہاراشٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے ارتقا کی تاریخ خاصی دلچسپ ہے۔ آریا لوگ انڈک زبان بولتے ہوئے ہندوستان آئے تھے۔ یہ انڈک زبان اس زمانے کی کئی عوامی بولیوں کا مجموعہ تھی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں بولیوں میں سے ایک معیاری، ادبی، علمی زبان کی نشوونما ہونے لگی جو آریائی تہذیب و تمدن اور مذہبی اعتقادات و روایات کی نمائندہ تھی۔ اس زبان میں ہندوؤں کے وید، شاستر، اپنشد اور پران لکھے گئے۔ پانی نے اس زبان کے قواعد مرتب کئے۔ چنانچہ پانی اور پاتنجلی کے زمانے میں ہی انڈک زبان کے اس معیاری روپ کو "سنسکرت" کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ یہ ہند آریائی کے ارتقا کی پہلی منزل تھی بقول پنڈت سندر لال[1]

"یہ سنسکرت زبان بھی افغانستان ہی میں پیدا ہوئی تھی اور اس کا سب سے بڑا موجد قندھار کا رہنے والا مشہور قواعد داں (پانی) تھا" پانی کا زمانہ سنسکرت کے نہایت ہی عروج کا زمانہ تھا۔ جیسے جیسے یہ سنسکرت اپنے درجہ کمال کو پہنچی گئی، عوام سے اس کا ناتا ٹوٹتا گیا اور اس کے ادبی اور معیاری روپ کے ساتھ ساتھ کچھ عوامی بولیوں کا چلن پرورش پانے لگا۔ بودھوں اور جینیوں کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے ان عوامی بولیوں نے اپنے ارتقا کی دوسری منزل میں داخل ہو کر سنسکرت کی جگہ لے لی اور انھیں "پراکرتوں" یعنی فطری بولیوں کے نام سے پکارا جانے لگا۔ چنانچہ بودھوں اور جینیوں کا بیشتر ادب انہیں پراکرتوں میں ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال تک پالی، ماگدھی، اردھ ماگدھی اور شورسینی جیسی پراکرتوں کا دور دورہ رہا۔ جیسے

---

[1] اردو ہی ہندوستانی زبان از پنڈت سندر لال، مشمولہ رسالہ فروغ اردو (اردو نمبر) بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۶۸ء لکھنؤ، صفحہ ۲۴۳۔

جیسے یہ پراکرتیں بھی ادبی روپ اختیار کرتی گئیں یہ بھی عوام کی زبان سے دور ہوتی گئیں یہاں تک کہ آٹھویں صدی عیسوی سے ان پراکرتوں سے بھی بیزاری کا رجحان پایا جانے لگا۔ اور عوام کی زبان پراکتیں پراکرتوں سے نکلی ہوئی کچھ بگڑی ہوئی بولیاں رہ گئیں جنہیں اپ بھرنش کہا جاتا تھا۔ یہ ہند آریائی کے ارتقا کی تیسری منزل تھی۔ ان اپ بھرنشوں میں سے شورسینی اپ بھرنش کو، جو پنجاب کے مشرقی حصوں سے لے کر اودھ کے مغربی حصوں تک رائج تھی، مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ دسویں صدی عیسوی کے لگ بھگ یہ اپ بھرنش بھی دوسری کئی ہند آریائی بولیوں کے ساتھ اپنے ارتقا کی چوتھی منزل میں داخل ہوئی تو اس سے کئی جدید ہند آریائی زبانیں پیدا ہوئیں۔ یہی زمانہ مسلمانوں کے ہندوستان آنے کا بھی ہے۔

مسلمانوں کی آمد اور ایک ملواں زبان کی داغ بیل

مسلمانوں کے ہندوستان آنے کے جلد ہی بعد ملک کے سیاسی نقشے کے ساتھ تہذیبی اور لسانی نقشے میں بھی تیزی سے تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلاط و ارتباط سے ایک نیا تہذیبی رنگ پیدا ہوتے لگا اور زندگی کی روزمرہ ضرورتیں ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب تر آنے پر مجبور کرنے لگیں۔ نو وارد مسلمانوں کی زبان جوں کہ فارسی اور کسی حد تک ترکی اور عربی تھی اور ہندو ہند آریائی کی مقامی بولیاں بولتے تھے اس لئے ایک دوسرے کی زبانوں سے ناواقف دونوں فرقوں کے لئے ضروری تھا کہ باہمی معاملت کے لئے کوئی بیچ کا راستہ اختیار کیا جائے۔ لہٰذا ایک ایسی عام فہم زبان کی ضرورت تھی جو سب کی سمجھ میں آ سکے۔ بازاروں میں لین دین، تجارتی مجبوریوں کے علاوہ دیگر سیاسی، سماجی اور تہذیبی ضرورتوں کے پیش نظر ہندوؤں اور مسلمانوں کے

باہمی میل جول سے ایک، ملی جلی زبان وجود میں آنے لگی۔ سنتوں اور صوفیوں نے بھی اپنا روحانی پیغام عوام تک پہنچانے کے لئے اسی ملواں زبان سے دلچسپی پیدا کی اور اسے ملک کے بیشتر حصوں میں پہنچادیا۔ اس ملواں زبان کی نشوونما کے لئے بنیادی زمین کا کام اگرچہ ہند آریائی کی شاخ شورسینی اپ بھرنش اور اس کی متعدد بولیوں سے لیا گیا تاہم عربی فارسی کے لفظی سرمائے نے کھاد کا کام دے کر اسے پروان چڑھایا۔ شورسینی اپ بھرنش سے جن بولیوں اور زبانوں نے نشوونما پائی ان کے مجموعی گروہ کو گریرسن نے "مغربی ہندی" کا نام دیا ہے گریرسن کی تقسیم کے مطابق ہندی کی دو شاخیں ہیں۔ مشرقی ہندی اور مغربی ہندی۔ مشرقی ہندی میں اودھی، بھوج پوری، چھتیس گڑھی، مگھی، میتھلی وغیرہ بولیاں شامل ہیں اور مغربی ہندی میں کھڑی بولی، برج، ہریانی وغیرہ۔ جدید معیاری اردو اور جدید معیاری ہندی دونوں کا تعلق اگرچہ اسی مغربی ہندی سے ہے تاہم اس زمانے میں۔۔۔۔ "عوام کے دلوں تک پہنچنے کے لئے نہ تو سنسکرت کا استعمال کیا جاسکتا تھا، نہ فارسی کا بلکہ کسی ایسی زبان کی ضرورت تھی جو عام فہم ہو اور سب کی سمجھ میں آسکے۔ اور یہ زبان یہی گری پڑی ملی جلی ریختہ زبان ہوسکتی تھی۔ ہندی والے اس کی ابتدا برج کے آغاز سے کرتے ہیں اور اردو والے پنجابی اور کھڑی سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عہد وسطیٰ میں ہندو تہذیبی روایتوں کا لسانی وسیلہ اظہار برج تھی، اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے پہلے ہمہ گیر تہذیبی اور لسانی سابقے کی سرزمین پنجاب تھی۔"[1]

---

[1] ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اردو کی ہندوستانی بنیاد "مشمولہ" "اردو" یادگار جریدہ آل انڈیا غیر مسلم اردو مصنفین کانفرنس، لکھنؤ، ۱۰، ۱۱ نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۵۲۔

راجدھانیوں کی تبدیلی اور اس کے لسانی اثرات

ظاہر ہے کہ اردو اور ہندی کی نشوونما کی ابتدائی تاریخ بڑی حد تک مشترک رہی ہے۔ سیاسی، سماجی تاریخی اور تہذیبی عوامل کے ساتھ ساتھ مسلم سلاطین اور بادشاہوں کی راجدھانیوں کے مقامی و لسانی اثرات کا بھی ان کے تدریجی ارتقا میں زبردست ہاتھ رہا ہے۔ چنانچہ دونوں زبانوں کے لسانیاتی رشتے اور اس کے تدریجی ارتقا کو سمجھنے کے لیے بعض بادشاہوں کے عہد میں ہونے والی راجدھانیوں کی تبدیلیوں اور ملواں زبان پر اس کے لسانی اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ذیل میں ان لسانی اثرات کا ذکر مختصراً کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی پہلی راجدھانی، لاہور

ہندوؤں اور مسلمانوں کا پہلا باقاعدہ سابقہ پنجاب میں ہوا سلطان محمود غزنوی نے پنجاب فتح کر کے لاہور کو اپنا پایہ تخت بنایا تو وہاں عرب، ایران، ترکستان جیسے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہو گئی جن میں سے اکثریت کی زبان فارسی تھی جو ہند آریائی زبان ہونے کے ناتے ہندوستان کی زبان سنسکرت کی بہن تھی۔ لاہور میں اس وقت پنجابی کی شاخ لاہوری بولی کا چلن تھا۔ لاہور چونکہ ڈیڑھ سو سال تک مسلمانوں کا پایہ تخت رہا۔ لہذا اس دوران میں ہندو اور مسلمان رفتہ رفتہ ایک دوسرے کی زبانوں کے اکثر الفاظ سمجھنے اور استعمال کرنے لگے تھے۔ مسلمان صوفیوں نے اس سلسلہ میں بیش قیمت خدمات انجام دیں۔ تبلیغ و تلقین کے لیے انھیں ایک ایسی زبان کی ضرورت تھی۔ جس میں اسلامی جذبات و خیالات کے اظہار کی صلاحیت ہو۔ خالص عربی یا فارسی چونکہ یہ خدمت انجام دینے سے قاصر تھی اس لئے انہوں نے بھی اپنے روحانی پیغام کے ساتھ ساتھ اسی ملواں زبان کو ملک کے کونے کونے

میں پہنچایا۔ صوفیوں کی محفلیں تصوف کے روحانی نغموں سے گونجنے لگیں صوفیوں کے چشتیہ سلسلے کے مشہور صوفی بابا فرید شکر گنج کا تعلق پنجاب کے علاقہ پاک پٹن سے تھا۔ ان سے منسوب کچھ اقوال اور اشعار اسی ملواں زبان کے ابتدائی نقوش ہیں جسے اس وقت عموماً ہندوی کہا جاتا تھا۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

وقت سحر وقت مناجات ہے — خیز دریں وقت کہ برکات ہے
نفس مبادا کہ بگوید ترا — خسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
باتن تنہا روی زیر خاک — نیک عمل کن کہ وہی سات ہے
پند شکر گنج بہ دل وجان شنو — ضائع مکن عمر کہ ہیہات ہے

تن کے دھونے سے دل جو ہوتا پاک — پیش رو اصفیا کے ہوتے غوک
خاک لانے سے گر خدا پائیں — گائے بیلاں بھی واصلاں ہو جائیں
ریش سبلت سے گر بڑے ہوتے — بوکڑاں سے نہ کوئی بڑے ہوتے
عشق کا یہ رموز نیارا ہے — جز مدد پیر کسے نہ چارا ہے

پنجاب میں غزنوی حکمرانوں کی حکومت تقریباً ڈیڑھ سو سال رہی۔ اس عرصے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی یک جائی سے ایک نئی ملواں زبان کے پیدا ہونے کا عمل شروع ہو جانا ایک فطری بات تھی۔ عین ممکن ہے کہ یہی ملواں زبان موجودہ ہندی اور اردو کی ماں رہی ہوگی۔ اس زبان کی پیدائش کا سب سے بڑا ثبوت غزنوی دور کے فارسی شاعر مسعود سعد سلمان کا وہ کلام ہے جو محفوظ نہیں رہا۔ لیکن محمد عوفی نے اپنے تذکرہ "لباب اللباب" اور امیر خسرو نے اپنے فارسی دیوان غرۃ الکمال" کے دیباچے میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ مسعود سعد سلمان ہندی میں شعر کہتے تھے۔

راجدھانی کی تبدیلی، لاہور سے دلی۔

۱۱۸۰ء میں شہاب الدین محمد غوری نے لاہور فتح کیا اس کے بعد دلی اور اجمیر پر قبضہ کر کے اپنی حکومت کا پایۂ تخت لاہور سے دلی منتقل کر لیا۔ مختلف مقاصد کے تحت بے شمار لوگ لاہوری بولی کے علاقے پنجاب سے ہجرت کر کے کھڑی اور ہریانی کے علاقے دلی اور اس کے گردو نواح میں آباد ہو گئے۔ عربی فارسی اور ہندوستانی زبانوں سے ملی جلی زبان کی ابتدائی تاریخ کا اسے دوسرا دور سمجھنا چاہیئے۔ پنجاب سے ہجرت کرتے وقت لوگ اس نئی زبان ہندوی کو بھی اپنے ساتھ لیتے گئے جو لاہور کی مقامی زبان لاہوری سے قدرے مختلف حیثیت حاصل کر چکی تھی۔ لیکن اس نئی زبان کی حالت تاحال ایک ایسے خام مواد کی سی تھی جسے کسی بھی سانچے میں آسانی سے ڈھالا جا سکتا تھا۔ لسانیاتی نقطہ نظر سے دار السلطنت کی یہ تبدیلی نئی زبان کے حق میں بڑی مفید ثابت ہوئی۔ اس نے کھڑی اور ہریانی کے عناصر کو جذب کر کے اپنے محدود دائرے کو وسیع کیا۔ یہاں اس کی آبیاری امیر خسرو جیسی ایک ایسی شخصیت نے کی جو ایک عظیم شاعر، عالم، درویش، صوفی اور ماہر موسیقی تھے۔ وہ سلاطین دہلی کے دربار سے منسلک تھے۔ ان کا تعلق اترپردیش کے ضلع ایٹہ میں علاقہ پٹیالی سے تھا اور حضرت نظام الدین اولیا کے مریدان خاص میں سے تھے۔ ہندوستانی زبانوں سے دلچسپی رکھنے کی بنا پر انھیں بیک وقت موجودہ ہندی اور اردو دونوں زبانوں کا شاعر مانا جاتا ہے۔ انھوں نے مکرنیاں، پہیلیاں، دوہے انمل وغیرہ لکھ کر نئی زبان کے دھارے کو آگے بڑھایا۔ مثلاً:۔

زرگر پسرے چو ماہ پارا کچھ گھڑیئے کچھ سنواریئے پکارا
نقد دل من گرفت و بشکست پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

ایک کہانی میں کہوں تو سن لے میرے پوت　　بنا پروں کے اڑ گیا باندھ گلے میں سوت

(پتنگ)

ایک تھال موتیوں سے بھرا سب کے سر پر اوندھا دھرا
چاروں اور وہ تھال پھرے موتی اس سے ایک نہ گرے

(آسمان)

چکوا چکوی دو جنے ان مت مارے کوئی　　یہ مارے کرتار کے رین بچھوہا ہوئے

پنکھا ہو کر میں ڈلی　ساقی تیرا چاؤ
مجھ جلتے جنم گیا　تیرا لیکھن باؤ

خسرو ایسی پیت کر جیسے ہندو جوئے
پوت پرائے کارنے جل جل کوئلا ہوئے

ان اشعار میں امیر خسرو نے غالباً وہی زبان استعمال کی ہو گی جو اس وقت دلی کے بازاروں اور گھروں میں بولی جاتی ہو گی لیکن اس سے چوں کہ پرانے پن کا کوئی سراغ نہیں ملتا اس لئے کسی قدر مشتبہ ہے۔ بہر حال پنجاب اور دلی میں پیدا ہونے والی یہ زبان ابھی اپنے ارتقائی مدارج ہی طے کر رہی تھی کہ ۱۲۹۸ء میں علاالدین خلجی کی فوجیں اسے دلی سے دکن (گجرات) لے گئیں جو تقریباً ایک صدی حکومت دلی کا ایک صوبہ رہا۔ اسی زمانہ میں امیر تیمور نے حملہ کر کے دلی کو تباہ و برباد کیا تو بہت سے تباہ حال لوگ بھی دکنی علاقوں میں پناہ گزیں ہو گئے۔

راجدھانی کی تبدیلی، دلی سے دولت آباد (دکن)

۱۳۲۷ء میں محمد بن تغلق نے دلی کی بجائے دکن میں دولت آباد (دیوگری) کو پایہ تخت بنایا تو امیر غریب، سادھو سنت، صوفی درویش وغیرہ تمام اہل دلی کو دولت آباد چلنے کا حکم دیا۔ یہ تمام لوگ بھی دلی کی ملی جلی زبان بولتے ہوئے دکن پہنچ گئے۔ مشکل سے ابھی ایک ہی صدی گذرنے پائی تھی کہ دکن نے شمالی ہندوستان سے تعلقات قطع کر کے بہمنی سلطنت کے نام سے خودمختار حکومت قائم کر لی۔ شمالی اور جنوبی ہندوستان کے تہذیبی اور لسانی تعلقات ٹوٹ جانے سے اس نئی زبان کے علاقے کی حیثیت ایک ایسے جزیرے کی سی بن گئی جس کے چاروں طرف دو آریائی زبانوں ــــ گجراتی اور مراٹھی ــــ اور چار دراوڑی زبانوں، تامل، تیلگو، کنڑی اور ملیالم کا لسانی سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ کچھ دکنی درباروں میں فارسی کا چلن بھی تھا لیکن یہ عموماً علمی اور مذہبی تصانیف ہی تک محدود تھا۔ ہند آریائی خاندان سے تعلق کی وجہ سے گجراتی، مراٹھی اور دلی کی ملواں زبان میں کئی مشترک قدریں تھیں شمال سے آنے والوں کے لئے دراوڑی زبانیں سیکھنا چونکہ آسان نہ تھا لہٰذا انہوں نے اسی آسان زبان کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ بنائے رکھا۔ جس سے کہ وہ تھوڑی بہت واقفیت پہلے سے رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ شمال سے آنے والے صوفیوں نے عوام کی تلقین کے لئے اس سے پہلے ہی اس زبان میں اپنا کام شروع کر رکھا تھا۔ تیسرے یہ کہ شمال میں فارسی کا اثر غالب تھا لیکن دکنی سلطنتوں میں جو دلی کے مقابل قائم ہوئی تھیں دلی سے الگ رہنے کا جذبہ کارفرما تھا جس کا ایک جز زبان بھی تھی۔ ان تمام اسباب کی بنا پر نئی ملواں زبان کو دکن میں

پرورش پانے میں چنداں دیر نہ لگی اور کچھ ہی عرصے میں یہ متعدد مقامی بولیوں کی کثرت میں وحدت کا کام کرنے لگی۔ شاعر اور ادیب اس میں شعری اور نثری تخلیق بھی کرنے لگے۔ ہندی اور اردو کی مشترک تاریخی نشو و نما کی یہ تیسری کڑی تھی۔ جہاں یہ ملواں زبان گجری، دکنی اور ہندی جیسے ناموں سے پکاری جاتی رہی۔ مثلاً۔ امین گجراتی "یوسف زلیخا" میں لکھتے ہیں۔

سنو مطلب اپنے اب یو امین کا لکھے گجری منے یوسف زلیخا

اسی طرح احمد اپنی ایک مثنوی "قصہ بیر الائم" کی زبان کے متعلق لکھتا ہے:۔

آیا شوق تب یوں مرے دل منیں لکھوں اس حکایت کو ہندی جنیں
مدد پیر کے سیں کیا ہوں عزم لکھوں اس کی حکایت کو ہندی نظم

ملواں زبان اور صوفیائے کرام

دکن کے اولین شعرا اکثر صوفی تھے۔ انہوں نے رواداری اور باہمی میل جول کی تلقین کے ذریعے ملک کے بیشتر علاقوں کے لوگوں کو اس نئی زبان سے آشنا کرایا۔ شاہ راجو قتال، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید اکبر حسینی، سید عبداللہ حسینی شاہ میراں جی شمس العشاق۔ شاہ برہان الدین جانم، شیخ بہاالدین باجن، شیخ عبدالقدوس گنگوہی جیسے کئی صوفیوں کے تصوف پر مشتمل رسالوں کے ذریعے اس زبان نے دکن میں ادبی مقام حاصل کیا۔ دیگر شعرا میں سے۔ اشرف، عبدل، امین، محمد قلی قطب شاہ، وجہی، نصرتی، غواصی، مقیمی، ابن نشاطی، ولی، سراج وغیرہ بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ان صوفیوں اور شاعروں کی کوششوں سے یہ نئی زبان باقاعدہ شعر و ادب کی زبان کی حیثیت سے سامنے آنے لگی۔ ان صوفیوں اور شاعروں کی تخلیقات جن کی زبان براکرتوں سے خاصی قریب ہے۔ اسی ملواں زبان کا ایک شاندار اور مشترک سرمایہ ہیں۔ جدید اردو اور ورتمان ہندی کے پیش نظر

نہ تو اسے خالص اردو قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ خالص ہندی۔ یہاں تک کہ بعض غزلوں کی بنیاد بھی بھاشا کے دوہوں اور کبتوں کے وزن پر رکھی گئی ہے ان میں ابتدائی زبان کی ایسی سادگی اور گھلاوٹ ہے کہ ہندی اور اردو والے دونوں اسے اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

تیرے پنتھ کوئی چل نہ سکے — جو چلے سو چل چل تھکے
پڑھ پنڈت پوتھی دھویاں — سب جانہ سدھ بدھ کھویاں
باجن جو کسی کے عیب ڈھانکے — اس تھے درجن تھر تھر کانپے

(شیخ بہاالدین باجن)

دیکھن ہار اگیان بھیتر — شاہد پرچے کرے نظر
جیتا سب جگ کر تب ہارا — اوتا لکھیا دیکھن ہارا
ذرہ کا نہ اس بن کار — سکتا ہے سب دیکھن ہار

(برہان الدین جانم)

پیو مورت دیکھوں سپنے میں
جب جاگوں تب رہوں سپنے میں
لا دیپک برہا اپنے میں
تن جائے جھک جھک جینے میں
آرام اچھے منج کھپنے میں
کوئی جائے کہو منج ساجن سات
میں نیہہ بندی تو کیتا گھات

(علی عادل شاہ ثانی شاہی)

یہ سب عالم تیرا — رازق سمجھوں کیرا

تجھ بن اور نکوئے — نہ خالق دوجا ہوئے
جے تیرا ہوئے کرم — تو ٹوٹے سبھی بھرم
ہے تیرا انت نہ پار — کس موکھوں کروں اچار
جو تیرا امر جانے — اس نبی کو نہ مانے

(شاہ میراں جی)

ایک سمندر سات کہاوے — دھوتوں یا دل مینہ برساوے
وہی سمندر ہو بوند دکھالے — ندیاں نالے ہو کر چالے
کہیں سو مجنوں ہو برلاوے — کہیں سو لیلیٰ ہو دکھاوے
کہیں سو خسرو شاہ کہاوے — کہیں سو شیریں ہو کر آوے

(شاہ علی محمد جیو گام دھنی)

رو برو ہے شہر درسن بے نقاب — دیک ناحک بولتے ہیں در حجاب
تس اوپر رکھتے ہیں خواہش دید کی — دید کر آئیں کا مانند حباب
حق رسی کی ہے عبادت عین دید — جوں صنم کا مبتلا مست شراب
دل تراز آب ریا ظاہر منے — بھر استخار ہیں در پیچ و تاب
طعنہ زن تین ہے حسینی بر عباد — دل سیں کرتا ہے ایس کے یوں خطاب

(باباشاہ حسینی)

یہ جگ ناہیں باج پی بوجھ برہم گیان
سو پانی سو بلبلا سوئی سرور جان
ایکی بوہو ایکی ماس ایکی سرور ایکی بانس
گر نکھو بوجھ برہم گیان تین ترلوک ایکے جان

جدھر دیکھوں ہے سکھی دیکھوں ہور نکوئے
دیکھا بوجھ بچار میں سبھی آپیں سوئے

(شیخ عبدالقدوس گنگوہی)

اسی طرح عام شعرا کے کلام سے بھی زبان کی ابتدائی نشو ونما کا اندازہ بخوبی ہو جائے گا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

پیا باج پیالا پیا جائے نا — پیا باج یک تل جیا جائے نا
کہتے پیا بن صبوری کروں — کہیا جائے اما کیا جائے نا
نہیں عشق جس وہ بڑا کور ہے — کدھیں اس سے مل بیسیا جائے نا
قطب شہ نہ دے مجھ دوانے کو پند — دوانے کو کچھ پند دیا جائے نا

(محمد قلی قطب شاہ)

صورت شہر کی تل تل بجھانے لگی — کھڑے قد پہ بلہار جانے لگی
دیک اس نقش کوں نار حیران تھی — سو سُد بُد گنوا سب پریشان تھی
نہ ان بھاوتا تھا نہ پانی اسے — ہوئی تلخ زندگانی اسے
کہاں ہے وو شہ نرملا نوجوان — کہاں ہے وو شہ گنونتا گن ندھان
کہاں ہے وو لالن مٹھی چال کا — کہاں ہے وو ساجن لینے بال کا
رتن تھے جو تن پر انگارے ہوئے — کہ مکھ چاند انجو سو تارے ہوئے

(ملا وجہی)

جسے عشق کا تیر کاری لگے — اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
نہ چھوڑے محبت دم مرگ لگ — جسے یار جانی سوں یاری لگے
ہر اک وقت مجھ عاشق زار کوں — پیارے تری بات پیاری لگے
ولی کوں کہے تو اگر یک بچن — رقیباں کے دل میں کٹاری لگے

(ولی)

سجن تم مکھ ستی کھولو نقاب آہستہ آہستہ
کہ جیوں گل سوں نکلتا ہے گلاب آہستہ آہستہ
سلونے سانورے ہیتم ترے موتی کی جھلکاں نے
کیا عقد ثریا کوں خراب آہستہ آہستہ

اس کے نین میں غمزہ آہو پچھاڑ ہے
اے دل سنبھال چل کہ آگے مار دھاڑ ہے
جس کوں نیں ہے بوجھ ترے حسن پاک کی
تنکا نزدیک اس کے پہاڑ ہے
(ولی)

گھٹا غم، اشک پانی، آہ بجلی
برستا ہے عجب برسات تم بن

مت کر شمع کو بار نام جلاتی وہ نئیں
آپ سیں شوق پتنگوں کوں ہے جل جانیکا

نازک بدن سیں مت مل کئی بار میں کہا تھا
جامن تیری خوشی ہے رسوائے عام ہونا
(سراج)

بھگتی تحریک کا آغاز

اس زمانے یعنی چودھویں اور پندرھویں صدی میں بھگتی تحریک کا آغاز ہوا۔ بھگتی تحریک نے جہاں ایک عالم گیر مذہب کی بنیاد ڈالی وہاں ایک ہمہ گیر زبان کا تصور بھی پیش کیا۔ سنتوں، بھگتوں اور جوگیوں نے بھی اپنے اپنے کلام اور روحانی نغموں کے ذریعے ان نئی لسانی لہروں کو ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ کرشن بھگتوں نے تو اپنے علاقے کی نسبت سے برج بھاشا کا سہارا لیا لیکن نرگن وادی بھگتوں نے اپنے کلام میں کھڑی یعنی پرانی ہندی اور اردو کی ملواں زبان ہی کو اپنایا۔ جس میں برج، کھڑی اور ہریانی جیسی تینوں بولیوں کی جھلک صاف ظاہر ہے ان بھگتوں کا کلام اگرچہ پورے طور پر اردو ادب میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

تاہم زبان کے ارتقا کو سمجھنے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔ مثال کے طور پر ملک کے تین مختلف علاقوں کے بھگتوں یعنی دکن میں مہاراشٹر کے بھگت نام دیو، مشرق میں بنارس کے بھگت کبیر اور شمالی ہندوستان میں پنجاب کے گرو نانک کے کلام کی زبان کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

مائی نہ ہوتی، باپ نہ ہوتے کرم نہ ہوتا کایا ۔۔۔ ہم نہیں ہوتے تم نہیں ہوتے کون کہاں تے آیا
چند نہ ہوتا، سور نہ ہوتا، پانی پون ملایا ۔۔۔ شاستر نہ ہوتا، وید نہ ہوتا کرم کہاں تے آیا

(نام دیو)

کبیرا میرا مجھ میں کچھ نہیں ۔۔۔ جو کچھ ہے سو تیرا
تیرا تجھ کو سونپیئے ۔۔۔ کیا لاگے ہے میرا
داڑھی مونچھ منڈائے کے ہویا گھوٹم گھوٹ
من کو کیوں نہیں مونڈیئے جا میں بھری ہے کھوٹ
تن کو جوگی سب کریں من کو کرے نہ کوئے
سہجے سب سدھی پایئے جو من جوگی ہوئے
کر بہیاں بل آپنی چھاڈ پرائی آس
جا کے آنگن ہے ندی سو کت مرت پیاس

(کبیر)

کیا کہیے کچھ کہی نہ جاؤ ۔۔۔ جو کچھ ہے سب تیری رجاؤ
جو کچھ کرنا سو تیرے پاس ۔۔۔ کس آگے کیجیے ارداس

اس دم دا میں نو کیسے بھروسہ، آیا آیا نہ آیا آیا
یہ سنسار رین دا سپنا، کہیں دیکھا کہیں ناہیں دکھایا

سوچ وچار کرے مت من میں جس نے ڈھونڈا اس نے پایا
نانک بھگتن دے پد پربے نس دن رام چرن چت لایا
(گرو نانک)

نگ نہ ہندو پایا نگ نہ مسلمان — داوا رام رحیم کر لڑ دے لے ایمان
گرپر سادی بوجھیے تاں ہوے نبیرا — گھر گھر نام نرنجنا سو ٹھاکر میرا

نجو سب بھرم، بھجو پار برہم ، نانک ایہو اٹل دھرم
(گرو نانک)

ایک کے سادھے سب سدھے سب سادھے سب جائے — مالی سینچے مول کو بھولے پھلے اگائے
ایکے جان ایکے سمجھ ایک کے گن گائے — ایک نر کھ ایکے پرکھ ایکے سوں چت لائے
جو ایک نہ جانیا بہو جانے کیا ہوئے — ایکے تے سب ہوت ہے سب تے ایک نہ ہوئے

کبیر مالا من ہی کی اور سنساری بھیکھ — مالا پھیرے ہری ملیں تو گلے رہٹ کے دیکھ
پاہن پوجے ہری ملیں تو میں پوجوں پہاڑ — تا تے تو چکی بھلی پیس کھائے سنسار
پنڈت کیری پوتھیاں جیوں تیتر کا گیان — اورن سگن بتاونی اپنا پھند نہ جان
کنکر پتھر جوڑ کے مسجد لئی چنائے — تا چڑ ملا بانگ دے کیا بہرا ہوا خدائے
پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا پنڈت بھیا نہ کوئے — ڈھائی اکشر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے

بھائی رے دوئی جگدیش کہاں تے آیا کہو کونے بھرمایا۔
اللہ رام کریما کیشو ہری حضرت نام دھرایا
وہی مہادیو، وہی محمدؐ برہما آدم کہیے
کو ہندو، کو ترک کہاوے ایک جمین پر رہیے

وے کتیب پڑھیں وہ کتبہ وے ملتا وے پانڈے
بیگر بیگر نام دھرائے اک مٹیا کے بھانڈے
ہندو کہت ہیں رام ہمارا، مسلمان رحمانا
آپس میں دوؤ لڑت مرت ہیں دبدھا میں لپٹانا
ہندو کی دیا مہر ترکن کی دونوں گھر سے بھاگی
وہ کریں ذبح وہ جھٹکا ماریں آگ دواں گھر لاگی

(کبیر)

ترہیری سب جیو سوں سنت جن سوئی
دادو ایکے آتما بیری نہیں کوئی
ہم سب نے یکھا سو دھ کر دو جا ناہیں آن
سب گھٹ ایکے آتما کیا ہندو مسلمان
دادو دسنسار آرسی دیکھت دو جا ہوئے
بھرم گیا دبدھا مٹی تب دوسرا ناہیں کوئے

(دادو دیال)

جنم منشا جیو راجو ناں میں سردار
سنگت کھوٹی ڈوبیا کہے رویداس وچار
بال اوستھا کھیڈ کر جیو بھوگ کے سنگ
بر دھ بھیا ہری نہ بھجے انتا کال بھیونتگ
ہری سا ہیرا چھاڈ کے کرے آن کی آس
سو نر دوزخ جائیں گے ست بھاکے رویداس

(رویداس)

راجدھانی کی تبدیلی دہلی سے آگرہ

ہند ایرانی زبانیں ملک میں جس قدر تیزی سے ایک دوسرے میں جذب ہو رہی تھیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا اختلاط وارتباط کس طرح غیر شعوری طور پر ایک مشترکہ زبان کی بنیادیں مضبوط کر رہا تھا۔ شمالی ہند میں البتہ فارسی کا غلبہ تھا۔ درباروں، دفتروں، سکولوں اور عوام کے خط کتابت تک میں فارسی ہی کا چلن زیادہ تھا۔ اس لیے یہاں کی دیسی

زبانوں پر بھی قدرے فارسی رنگ غالب آتا جارہا تھا، تاہم عوام کی ملواں زبان کی بنیاد شورسینی پراکرت ہی کی بولیوں پر قائم تھی۔ چنانچہ شمالی ہند میں نئی زبان کا یہ ننھا سا پودا ابھی نشو و نما پا رہا تھا کہ بعض سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر اکبر اعظم (۱۵۶۲ – ۱۶۰۵) نے اپنا پایۂ تخت دہلی سے آگرہ منتقل کر لیا۔ شاہی ملازموں اور فوجوں کے ساتھ یہ ملواں زبان اپنے پنجابی کھڑی اور ہریانی کے اثرات لئے خالص برج بھاشا کے علاقے آگرہ میں داخل ہوئی تو اکبر کا دربار فارسی سے زیادہ برج بھاشا کی شاعری کا مرکز بن گیا۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان لکھتے ہیں :-

"اکبر نے آگرہ کو اپنا صدر مقام بنا کر برج بھاشا اور راجستھانی بولیوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا دوسرے یہ کہ اسی زمانہ میں کرشن بھگتی کے بڑے مبلغ ولبھ اچاریہ نے گوکل (متھرا) کو اپنی تحریک کا بڑا مرکز بنایا۔ اس طرح مذہب اور سیاست کا سہارا لے کر آگرہ اور متھرا کے نواح کی بولی چمک اٹھی چنانچہ سولھویں صدی سے لے کر اٹھارھویں صدی عیسوی تک برج بھاشا واحد ادبی زبان کی حیثیت سے شمال ہند میں راج کرتی رہی"۔[1]

ہندی کے مسلمان شعرا

زبان پر مذہبی لیبل لگانے کے رجحان نے چونکہ اس وقت تک پرورش نہیں پائی تھی لہٰذا ماحول کے اثر سے کئی ممتاز فارسی گو شاعروں نے بھی برج بھاشا میں ناموری حاصل کی۔ سولھویں صدی کی ابتدا ہی میں قطبنؔ نے "مرگاوتی"، مجھنؔ نے

---

[1] ڈاکٹر مسعود حسین خاں۔ مقدمہ تاریخ زبان اردو۔ صفحہ ۱۵۴-۱۵۵

"مدھومالتی" جیسے ہندی شاہکار لکھے۔ ملک محمد جائیسی کی نظم "پدماوت" کا شمار بھی ہندی (اودھی) کی عظیم ترین مثنوی میں ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ شیخ علی متقی، شیخ عبدالحق ردولوی، سید محمد جونپوری، شیخ عبدالقدوس گنگوہی، عبدالرحمٰن رحمان، علی محب خاں پریتم، جمال، عالم، تاج، ابراہیم رس کھان کا کلام بھی کسی اہل زبان ہندی شاعر سے کم درجہ کا نہیں ہے۔ عثمان کی "چتراولی" شیخ نبی کی "گیان دیپ" سید مبارک علی مبارک کی "الک شتک" اور "تل شتک" غلام نبی رس لین کی "رس پربودھ" اور "انگ درپن" قاسم شاہ کی ہنس جواہر" نور محمد جونپوری کی "اندراوتی" اور انوراگ بانسری" کے علاوہ تان سین ملاد دپیازہ سید برکت اللہ پیمی، سید رحمت اللہ رحمت، قادر بخش قادر جیسے بے شمار شاعروں کا ہندی کلام بھی قابل ستائش ہے۔ مسلم شعرا کے ہندی (برج اودھی وغیرہ) کلام کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔

سرور تیر پدمنی آئی	کھونپا چھور کیس مکلائی
سسی مکھ انگ ملے گری باسہ	ناگن جھانپ لیں چونپا سہ
انئی گھٹا پری جگ چھانہا	سسی کیہ سرن لینہ جن راہا
بھول چکور دیٹھ مکھ لاوا	میگھ گھٹا مینہ چند دکھاوا

(ملک محمد جائیسی)

(یعنی سرور کے کنارے پر پدمنی نے جب اپنا جوڑا کھول کر زلفیں بکھیر دیں تو اس کا رخ روشن چاند کی طرح چمکنے اور جسم ملے گیر پہاڑی کی طرح مہکنے لگا۔ شاعر کو ایسا محسوس ہوا جیسے کالی ناگنوں نے اس کے تاب دار چہرے کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے یا پھر راہو نے چاند کا راستہ روک کر ہر طرف اندھیرا کر دیا ہے۔ ان گھنگھور گھٹاؤں میں سے بھی چکور کو چونکہ چاند برابر

دکھائی پڑ رہا ہے اس لئے وہ گھور گھور کر اسی طرف دیکھتا جا رہا ہے)

پری مبارک تنیہہ بدن الک روپ اتی ہوئے
منو چند کی گود میں رہی نشا سی سوئے

(مبارک)

(یعنی سیاہ لمبی زلفوں میں حسینہ کا خوبصورت چہرہ اس طرح چمک رہا ہے جیسے چاند کی گود میں رات سو رہی ہو)

مانس ہوں تو وہی رس کھان ‎ ‎ بسوں برج گوکل گانوں کے گوارن
جو پشو ہوں تو کہاں بس میرو ‎ ‎ چرن نت نند کی دھینوں مجھارن
پاہن ہوں تو وہی گری کو جو ‎ ‎ دھرو کر چھتر پرندر کارن
جو کھگ ہوں تو بسیرو کروں ‎ ‎ ملی کالندی کول کدمب کی ڈارن

(رس کھان)

(یعنی اے رس کھان اگر مجھے پھر انسان کے قالب میں آنا نصیب ہوا تو میری تمنا یہی ہوگی کہ میرا گھر برج کے گوکل نامی گاؤں کے گوالوں کی بستی میں بنے۔ میری مرضی کے خلاف اگر مجھے حیوان بننا پڑے تو میں چاہوں گا کہ ہمیشہ نند کی گایوں (جن کے نگہبان شری کرشن جی تھے) ہی کے ساتھ چرتا پھروں اگر میرے مقدر میں پتھر بننا ہوا تو میں چاہوں گا کہ اسی پہاڑ کا پتھر بنوں جسے کرشن بھگوان نے چھتری کی طرح اٹھا کر اندر کے طوفان سے لوگوں کی حفاظت کی تھی لیکن اگر مجھے کسی پرندے کی شکل میں جنم لینا پڑا تو جمنا کے کنارے کدمب کی شاخ پر ہی آشیانہ بناؤں گا۔)

سنو دل جانی میرے دل کی کہانی تم ‎ ‎ دست ہی بکھانی بدنامی بھی سہوں گی میں
دیو پوجا ٹھانی میں ناج ہوں کہانی ‎ ‎ تج کلمہ قران سارے گن گہوں گی میں

سانولا سلونا سرتاج سرکلے دیئے
تیرے میٹھ راگ زمیں نداگھوئے دیونگی ہیں
ننہد کے کمار کربان تیری صورت پر
ہوں مغلانی، ہندوانی ہوئے رہونگی ہیں
(تاج)

امیئے ہلاہل مدھ بھرے
سیت، سیام، رت، نار
جیت مرت جھک جھک پرت
جہی چتوت اک بار
(رس لین)

(یعنی سفید، سیاہ اور سرخ آنکھوں میں امرت، زہر اور شراب ایک ساتھ بھرے ہوئے ہیں۔ اسی لئے تو یہ آنکھیں جیسے ایک بار نظر بھر کر دیکھ لیتی ہیں، وہ جیتا بھی ہے، مرتا بھی ہے اور لڑکھڑاتا بھی پھرتا ہے۔)

جمالؔ کے دوہوں کی سادہ دلکش اور عام فہم زبان موجودہ اردو اور ہندی کے بیچ کی زبان ہے۔ راجپوتانہ کے علاقہ میں آج بھی جمالؔ کے دوہے خاص و عام کی زبان پر ہیں:۔

جملا ایسی پریت کر جیسی کیس کرائے
کے کالا کے اوجلا جب تب سرسوں جائے

پونم چاند کسو نبھ رنگ، ندی تیر، دُرم ڈال
ریت بھیت کبُس لیٹرد اے نفر نہیں جمال

عبدالرحیم خانخاناں اکبر کے درباری تھے۔ عربی فارسی اور سنسکرت کے علاوہ ہندی کے بھی مستند عالم تھے۔ ہندی شاعری میں رحیم تخلص کرتے تھے۔ ان کی ہندی شاعری کے سلسلے میں اچاریہ رام چندر شکل لکھتے ہیں:۔
"تلسی کے کلام کی طرح رحیم کا کلام بھی اہل ہندی کے بچے بچے کی زبان پر ہے۔

اس کا راز ہے ۔ زندگی کے حقائق کا روحانی تجربہ ۔ رحیم کے دوہے محض اصولی شاعری پر مبنی نہیں، بلکہ ان میں روحانیت اور ایک گونہ خلوص دل کی جھلک ملتی ہے ۔ ان میں ہندوستانی مزاج عامہ کے خواص عشق و محبت کی سچی تصویریں ہیں ۔ بجا شاید جتنا حق ہم تلسی کا سمجھتے ہیں اتنا ہی رحیم کا بھی حق ہے۔" [1] رحیم کے دوہوں کا نمونہ:

دُر دن پڑے رحیم کہہ بھولت سب پہچان
سوچ نہیں بیت ہان کو جو نہ ہوئے ہت ہان

رحمن وہ نر مر گئے جو کہہ مانگن جائیں
اُن تے پہلے وہ موئے جن مکھ نکست ناہیں

چترکوٹ میں رم رہے رحمن اودھ نریش
جا پر بپدا پرت ہے سو آوت یہی دیش

علی محب خاں پریتم کی ایک کتاب "کھٹمل بائیسی" ۱۷۳۰ء میں لکھی گئی ۔ یہ کتاب طنز و مزاح کے لئے ہندی ادب میں ایک الگ اور بلند مقام کی حامل ہے ۔ پریتم کے طنز و مزاح نے بھی اچاریہ رام چندر شکل جیسے ہندی ادب کے بلند پایہ نقاد سے خراج تحسین حاصل کیا ۔ وہ لکھتے ہیں :-

"ہندی کی رومانی شاعری کے دور میں اگرچہ عشق و محبت کے جذبات غالب رہے تاہم شجاعت کے جذبات کے تحت بھی رومانی تخلیقات

---

[1] اچاریہ رام چندر شکل، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، ناگری پرچارنی سبھا وارانسی سمت ۲۰۲۲، صفحہ ۲۰۹،

وجود میں آئیں۔ ان کے علاوہ کسی اور جذبے کے اظہار کے لئے کسی بھی سورما کو شاعری کے میدان میں اترنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ یہ حوصلے کا کام حضرت علی محب خاں صاحب نے کر دکھایا۔۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم خاں صاحب کو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا رہنما شاعر تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی اور کوئی تصنیف نہیں ملتی تو نہ سہی، ان کی "کھٹمل بائیسی" ہی انہیں زندہ جاوید بنائے رکھنے کے لئے کافی ہے۔[1]

نمونہ کلام:۔

جگت کے کارن کرن چاروں بیدن کے
کنول میں بسے وے سجان گیان دھر کے
پوسن اونی دکھ سوکھن تلوکن کے
ساگر میں جائے سوئے سیس سیج کر کے
مدن جرائیو جو سنہارے درشٹ میں سرشٹ
بسے ہیں پہار دیو بھاج ہر بر کے
بدھی ہری ہر اور ان تے نہ کوؤ تیو
کھاٹ پر نہ سووہیں کھٹملن کو ڈر کے

(مطلب:۔ دنیا کے سرجن ہارے برہما نے اپنے چاروں ویدوں کے علم سے فائدہ اٹھا کر کنول کے پھول میں بسیرا کر لیا۔ تینوں دنیاؤں کو دکھوں سے نجات دلانیوالے بشنو بھگوان سمندر میں شیش ناگ کو سیج بنا کر سکھ کی نیند سو گئے۔ کام دیو کو نذرِ آتش کرنے والے اور قہر کی ایک نظر سے دنیا کو بھسم کر دینے والے شوجی نے بھی راہ فرار اختیار کر کے پہاڑوں پر ڈیرے ڈال دیئے۔ یعنی بشنو، برہما، مہیش جیسے بڑے بڑے دیوتاؤں میں سے کسی کو بھی کھٹملوں کے ڈر کے مارے چارپائی پر سونے کی ہمت نہ ہو سکی)
نئی زبان پر برج بھاشا کے اثرات کے سلسلے میں قابل غور بات یہ ہے کہ

---

[1] اچاریہ رام چندر شکل، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، ناگری پرچارنی سبھا وارانسی سمت ۲۰۲۲، صفحہ ۳۶۵۔

برج بھاشا میں شاعری کرنے والے بعض مسلمان شعرا نے فارسی الفاظ کو یکسر نظر انداز نہیں کیا، بلکہ فارسی، برج اور سنسکرت سے استفادہ کر کے نئی زبان کے ذخیرے میں قابل قدر اضافے کئے۔ برج بھاشا کے پھیلے ہوئے اثرات سے ان کے کلام میں بھی پریم کے بکٹ راستوں کی تکلیف کا بیان یعنی نینوں کی برکھا، فراق میں سینے کا جرنا، پیا بن ناگن کی طرح ڈسنے والی سونی سیج، برہا کی کاری رین میں جگنوؤں کا جگمگانا، ساون کے مہینے میں کوئل کی کوکو اور پپیہے کی پی ہو پی ہو صاف سنائی دیتی ہے۔ جیسے افضل جھنجھانوی کی بکٹ کہانی میں :-

سنو سکھیو بکٹ موری کہانی	بھئی ہوں عشق کے غم سوں دوانی
نہ منج کو سوکھ دن نہ نیند راتا	برہا کے درد میں سینہ پرانا
چہ سازم چہ کنم کس کو پکاروں	جتن کیا عشق کے غم کا بچاروں
چڑھا ساون بجا مارو نقارا	سجن بن کون ہے ساتھی ہمارا
گھٹا کاری چہاروں اور چھائی	برہ کی فوج نے کینی چڑھائی
ارے جب کوک کوئل نے سنائی	تمامی تن بدن میں آگ لگائی

بکٹ کہانی کی زبان سے ظاہر ہے کہ یہ عہد اکبری کی کھڑی بولی کی وہی شکل ہے جو دہلی چھوڑنے کے بعد ہریانی، کھڑی اور برج کے علاقوں میں رواج پانے لگی تھی۔ اس نئی ملوں زبان کی پنجابیت تو کسی حد تک دہلی پہنچنے کے بعد ہی ختم ہونا شروع ہو گئی تھی۔ آگرہ پہنچ کر ہریانویت کے اثرات بھی کم ہونے لگے اور کھڑی بولی اور برج بھاشا کے عناصر باہم مل کر اسے شستہ اور شائستہ زبان کے سانچے میں ڈھالنے لگے۔ اس طرح اس زبان میں سے رفتہ رفتہ پرایا پن ختم ہو کر برج بھاشا سے اردو کا رشتہ اس قدر گہرا ہوتا گیا کہ اس کے آغاز کی تحقیق کے سلسلے میں مولانا محمد حسین آزاد جیسے ادبی مورخ کو بھی مغالطہ ہو گیا" اور "آب حیات" میں اردو

کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے محض یہی بتا دینا کافی سمجھا کہ "اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری اردو زبان برج بھاشا سے نکلی ہے۔" جب کہ حقیقت یہ ہے کہ برج بھاشا کا اثر بھی اردو پر دیگر زبانوں اور بولیوں کے لسانی اثرات کی طرح صرف ایک کڑی ہے، پوری زنجیر نہیں۔ جسے اردو اور ہندی کی مشترکہ تاریخی نشوونما کی چوتھی کڑی قرار دیا جا سکتا ہے۔

برج بھاشا کو چونکہ مغلیہ دربار کی حمایت حاصل تھی اس لئے اس زبان کا ستارہ خوب چمکنے لگا۔ درباری شاعروں کو انعام و اکرام سے بھی نوازا جاتا تھا۔ برج بھاشا کی شیرینی اور گھلاوٹ سے متاثر ہو کر ہندی کی بعض دوسری بولیوں میں باقاعدہ شاعری کا آغاز ہونے لگا۔ اس سے پہلے بھی اگرچہ اودھی میں ملک محمد جائسی اور تلسی داس وغیرہ۔ راجستھان میں میرا بائی اور برج بھاشا میں سورداس جیسے ممتاز شعرا کو ہندی کی ادبی روایت میں کلاسیکی حیثیت حاصل ہے۔

راجدھانی کی تبدیلی آگرہ سے دہلی اپریل ۱۶۴۸ء میں شاہ جہاں نے آگرہ کی بجائے پھر سے دہلی کو اپنا پایۂ تخت بنایا تو اس وقت دہلی میں کھڑی بولی کا بول بالا تھا۔ برج سے متاثر ہو کر ملواں زبان جب دوبارہ دہلی پہنچی تو یہاں برج کے اثرات ماند پڑنے لگے اور کھڑی بولی کے عناصر رفتہ رفتہ اس قدر غالب آتے گئے کہ انہوں نے اس زبان کو پختگی دے کر ادبی منزل تک پہنچا دیا۔ ملواں زبان پر کھڑی کے لسانی اثرات اردو اور ہندی کی مشترک نشوونما کی تاریخ کی پانچویں اور آخری کڑی تھی جس کے بعد شمالی ہند میں بھی اس زبان میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ فائز دہلوی کے ہم عصر مرزا معز موسوی، فطرت، شاہ سعد اللہ گلشن، مرزا عبدالقادر بیدل، خان آرزو جیسے فارسی شاعر بھی ملواں زبان میں شاعری کی طرف متوجہ

ہوئے۔

دکن اور شمالی ہند کا تہذیبی اور لسانی سنگم

سترھویں صدی کے آخر تک جب اورنگ زیب نے دکن کو فتح کر کے شمالی ہندوستان سے ملا دیا تو سیاسی، سماجی اور تہذیبی میل جول کے ساتھ ساتھ ملک کے شمالی اور جنوبی حصوں میں علیحدہ علیحدہ پرورش پائے والے لسانی دھاروں کا بھی سنگم ہو گیا۔ اس سے نہ صرف دکنی اور گجری کی انفرادی حیثیت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ بلکہ شمالی ہندوستان میں بھی ملواں زبان کا وہ سفر جو مسلمانوں کی آمد یعنی دسویں گیارھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا تھا، مختلف بولیوں کے اثرات قبول کرتا ہوا منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔ پنجابی، ہریانی، دکنی اور برج کے مختلف لسانی اثرات سے اس نئی زبان میں جو کھردراپن محسوس ہوتا تھا، بالآخر کھڑی بولی کے غالب آجانے سے ختم ہو گیا۔ زبان کے مذکورہ بالا تاریخی سفر نے عربی اور فارسی کی انفرادی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کا دامن، سنسکرت کی وسعت اور گہرائی، پراکرتوں کی فکر، برج بھاشا کی مٹھاس، اپ بھرنشوں کے لہجے، مقامی بولیوں کے رس، گجراتی طرزِ تحریر کا لوچ، دکنی محاوروں کی چاشنی، پوربی اسلوب و بیان، دہلوی سلاست و بلاغت، پنجابی جوش و خروش جیسے رنگارنگ پھولوں سے بھر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ ایک شستہ اور شائستہ زبان کے سانچے میں ڈھلنے لگی۔

ملواں زبان یعنی اردو کے قدیم نام

جہاں تک اس کے ناموں کا تعلق ہے ہندوستان کی ایک بولی کی نسبت سے پہلے پہل یہ زبان ہند یعنی ہندی یا ہندوی کہلاتی رہی۔ گجرات اور دکن پہنچ کر یہ گجری اور دکنی کہلائی۔ برج بھاشا سے تعلقات کی بنا پر یہ عموماً ہندی کے نام سے بھی پکاری جاتی رہی۔ چنانچہ سید عبدالواسع ہانسوی نے جب اس زبان

---

[1] علی گڑھ تاریخ ادب اردو، صفحہ ۳۰۔

کا پہلا لغت لکھا تو اس کا نام "غرائب اللغاتِ ہندی" رکھا اور ایک مدت تک لوگ اسے اسی نام سے موسوم کرتے رہے۔ جہاں تک کہ بہت بعد میں مرزا غالب کے اردو خطوط کے مجموعے کا نام بھی "عود ہندی" رکھا گیا۔ ایک ملواں زبان کی حیثیت سے یہ "ریختہ" بھی کہلائی۔ انگریزوں نے اسے "ہندوستانی" کا نام دیا۔ شمالی ہندوستان میں اس نئی زبان کی ضرورت چوں کہ عموماً درباروں، خانقاہوں، بازاروں اور فوجی لشکروں میں پڑتی تھی۔ لہٰذا لشکر جسے ترکی زبان میں اردو کہا جاتا ہے، کی رعایت سے یہ زبان اردوئے معلیٰ اور اردو جیسے ناموں سے بھی موسوم کی جانے لگی۔ بقول راجا شیو پرشاد :-

> "یہ پراکرت عربی و فارسی لفظوں کے سرمایہ سے مالا مال ہے۔۔ اسے ہندی کہیں یا ہندوستانی یا بھاکا یا برج بھاشا یا ریختہ یا کھڑی بولی یا اردو یا اردوئے معلیٰ، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا بیج محمود غزنوی کے پیروں تلے ڈالا۔"

ہندی سے مراد

مذکورہ بالا جائزہ کے پیش نظر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسی ہندوستان گیر ملواں زبان یعنی اردو ہی کا پرانا نام ہندی بھی ہے تو پھر جدید یعنی موجودہ ہندی سے کیا مراد ہے؟ مختصراً تو اس کا جواب یہی ہے کہ انیسویں صدی عیسوی سے پہلے ہندی کسی بھی مخصوص زبان کا نام نہ تھا۔ ملک کے مختلف علاقوں، صوبوں بلکہ ان کے مختلف ضلعوں میں بولی جانے والی بولیوں اور زبانوں مثلاً پنجاب کے علاقہ ملتان میں لہندا، سندھ میں سندھی، لاہور میں لاہوری، آگرہ اور متھرا کے علاقوں میں برج بھاشا، اودھ کے دیہات میں اودھی یا پوربی، حصار رہتک

بحوالہ ڈاکٹر شوکت سبزواری، داستان زبان اردو، صفحہ ۱۱۔

میں ہریانی، بگھیل کھنڈ میں بگھیل کھنڈی، کان پور، فتح گڑھ، اٹاوہ، بریلی، علی گڑھ کے گردونواح میں قنوجی، بنارس، غازی پور، آرہ وغیرہ میں بھوج پوری، بندھیل کھنڈ میں بندھیل کھنڈی، اجین میں اجینی، مارواڑ میں مارواڑی، بیکانیر میں بیکانیری، جے پور میں جے پوری، بہار اور پٹنہ میں مگدھی وغیرہ سبھی ہندوستان کی بولیوں اور زبانوں کی نسبت سے ہندی کہلاتی تھیں۔ اردو کی بنیاد بھی چونکہ ہندوستان ہی کی بولیاں تھیں، اسی نسبت سے اردو بھی ہندی کے نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ بعض ماہرین لسانیات نے ہندوستانی زبانوں اور بولیوں کو مشرقی ہندی، مغربی ہندی اور دکنی زبانوں وغیرہ میں بھی بانٹا ہے۔ تاہم عرف عام میں "ہندی" صرف دو ہی بولیوں کو تسلیم کیا جاتا تھا۔ پہلی برج بھاشا، جو شری کرشن جی کی سرزمین متھرا، اور اس کے گردونواح میں بولی جاتی ہے۔ وید ویاس جی، کے عظیم سنسکرت شاہکار مہابھارت کی بنیاد پر اس میں "بھاگوت گیتا" لکھی گئی۔ دوسری اودھی، جو اودھ کے راجا شری رام چندر جی کی راجدھانی اجودھیا کی بولی ہے اور اس میں رشی بالمیک جی کے سنسکرت شاہکار رامائن کی بنیاد پر تلسی داس جی نے اپنے مہان گرنتھ "رام چرت مانس" کی رچنا کی ہے۔ ہندوؤں کے مذہبی نقطۂ نظر سے یہ دونوں بولیاں بہت مقدس سمجھی جاتی ہیں۔ شروع شروع میں ان دونوں مذہبی گرنتھوں کے علاوہ ان بولیوں میں بھی کوئی قابل قدر ادبی کارنامہ غالباً وجود میں نہیں آیا —— اردو چونکہ ان دونوں بولیوں کے ارتقاء سے پہلے ادبی مقام حاصل کر چکی تھی لہٰذا ان کو بھی جب کبھی تہذیبی، تمدنی یا ادبی ضروریات سے سابقہ پڑا، تو یہ اردو کا سہارا لیتی رہیں۔

جدید یعنی ورتمان ہندی

جدید ہندی کے ادبی مورخین اور محققین البتہ اس عام بنیادی سچائی پر قانع نہیں۔

قدیم ہندی کے ان محدود علاقوں سے بڑھ کر وہ اپنی وردھمان ہندی کے دائرے کو اس سے کہیں زیادہ وسیع اور اردو سے کہیں زیادہ قدیم ہونے کے دعوے پیش کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کھڑی بولی کی بنیادوں پر پرورش پانے والی نئی ملواں زبان یعنی اردو یا ہندی، جب اپنی ارتقائی منزلیں طے کرتی ہوئی ہندوستان بھر میں ہر دل عزیز ہوتی جا رہی تھی تو بعض لسانی وجوہات نے اس کے مشترکہ دھارے کا رخ دو مختلف کلچرل سمتوں کی طرف موڑ دیا۔ جہاں تک کہ جدید دور میں کھڑی بولی سے متاثر ملواں زبان کے واضح طور پر دو روپ ہو گئے۔ جس روپ میں عربی فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ ہونے لگا اسے مستقل طور پر اردو کہا جانے لگا۔ اور جس میں عربی فارسی کی بجائے سنسکرت الفاظ کی بھرمار ہونے لگی، وہ وردھمان ہندی کے نام سے موسوم ہوئی۔ دونوں کے بیچ جو قدر مشترک برقرار رہی اسے بدستور ہندوستانی کہتے رہے۔ یہی ہندوستانی اگرچہ جدید اردو اور وردھمان ہندی، دونوں کی اصل ہے۔ تاہم اردو ہندی کی کشمکش کے اس دور میں ہندوستانی کی کوئی نمایاں حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ ڈاکٹر اودے نارائن تیواری رقم طراز ہیں:۔

"ہندوستانی بالخصوص گنگا کے اوپری دوآب کی زبان ہے، جو فارسی اور دیوناگری دونوں لپیوں میں لکھی جاتی ہے۔ اس کے ادبی روپ میں فارسی اور سنسکرت، دونوں زبانوں کے الفاظ کا توازن قائم رہتا ہے جب کہ اردو اسی ہندوستانی کی وہ شیلی ہے جس میں فارسی الفاظ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے اور یہ صرف فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اسی طرح ہندی ہندوستانی کی وہ شیلی ہے جس میں سنسکرت الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے اور صرف دیوناگری لپی میں لکھی جاتی ہے۔" [۱]

---

[۱] ڈاکٹر اودے نارائن تیواری، ہندی بھاشا کا ادگم اور وکاس، پرتھم سنسکرن: صفحہ ۱۹۰

ہندی کے ایک اور مشہور ادیب ڈاکٹر ترلوکی نارائن دکشت" ہندی اردو کشمکش اور اس کے اپائے" پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اورنگ زیب کی دکھنی فتح کے بعد جب اردو کی دکھنی اور گجری شیلیوں پر بھی دہلی کی فارسی کا غیر ضروری اثر پڑنے لگا، تب سے ان شیلیوں کے روپ دو دھاراؤں میں بڑھنے لگے۔ ایک دھارا میں سنسکرت کے ودوانوں نے سنسکرت الفاظ کی آمیزش شروع کر دی اور دوسری میں فارسی والوں نے عربی فارسی کی۔ اس طرح ایک ہی زبان کے لئے ہندی اور اردو دو الگ الگ نام استعمال ہونے لگے۔"[1]

اسی طرح ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں:۔

"ہندوستانی، ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کی مشترک بول چال کی زبان تھی جس میں فارسی و عربی الفاظ سنسکرت کے تدبھو لفظوں کے پہلو بہ پہلو بولے جاتے تھے۔ اردو اس زبان کا ادبی روپ ہے، ہندوؤں نے ۱۸۰۰ء کے قریب اول اول بول چال کی زبان ہندوستانی سے مسلمانی الفاظ نکال کر خالص ہندوانی بول چال کا ڈول ڈالا اور اسے کھڑی (یا کھری) کہنا شروع کیا۔ بعد میں خالص سنسکرت (تت سم) الفاظ سے اس کا دامن بھر کر موجودہ ہندی بنائی جو اردو کے مقابلے کی ہندوانہ تہذیبی و ادبی زبان کہلائی۔"[2]

ظاہر ہے کہ اٹھارھویں صدی سے پہلے اردو اور ہندی میں کوئی اختلاف

---

[1] ڈاکٹر ترلوکی نارائن دکشت، آدھنک ہندی نبندھ، صفحہ ۵۵ الہ آباد ۱۹۷۲ء۔
[2] ڈاکٹر شوکت سبزواری، داستان زبان اردو۔ صفحہ ۱۳۔

یا کشمکش نہ تھی۔ دونوں زبانوں کی ادبی تاریخیں متفق ہیں کہ اردو، ہندوی اور ہندی جیسے ناموں سے بھی پکاری جاتی تھی جو عوام کی مشترکہ زبان تھی۔ چنانچہ اردو کی پہلی باقاعدہ غزل بھی ایک ہندو شاعر چندربھان برہمن ہی سے منسوب ہے۔ دوسری زبانوں کا بھی عموماً یہی حال تھا۔ کسی بھی زبان پر کوئی مخصوص مذہبی چھاپ نہ تھی۔ برج بھاشا، اودھی وغیرہ میں بھی ہندو مسلم دونوں طبقوں کے شاعروں کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ مثلاً سولہویں صدی میں ملک محمد جائسی نے ہندوؤں کے تہذیبی رنگ میں ایک مشہور کتاب "پدماوت" اودھی زبان میں تصنیف کی۔ اسی پدماوت کی زبان کی بنا پر گوسوامی تلسی داس نے "رام چرت مانس" کا شاندار محل تعمیر کیا۔ اسی طرح برج بھاشا میں سورداس کے شانہ بہ شانہ رس کھان اور رحیم کا نام بھی ہمیشہ مساوی عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا رہا ہے۔ مولوی عبدالحق کے رسالہ "اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام" بھی اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ صوفیائے کرام کے کام کا بیشتر حصہ سراسر ہندی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ ادبی روایات اور لفظیات کے اعتبار سے دکنی اردو پر بھاشا شاعری کا اس قدر گہرا اثر ہے کہ شروع شروع میں اس کی بحریں بھی ہندی طرز کی ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندی والے بھی فارسی خط میں لکھے اس دکنی اردو کے ادب کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے رہے ہیں۔

اردو کی تحریک اصلاح زبان

جیسا کہ شروع شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ زبانیں ہمیشہ فطری اور غیر شعوری طور پر پیدا ہوتیں اور اپنے اپنے مخصوص ماحول میں وقت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی پروان چڑھتی ہیں لیکن جب کبھی کسی ترقی پذیر زبان کو بلند و برتر سمجھ کر قواعد و ضوابط کی آہنی زنجیروں میں جکڑنے کی کوشش کی جاتی ہے تو عوام ان پابندیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دیگر مروجہ عوامی بولیوں سے رشتے قائم کرنے لگتے ہیں۔ جدید ہندوستانی

زبانوں میں سے اردو بھی جب عوام سے براہِ راست رشتے کی بنا پر ملک کے بیشتر حصوں میں مقبول اور ہر دل عزیز ہونے لگی تو رفتہ رفتہ، اصلاح زبان کی آڑ میں، اس کی وسعت اور پھیلاؤ کے رستے میں بھی رکاوٹیں اور پابندیاں عائد کی جانے لگیں۔ چنانچہ اٹھارھویں صدی کے شروع ہی سے شاہ حاتم اور مرزا مظہر جان جاناں نے اصلاح زبان یعنی زبان کی شدھی کا کام شروع کر دیا اور کئی ایسے الفاظ جن کا تعلق برج بھاشا جیسی مقامی بولیوں سے تھا، متروک قرار دے کر ان کی جگہ عربی فارسی الفاظ اور ترکیبیں داخل کرنی شروع کیں۔ لکھنؤ میں امام بخش ناسخ نے اس تحریک کو اور بھی کمال تک پہنچا دیا اور اس نے برج بھاشا کے ساتھ ساتھ اودھی کے بھی کئی مستعمل اور عام فہم الفاظ کو زبان سے خارج کر کے اردو کا رخ ہندوستان کے مخصوص لسانی دھارے سے قدرے الگ سمت کو موڑ دیا۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دکنی زبان اور شاعری پر مقامی ماحول اور برج بھاشا کا کافی اثر تھا۔ شمال اور جنوب کے سیاسی اور لسانی سنگم سے جب ولی جیسے دکنی اساتذہ کا کلام دلی پہنچا تو دلی کی اردو زبان اور شاعری میں بھی برج بھاشا سے متاثر دکنی روزمرہ اور محاورہ اپنا رنگ دکھانے لگا۔ فارسی چوں کہ دہلی کے ماحول اور زندگی کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھی لہٰذا جلدی ہی دہلی کے لسانی شعور نے دکنی محاورے کے داخلے کے خلاف ردِ عمل شروع کر دیا۔ شاہ حاتم اور مرزا مظہر جان جاناں سے اردو کی پہلی تحریک اصلاح زبان شروع ہوئی۔ چنانچہ:۔

"شاہ حاتم نے جب سن ۱۱۵۵ھ میں اپنی قدیم کلیات سے "رطب و یابس" نکال کر "دیوان زادہ" مرتب کیا تو اصلاح و معیارِ زبان کے حسب ذیل اصولوں کو پیش نظر رکھا:۔

(۱) عربی اور فارسی زبان جو قریب الفہم اور کثیر الاستعمال ہو۔
(۲) ہندی زبان کے ہر اس الفاظ کو موقوف کر دیا جسے بھاشا کا اثر کہا جاتا تھا۔
(۳) صرف وہی عام فہم روزمرہ جو خاص لوگوں کو پسند ہو اختیار کیا۔
(۴) لغات عربی اور فارسی کی صحت اور درستی ؛ مثلاً [1]
تسبی کی بجائے تسبیح ، صحی کی بجائے صحیح
لگانہ " " بیگانہ ، مروض " " مَرَض " وغیرہ

ان قاعدوں اور ضابطوں کی پابندی میں اس زبان کا خالص دیسی سرمایہ یعنی ہندوستانی الفاظ اور ترکیبیں وغیرہ رفتہ رفتہ خارج ہوتا گیا اور اس کی کمی عربی فارسی الفاظ کے داخلے سے پوری کی جاتی رہی جیسے جیسے یہ عمل بڑھتا گیا۔ اردو اپنے لسانی دھارے کی اصل سے بھٹکتی گئی۔ جہاں تک کہ نہ صرف اس کے لفظی سرمائے میں فرق آتا گیا۔ بلکہ روزمرہ استعمال کے الفاظ کی املا بھی عربی فارسی رنگ میں رنگی جانے لگی۔ بقول ڈاکٹر زور:

"غرض مرزا مظہر کی تحریک کے بعد سے ایک طرف برج بھاشا اور دکنی ہندوستانی کی تقلید موقوف ہو گئی اور بہت سے الفاظ اور محاورے متروک قرار پائے مثلاً نین، جگ، نت، بسرنا، انپڑنا وغیرہ اور دوسری طرف لفظوں کی شکل اور املا میں بھی فرق پیدا ہو گیا۔ اس سے پہلے جس طرح بولتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے اور یہ نتیجہ تھا صدیوں کے تغیرات اور ارتقائی حالات کا۔ اس زمانہ میں لفظ تسبیح یا صحیح کا تلفظ تسبی یا صحی

---

[1] علی گڑھ تاریخ ادب اردو، صفحہ ۵۴۔

کیا جاتا تھا اور آج بھی ان لفظوں کا تلفظ یہی ہے۔ مگر اس زمانہ میں انہیں لکھتے بھی اسی تلفظ کے ساتھ تھے۔ البتہ آج ہم لکھتے کچھ اور ہیں اور پڑھتے کچھ اور ہیں"۔ [1]

حاتم اور مظہر کے بعد میر اور سودا اس میدان میں اترے۔ ان میں سے میر نے تو اصلاح زبان کی طرف تھوڑی بہت توجہ کی لیکن سودا چونکہ نئے نئے مضمون ادا کرنے پر زیادہ توجہ صرف کرتے تھے، اس لئے انہوں نے ان پابندیوں کی کچھ پرواہ نہیں کی بلکہ موقع پڑنے پر برج بھاشا کے متروک الفاظ استعمال کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ لہٰذا اس دور میں میر اور سودا کی زبان عموماً مستند سمجھی جاتی رہی۔ بقول میر:

سارے عالم پر ہوں میں چھایا ہوا   مستند ہے میرا فرمایا ہوا

ان کے بعد لکھنؤ میں انشاء اور مصحفی جیسے اساتذہ فن میں سے مصحفی نے کم اور انشاء نے قدرے زیادہ اصلاح زبان کی طرف توجہ کی۔ انشاء نے نہ صرف الفاظ اور محاورہ کے فصیح اور غیر فصیح ہونے کی تشریح اور تفصیل پیش کی بلکہ ان کے استعمال کے اصولوں پر بھی روشنی ڈالی۔ دہلی کے عوامی محاورے کے خلاف اصلاح زبان کی دوسری باقاعدہ تحریک لکھنؤ ہی میں ناسخ نے شروع کی۔

"ناسخ نے اہل لکھنؤ کے عجز زبان کو چھپانے کے لئے ایک طرف کتابی زبان اور فارسی کی آڑلی اور دوسری طرف متروکات کی فہرست قائم کرکے دہلی کی ٹھیٹھ زبان کے الفاظ کو ترک کیا۔ لکھنؤ کے اودھی ماحول میں اردو قواعد کی وہ تشکیلیں بھی ابھر آئیں جو دہلی سے مخصوص نہیں تھیں۔ بلکہ یوپی کے قصبات اور شہروں میں سند حاصل کر چکی تھیں۔

---

[1] ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ہندوستانی لسانیات۔ صفحہ ۱۲۶، لکھنؤ، ۱۹۶۱ء

افعال کی یہ شکلیں متروک قرار پائیں ۔

(۱) ماروں ہوں، کروہوں، چلے ہے، کرے ہے، جائے ہے (مضارع دہلی)

(۲) ہوگا، ہے گا، ہیں گے (حال دہلی)

(۳) مصدر کا فاعل مونث سے متاثر ہونا مثلاً "میں نے روٹی کھائی، میں نے پانی پیا۔" [۱]

ناسخ جب اصلاحِ زبان کے میدان میں اترے تو شاہ حاتم، مظہر جان جاناں، انشا جیسے اساتذہ کی اصلاحیں ان کے سامنے تھیں۔ انہیں کے پیشِ نظر انہوں نے مروجہ زبان میں مندرجہ ذیل مزید اصلاحیں کیں :۔

(۱) اردو کو ہندی، ہندوی، دکنی، گجری، ریختہ جیسے مختلف ناموں کی بجائے "اردو" کے مخصوص نام سے پکارے جانے پر زور دیا۔ شاعری کی صنف، غزل کو بھی ریختہ ہی کہا جاتا تھا، اسے بھی باقاعدہ "غزل" کہنے پر اصرار کیا گیا۔ مروجہ افعال میں ترمیم کر کے ان کا بدل قائم کیا اور مروجہ افعال کو متروک قرار دیا گیا۔ نمونے کے طور پر کچھ مروجہ افعال اور ان کا بدل ملاحظہ ہو۔

مروجہ فعل	بدل	مروجہ فعل	بدل
جھمکے ہے، جھلکے ہے	جھلکتا ہے	لگے ہے	لگتا ہے
کہیں ہیں	کہتے ہیں	آئے ہے	آتا ہے
جائے ہے	جاتا ہے	لاگا	لگا

[۱] علی گڑھ تاریخ ادب اردو، صفحہ ۴۵۔

کرے ہے	کرتا ہے	جانا جاتا ہے	سمجھا جاتا ہے
دل ڈھائے کر	دل ڈھاکر	قاصد چلانا	قاصد بھیجنا
نیونا	جھکنا	انتہا لانا	انتہا کو پہنچنا
کریو	کیجیو	جی چلانا	رغبت ہونا
رہے ہے	رہتا ہے	سہے ہے	سہا جاتا ہے
بدلہ کرنا	بدلہ لینا	لگن لگانا	محبت ہونا۔

(۲) مروجہ زبان میں جو ضمائر مستعمل تھے ان میں سے بعض میں ترمیم کی اور بعض کو بالکل ترک کر کے نئے ضمائر جاری کئے۔ مثلاً۔

اس نے	بجائے	ان نے	تیرے یا مجکو	بجائے تجھ
جس نے	"	جن نے	تو	" تنیں
تجھ تک	"	تجھ تئیں	اس پر	" تِس پر
تیرے بغیر	"	تجھ بن	میں نے کہا	" میں کہا
کس نے	"	کن نے	ہمیں نے	" ہم ہی نے

(۳) جمع بنانے کا دکنی قاعدہ یعنی کسی لفظ کے بعد "اں" بڑھا دینے کا طریقہ جو ہندی کی کئی دیگر بولیوں اور زبانوں میں بھی عام تھا، ترک کر کے ان میں بھی اصلاح کی۔ مثلاً بات سے باتاں اور تلوار سے تلواراں کی بجائے ناسخ نے "ین" بڑھا کر جمع بنانے کے قاعدے پر زور دیا۔ جیسے تلوار سے تلواریں، بات سے باتیں، بہتیاں ہیں کی بجائے بہتی ہیں۔ گھٹائیں چھائیاں ہیں کی بجائے گھٹائیں چھائیں۔

(۴) اسی طرح اودھی اور برج بھاشا کے الفاظ کو متروک قرار دے کر عربی فارسی الفاظ کے استعمال پر زور دیا۔ مثلاً۔

تک ارتنگ	کی بجائے فوراً	بن	کی بجائے بغیر

کسو	کی بجائے	کسی	کبھو	کی بجائے	کبھی
غلط	؍؍	طرح	ہے گا	؍؍	ہے
دوانہ	؍؍	دیوانہ	پَون	؍؍	ہوا
ماٹی	؍؍	مٹی	نپٹ	؍؍	بہت
کریو	؍؍	کیجیو	جگ	؍؍	دنیا
ستی	؍؍	سے	پات	؍؍	پتّا
اور	؍؍	طرف	دیوے	؍؍	دے
ندان	؍؍	ہمیشہ	جوں	؍؍	جس طرح
مہندی کے رنگ	؍؍	برنگ حنا	کھوج	؍؍	نشان
دیا	؍؍	چراغ	نشا	؍؍	نشہ
باقی	؍؍	بتی	نت	؍؍	ہمیشہ
جاگہ	؍؍	جگہ	بیچ	؍؍	میں
نیونا	؍؍	جھکنا	دارو	؍؍	شراب
اُپر	؍؍	اوپر	دارو	؍؍	دوا
تنک	؍؍	ذرا	تس پر	؍؍	اس پر
بھیتر		اندر	شور شرابا	؍؍	شور و شر
ہووے گا	؍؍	ہوگا	کڈھب	؍؍	بے ڈھب
جوں	؍؍	مثل	لوہو	؍؍	لہو
دیوں	؍؍	دیں	تو کہے	؍؍	گویا
نگر	؍؍	شہر	جیوں	؍؍	مثل، مانند
اس ڈھب کا	؍؍	اس طرح کا	پتنگا	؍؍	پروانہ

جگ	کی بجائے	زمانہ	پھلکاری	کی بجائے	پھولکام
اس دم	〃	اسی وقت	دم پردم	〃	دم بدم
نین	〃	چشم	لگن لگنا	〃	محبت ہونا

(۵) معشوق اور محبوب کے لیے ساجن، سجن، من ہرن، پیا، پتیم جیسے ہندی الفاظ جو اردو میں عام اور بے تکلف استعمال ہوتے رہے تھے۔ متروک قرار دیئے گئے اور ان کی جگہ صنم، محبوب، معشوق جیسے عربی فارسی الفاظ کا استعمال ہی جائز قرار دیا۔

تحریک اصلاح زبان کا ردِ عمل

ان حالات میں بھی اردو نے ایک طرف تو اپنے دیسی یعنی ہندوستانی زبان ہونے کے دعوے کو برقرار رکھا لیکن دوسری طرف اپنے خالص دیسی سرمائے کو متروک قرار دے کر عربی اور فارسی جیسی بدیسی زبانوں کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کو اپنائی گئی۔ ناسخ کی اصلاح زبان کی تحریک سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہندی کے عام فہم الفاظ جو مدتوں سے اردو میں رائج تھے، ان کی جگہ بھی عربی فارسی کے غیر مانوس الفاظ استعمال کیے جانے لگے۔ اہل اردو نے ہندی زبانوں کے الفاظ کو جتنا زیادہ دبانے کی کوششیں کیں، اتنا ہی زیادہ عوام، بالخصوص ہندوؤں میں ہندی الفاظ کو زندہ رکھنے کا احساس پیدا ہوتا گیا۔ ردِ عمل کے طور پر ایسے ہندی الفاظ بھی جو پہلے سنسکرت الفاظ کی تدبھو شکل میں استعمال ہوتے تھے رفتہ رفتہ انہیں تت سم شکل میں استعمال کرنے کا رجحان بڑھنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے عربی فارسی اور ہندوؤں نے سنسکرت، برج اور راودھی الفاظ کی بھرمار کر کے ایک مشترکہ زبان کے دھارے کی روانی کو دو متضاد سمتوں کو موڑ دیا۔ مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ یہ دونوں دھارے اپنے اپنے مخصوص کلچرل ماحول میں پرورش پا کر دو مختلف زبانوں — اردو اور ہندی — کے نام سے موسوم کیے جانے لگے۔

اردو ہندی کی تفریق اور انگریزوں کی پالیسی

اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے ادبی مورخ اس نظریئے پر بھی متفق ہیں کہ اس مشترکہ زبان میں تفریق کا عمل انگریزوں کے ایما پر ہوا تاکہ ہندو مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے وہ اپنی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط بنا سکیں۔ انہوں نے دونوں فریقوں کے اختلافات کو ہوا دے کر اس حد تک بڑھایا کہ سرسری طور پر دیکھنے سے اس پر ایمان لانا مشکل ہے۔ کہ کسی زمانے میں یہ دونوں زبانیں ایک تھیں، انگریزوں کی اس پالیسی کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ نئے انگریز حاکموں کو اردو پڑھانے کے لئے ۱۸۰۰ء میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا گیا۔ بڑے بڑے قابل اردو داں لوگوں کو ملازمتیں دے کر ان سے ادب کے مختلف موضوعات پر بالخصوص قصے کہانیوں کی کتابیں سادہ اور عام فہم نثر میں ترجمہ و تالیف کرائیں۔

گل کرائسٹ نامی ایک انگریز جو اس کالج کے پرنسپل بنائے گئے، وہ خود بھی ہندوستانی یعنی اردو کے زبردست حامی تھے۔ انہوں نے ہندوستانی کو ترقی دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گل کرائسٹ کی سرپرستی میں فورٹ ولیم کالج میں پڑھائی جانے والی ہندوستانی اگرچہ فارسی رسم الخط میں لکھی اردو کے سوا کوئی دوسری زبان نہ تھی تاہم ملک کے کسی بھی کونے سے ہندوؤں یا سماج کے کسی اور طبقہ نے اس کی مخالفت میں آواز نہیں اٹھائی۔

۱۸۲۳ء میں گل کرائسٹ کی جگہ ولیم پرائس اس کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ وہ ہندوستانی یعنی اردو کے بجائے برج بھاشا اور سنسکرت میں دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ "ہندوستانی جس روپ میں اس کالج میں پڑھائی جاتی ہے وہ خاص کر دہلی دربار کی زبان ہے۔ مغلوں نے اسے پروان چڑھایا ہے اور یہ

زیادہ تر اونچے طبقے کے لوگوں اور مسلمانوں ہی میں بول چال کا ذریعہ ہے۔ چونکہ یہ شمال مغربی ہندوستان کی زبانوں میں عربی فارسی کے میل جول سے وجود میں آئی ہے۔ اس لئے ایک ،بدیسی زبان سمجھی جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ عوام کو یہ بھی ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی کہ شمالی علاقوں میں جن بے شمار بولیوں کا چلن ہے وہ سب الگ الگ زبانیں نہیں بلکہ ایک ہی بنیادی زبان یعنی بھاشا کے مختلف روپ ہیں۔ الفاظ کے خزانے میں اختلاف سے قطع نظر ان سب کی ساخت تقریبًا ایک سی ہے۔ یہ بھاشا' جسے ہم بہ آسانی ہندی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، ایک طرف تو اپنی اصل یعنی سنسکرت سے مختلف ہے اور دوسری طرف ان تمام زبانوں سے بھی الگ ہے جو سنسکرت سے نکلی بتائی جاتی ہیں۔ جس طرح اردو کے بیشتر الفاظ عربی اور فارسی سے لئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہندی کے بیشتر الفاظ کا ماخذ سنسکرت ہے۔ اس کے علاوہ نمایاں اختلاف رسم الخط کا ہے۔ اردو ہمیشہ فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے جبکہ ہندی دیوناگری لپی میں"۔ [1]

اس طرح اردو کو بدیسی اور مسلمانوں کی زبان بتا کر ہندوؤں کے لئے ایک دیسی زبان' ہندی کو پروان چڑھانے کا احساس دلایا گیا۔ جیسے جیسے یہ احساس شدت اختیار کرتا گیا ویسے ویسے ایک مشترکہ مروجہ زبان سے بدیسی عناصر یعنی عربی فارسی کے الفاظ کو خارج کر کے ان کی جگہ سنسکرت برج اور اودھی جیسی دیسی زبانوں کے الفاظ داخل کئے جانے لگے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے فورٹ ولیم کالج ہی میں گجرات کے ایک برہمن للو لال جی کو اس اہم خدمت پہ مامور کیا

---

[1] ڈاکٹر شیام ورما، آؤٹ لائننگ ہندی اینڈ لیڈ شپ کا وکاس، صفحہ ۴۸ - ۵۰

گیا۔ وہ دیوناگری لپی اور فارسی رسم الخط دونوں کے ماہر تھے۔ ان کی مدد سے کئی ہندی کتابوں کے اردو میں ترجمے کیئے گئے ان میں سے بیتال پچیسی اور سنگھاسن بتیسی اردو اور دیوناگری دونوں خطوں میں شائع ہوئیں تاہم ہندی کے آغاز کے سلسلے میں ان کا اصل کارنامہ "پریم ساگر" ہے جس میں انہوں نے عربی فارسی کے الفاظ کی بجائے زیادہ سے زیادہ سنسکرت الفاظ سے کام لیا۔ اسی "پریم ساگر" کو جدید ہندی کی ادبی روایت کا نقش اول کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس سے پہلے اردو ہندی کی ملواں زبان کے جو نمونے ملتے ہیں ان میں عربی فارسی اور سنسکرت کے ملے جلے الفاظ کے استعمال سے وہ اجتناب نہیں پایا جاتا تھا جو بعد کی دونوں مخصوص زبانوں میں عموماً پایا جانے لگا۔ ناسخ کی تحریک اصلاح زبان نے اردو فارسی الفاظ کی کثرت کا رجحان تو پیدا کر ہی دیا تھا، للولال کی پریم ساگر نے ہندی میں سنسکرت الفاظ کی بھرمار کے رجحان کو اور بھی زیادہ شہ دی۔ رفتہ رفتہ دونوں زبانوں میں یہ قابل افسوس رجحانات اس حد تک بڑھتے گئے کہ ہندی والے عربی فارسی کے عام فہم الفاظ کے استعمال سے گریز کرنے لگے اور اردو والوں کو سنسکرت کے تدبھو یعنی ترمیم شدہ الفاظ جو اردو کی سرشت میں رچ بس گئے تھے کا استعمال بھی ناگوار گزرنے لگا۔ للولال جی کے "پریم ساگر میں عربی فارسی سے اجتناب کے سلسلے میں ہندی ادب کے مستند مورخ رام چندر شکل لکھتے ہیں :۔

"اگر للولال اردو نہ جانتے ہوتے تو پریم ساگر سے عربی فارسی الفاظ دور رکھنے میں اتنے کامیاب نہ ہوتے جتنے وہ ہوئے۔ بہت سے عربی فارسی الفاظ بول چال کی زبان میں اتنے گھل مل گئے تھے کہ انہیں صرف سنسکرت ہندی

جاننے والے کے لئے پہچاننا بھی مشکل تھا۔" ؎۱

اسی طرح ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں:۔

"جب ڈاکٹر گلکرائسٹ نے میر امن اور للو لال کو ہی سے نثر میں کتابیں لکھنے کو کہا تو وہ پریشان ہوگئے۔ یہ ان کے لئے نیا تجربہ تھا۔ انہوں نے لکھا تو لیکن ایک خود ساختہ زبان میں للو لال نے اپنی کتاب پریم ساگر میں فارسی و عربی زبان کے اجنبی لفظوں کو جگہ نہیں دی۔" ؎۲

اردو اور ہندی کی باہمی کشمکش

۱۸۵۰ء تک ہندی اردو کے جھگڑے نے وہ صورت اختیار نہیں کی تھی جو بعد میں اس نے کر لی۔ ہندی کی برج بھاشا اور اودھی جیسی بولیوں کا وجود اگرچہ اردو سے بہت پہلے کا مانا گیا ہے تاہم صدیوں سے ادبی استعمال میں نہ رہنے کے باعث انہیں اپنی انفرادیت کا احساس نہیں تھا۔ اسی لئے ہندی اور اردو دونوں پر ہی وہ رنگ غالب نہیں آیا تھا جس میں اپنے اپنے سیاسی مفاد کے لیے یہ دونوں زبانیں رنگ گئیں۔ اس سلسلے میں اردو کے عظیم شاعر اور ادیب، مرزا غالب کے خطوط کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ ۱۸۵۰ء سے پہلے مرزا غالب عموماً فارسی ہی میں خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ ۱۸۵۰ء میں انہوں نے اردو میں خط لکھنے شروع کئے۔ نمونہ کے طور پر ان کے ایک خط سے کچھ سطریں دی جاتی ہیں جو اس وقت کی بول چال کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ مثلاً میر مہدی کو لکھتے ہیں:۔

آہا ہا! میرا پیارا مہدی آیا۔ آؤ بھائی! مزاج تو اچھا ہے۔ بیٹھو۔

؎۱ آچاریہ رام چندر شکل، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، صفحہ ۳۶۵ ناگری پرچارنی سبھا سمت ۲۰۲۲

؎۲ ڈاکٹر شوکت سبزواری، داستان زبان اردو صفحہ ۱۳، دہلی۔

یہ رام پور ہے۔ جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے۔ میں بوڑھا آدمی، بھولا آدمی تمہاری باتوں میں آگیا اور آج تک اس کو خط نہیں لکھا۔"

انہیں سطروں کی زبان کے متعلق ڈاکٹر شیام ورما لکھتے ہیں :۔

"کیا اسی زبان پر ہندو اور مسلمان لڑے مرے جا رہے تھے؛ ناگری لپی میں لکھنے پر اسے شدھ کہا جا سکتا ہے۔ بھلے ہی لطف، مزاج اور خط وغیرہ بدیسی زبان کے ہوں۔ لیکن بدیسی الفاظ تو دیوتا کے منہ سے بولی گئی دیو بانی سنسکرت میں بھی مل جائیں گے۔ دنیا کی ایسی کونسی زبان ہے جو سراسر شدھ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ظاہر ہے کہ انگریزوں کی چالوں نے اسے زبان ہی کا سیدھا سادہ مسئلہ نہیں رہنے دیا بلکہ اسے مذہبی رنگ بھی دے دیا۔" [1]

مرور ایام کے ساتھ ساتھ ہندی کو سنسکرت آمیز اور اردو کو عربی فارسی کے رنگ میں رنگنے کا رجحان زور پکڑتا گیا اور اردو ہندی کے باہمی جھگڑے کی اندر ہی اندر سلگتی ہوئی آگ رفتہ رفتہ شعلوں کی شکل میں نمودار ہونے لگی۔ علی گڑھ تحریک نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ہندی اور اردو کے اس تنازعہ میں ایک گروہ کی رہنمائی راجا شو پرشاد ستارۂ ہند کر رہے تھے تو دوسرے دھڑے کے سرگروہ سرسید احمد خاں تھے لیکن انگریزوں کی شہ دونوں طرف تفریق بڑھا رہی تھی۔ ایک گروہ کے رہنما کو انہوں نے "ستارۂ ہند" کی اپادھی سے سرفراز کیا اور دوسرے گروہ کے علم بردار کو "سر" کے خطاب سے نوزا۔ اس طرح سے راجا شو پرشاد

---

[1] ڈاکٹر شیام ورما، آدھنک ہندی گدیہ شیلی کا وکاس صفحہ ۵۱

"ستارۂ ہند اور" "سر" سید احمد خاں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہندی اور اردو کی وکالت کرنے لگے۔ فورٹ ولیم کالج کی کوششوں سے فارسی رسم الخط میں اردو کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو چکا تھا۔ لیکن ہندی کی ناگری لپی میں ابھی یہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ راجا شو پرشاد نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لحاظ سے سر سید احمد کا پلہ راجا شو پرشاد ستارۂ ہند سے کہیں زیادہ بھاری تھا۔ علاوہ ازیں اردو چونکہ عوام میں ہر دل عزیز ہو چکی تھی اس لئے مخالف دھڑے کے لئے ہندی کو کمزور ثابت کرنے کا ایک سنہرا موقع ہاتھ لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راجا شو پرشاد ستارۂ ہند کو بھی عام فہم زبان کی آڑ میں اردو ہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اس لسانی جھگڑے کی جڑ ایسی مضبوطی سے جمائی گئی تھی کہ اس کے باوجود ایک ملواں زبان سے عربی فارسی کے الفاظ خارج کر کے اس کی جگہ سنسکرت کے نئے نئے الفاظ استعمال کرنے کا رجحان برابر جاری رہا۔

ہندی ساہتیہ پریشد ہندی کی نشر و اشاعت کے لئے ۱۹۱۰ء میں پنڈت مدن موہن مالویہ نے ہندی ساہتیہ پریشد کی بنیاد رکھی اور وقتاً فوقتاً اس کے اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے رہے۔ ۱۹۱۸ء میں اس پریشد کا اجلاس اندور میں مہاتما گاندھی کی صدارت میں ہوا۔ اس کے بعد سے ہندی پرچار کا کام مہاتما گاندھی ہی کی نگرانی میں دن بدن ترقی کرتا گیا۔ ہندی سمجھ میں سب سے زیادہ دقت کا سامنا جنوبی ہندوالوں کو کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے اسی سال دکن ہندی پرچارنی سبھا بھی قائم کی گئی۔ اس سبھا نے ہندی کی نشر و اشاعت کے لئے دکن میں چار پانچ اسکول کھولے۔ اس سبھا کو یہاں چونکہ اچھی کامیابی حاصل ہوئی اس لئے ملک بھر میں ہندی کی اشاعت کے لئے ایسے کئی ادارے قائم کئے گئے جن میں سے وسط ہند ہندی ساہتیہ کمیٹی، اندور، دکن بھارت ہندی پرچار سبھا، مدراس،

ساہتیہ سدن ابوہر (پنجاب)، شری برندر کیشو ساہتیہ پریشد اور مہاراج (بندیل کھنڈ) پشپ پھاون پاڑھم، مین پوری، ہندی ساہتیہ بھون کراچی، ہندی ہتنے شنی سبھا مظفر پور، شری راجپوتانہ ہندی ساہتیہ سبھا، جھالرا پاٹن، برما ہندی پرچار سبھا رنگون، پریاگ مہیلا ودیا پیٹھ، الہ آباد، کنیا مہا ودیالہ، جالندھر، کنیا گروکل، دہرہ دون گروکل مہاودیالہ، جوالاپور گروکل وشو ودیالہ، کانگڑی وغیرہ کی ہندی کے حق میں تبلیغی سرگرمیوں کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ قدیم ہندی ادب کی اشاعت کے لئے یہ سبھا ہندی کے بہترین مصنفوں کو انعام بھی دیتی تھی۔ ۱۹۲۳ء میں بابو پرشوتم داس ٹنڈن کی تجویز کے مطابق الہ آباد میں ایک ہندی میوزیم بھی تعمیر کیا گیا۔ دکن ہندی پرچار سبھا کے ایک اجلاس میں پنڈت سندر لال کو خطبہ دینے کا موقع ملا تو انہوں نے ہندی پریمیوں پر واضح کیا:

"جس زبان کو آج کل ہندی بھاشا کہتے ہیں اس کی پیدائش اس ملک میں مسلمانوں کے زمانہ میں ہوئی۔ مسلمانوں نے ہی اس کا نام ہندی رکھا۔ امیر خسرو اور ملک محمد جائسی اس کے شروع کے شاعر مسلمان ہی تھے۔ مسلمانوں ہی کی حکومت کے زمانہ میں اور خاص کر دکن میں بہمنی اور آخر میں مغل سلطنت میں ہی اس نے سب سے زیادہ ترقی کی۔ اردو نام ہندو اور مسلمانوں دونوں نے بہت بعد میں استعمال کرنا شروع کیا۔"[2]

بھارتیہ ساہتیہ پریشد

اہل اردو کے احتجاج کے باوجود ہندی کی تبلیغی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ ۱۹۳۵ء میں اسی پریشد کا

---

[1] مولانا فرزند علی خاں، فغان اردو، (دہلی) صفحہ ۷۸-۸۲۔

[2] مولانا فرزند علی خاں، فغان اردو (دہلی)، صفحہ ۸۵۔

اجلاس مہاتما گاندھی جی کی صدارت میں ہوا جس میں ساہتیہ پریشد کی بنیاد رکھی گئی اس پریشد کے اہم ترین مقاصد۔ ہندوستانی زبانوں کو دیوناگری لپی اختیار کرنے پر مائل کرنا اور ہندی کے ذریعے دوسری زبانوں کے ادیبوں کو ہندی کے علاوہ دیگر زبانوں کے ادب سے واقفیت بہم پہچانا تھا۔ اس مقصد کے لئے منشی کنھیا لال اور منشی پریم چند کی ادارت میں ایک ماہوار رسالہ "ہنس" جاری کیا گیا۔ اس رسالہ میں جامعہ والے بھی اپنے مضامین بھیجتے تھے مگر انہیں رسالے کی زبان پر ہمیشہ اعتراض رہا۔ ۲۴ اپریل ۱۹۳۶ء کو بھارتیہ ساہتیہ پریشد کا پہلا اجلاس مہاتما گاندھی کے زیر صدارت ناگپور میں ہوا جس میں ملک کی تقریبًا تمام زبانوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ عثمانیہ یونیورسٹی اور انجمن ترقی اردو کی طرف سے مولانا عبدالحق صاحب تشریف لائے۔ جامعہ ملیہ نے اپنا نمائندہ الگ سے بھیجا۔ ریزولیوشن پیش کرنے کے وقت مولانا عبدالحق نے مہاتما گاندھی کو ہندوستان کے قومی زبان قرار دیئے جانے والا ریزولیوشن یاد دلاتے ہوئے "ہندی یعنی ہندوستانی" کے نام میں ترمیم کی تجویز پیش کی تو گاندھی جی نے فرمایا:۔

"وہ ریزولیوشن بھی میں نے ہی پیش کیا تھا اور آج کا ریزولیوشن بھی میں ہی پیش کر رہا ہوں۔ میرے نزدیک "ہندی یعنی ہندوستانی" ہی ملک کی قومی زبان بن سکتی ہے۔ محض "ہندوستانی" کے معنی اردو کے ہیں جو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ اسی طرح خالی "ہندی" کے معنی ایسی ہندی کے ہیں جس سے فارسی عربی کے الفاظ خارج کردیئے گئے ہوں۔"[1]

رفتہ رفتہ اس ملواں زبان کے لئے لفظ "اردو" کا استعمال کم اور "ہندوستانی"

---

[1] مولانا فرزند علی خاں، فغان اردو، (دہلی) صفحہ ۹۴۔

زیادہ ہونے لگا اور اس ہندوستانی کو بھی عموماً مسلمانوں سے منسوب کیا جائے گا بقول ڈاکٹر رام کھیلاون پانڈے :-

”آدھنک کال کے آرمبھ میں ہندوستانی یعنی اردو کو ہندی سے بھن مانا جانے لگا۔ انگریزوں کی دروشٹی میں ہندوستانی ہوئی مسلمانوں کی بھاشا جو بعد میں اردو کہلائی اور ہندی ہوئی ہندوؤں کی بھاشا۔“ [۱]

بہرحال اس لسانی کشمکش نے ایک ترقی پذیر مشترکہ زبان کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ نئی ہندوستانی کا رجحان، جو اب دیوناگری لپی میں لکھی جانے لگی تھی، سنسکرت کی طرف بڑھتا گیا اور اسے "ہندی" کا باقاعدہ نام دے کر ہندوؤں کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ پرانی ہندوستانی یعنی اردو کا جھکاؤ عربی فارسی کی طرف بڑھنے لگا اور مسلمانوں سے منسوب ہو کر بدستور فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی رہی۔

قومی زبان کے انتخاب کا مسئلہ

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی۔ آزادی کے جذبے نے عوام کے دلوں میں اتنا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا کہ زبان کے مسئلہ پر غور و فکر کرنے کی کسی نے ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ شروع شروع میں ہندوستان بھر اس قومی ادارے کا کام انگریزی زبان ہی میں چلایا جاتا رہا۔ اور کسی بھی علاقے کے قومی رہنما کو اس میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ جب گاندھی جی سیاسی میدان میں آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ کانگریس جیسے اہم قومی ادارے کے اغراض و مقاصد کو عوام تک پہنچانے کے لئے انگریزی کی بجائے کسی دیسی زبان کو قومی زبان کا درجہ دینا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اس کام کے لئے انہوں نے ہندی کا انتخاب کیا۔ اگرچہ وہ بخوبی جانتے

---

[۱] ڈاکٹر کھیلاون پانڈے، ہندی ساہتیہ کا نیا اتہاس، صفحہ ۳۴ دہلی ۱۹۶۹ء۔

تھے کہ انگریزوں کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی نے ہندی اور اردو ہی کے مسئلے کو بنیاد بنا کر ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلافات پیدا کر رکھے ہیں۔ تاہم انہوں نے زبان ہی کی بنا پر دونوں فرقوں میں اتحاد اور یک جہتی استوار کرنے کا عزم کیا۔ کافی تگ و دو کے بعد انہیں اس مسئلے کا حل ہندی اور اردو کا درمیانی راستہ "ہندوستانی" تو مل گیا لیکن ان دونوں کے رسم الخطوں کا درمیانی راستہ تلاش کرنے میں وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ ہندو مسلم اتحاد بنائے رکھنے کے لئے انہوں نے دیوناگری لپی اور فارسی رسم الخط دونوں کو اپنانے پر زور دیا۔ ان کے مطابق ہندی اور ہندوستانی ایک ہی زبان تھی۔ جس کے متعلق وہ اکثر کہا کرتے تھے:۔

"ہندی بھاشا میں اسے کہتا ہوں جسے اتر میں ہندو اور مسلمان بولتے ہیں اور جو دیوناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے۔ . . .
ہندوستان کے اتری حصے میں مسلمان اور ہندو دونوں ایک ہی بھاشا بولتے ہیں۔ فرق صرف پڑھے لکھوں نے پیدا کیا ہے یعنی پڑھے لکھے ہندو ہندی کو سنسکرت کیری بنا ڈالتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان اسے سمجھ نہیں پاتے۔ لکھنؤ کے مسلمان بھائی فارسی لدی اردو بول کر اسے ایسی شکل دے دیتے ہیں کہ ہندو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ دونوں غیر زبانیں ہیں اور عام جنتا کے بیچ ان کی کوئی جگہ نہیں۔" [1]

ملک و قوم کو انگریزوں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے ہندو مسلم اتحاد اور ایک قومی زبان کی اشد ضرورت تھی۔ مہاتما گاندھی نے اردو اور ہندی کے درمیانی راستے یعنی ہندوستانی کو ملک کی قومی زبان بنانے کی تجویز پیش کی۔

---

[1] مہاتما گاندھی، مشترکہ زبان، صفحہ ۲، انجمن ترقی اردو علی گڑھ

انڈین نیشنل کانگریس نے بھی اس کی تائید کی اور عوام میں ہندوستانی کے پرچار کی ہر ممکن کوششیں کی جانے لگیں۔ عوام کو ہندوستانی سے دلچسپی پیدا کرانے کے لیے مہاتما گاندھی نے اپنی تقریروں میں بار بار دہرایا کہ:

"ہندوستانی کا مطلب اردو نہیں۔ بلکہ ہندی اور اردو کی وہ خوبصورت ملاوٹ ہے جسے اتری ہندوستان کے لوگ سمجھ سکیں اور جو ناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہو۔ یہ پوری راشٹر بھاشا ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ ادھورا ہے۔ پوری راشٹر بھاشا سیکھنے والوں کو اب دونوں ہی لکھاوٹیں سیکھنی چاہئیں۔ راشٹر پریم کا ٹھیک یہی تقاضہ ہے۔" [1]

قابل غور بات یہ ہے کہ ہندی اور اردو کے لسانی جھگڑے کا حل "ہندوستانی" تجویز کرنے اور قومی زبان کی حیثیت سے اس کا پرچار کرنے والے مہاتما گاندھی محض ایک سیاسی رہنما تھے جنہیں اردو اور ہندی میں سے کسی ایک زبان پر بھی عبور حاصل نہ تھا۔ اس کا اعتراف وہ اپنی اکثر تقریروں میں برابر کرتے رہتے تھے کہ "میں بھاشا کا محض پریمی ہوں، عالم نہیں ہوں۔ ہندی کا میرا علم ایسا ہی ہے۔ میں نے کوئی کتاب پڑھ کر ہندی نہیں سیکھی۔ . . . اردو کا علم مجھے ہندی سے بھی بہت کم ہے۔ ناگری لپی بچپن سے جانتا ہوں۔ فارسی لپی محنت کر کے سیکھا ہوں لیکن اس کا محاورہ نہ ہونے سے اسے تھوڑی مشکل سے پڑھتا ہوں۔ اس طرح اردو کا علم تو بہت کم ہے۔" [2]

---

[1] مہاتما گاندھی، مشترکہ زبان، صفحہ ۷، انجمن ترقی اردو علی گڑھ۔

[2] " " " ۱۷۰ " " " " ۔

زبان کی انفرادی خوبیوں، نزاکتوں اور لسانی بارکیوں سے قطع نظر مہاتما گاندھی کے مطابق ہندوستانی میں عربی فارسی کے ساتھ ساتھ سنسکرت الفاظ کی ملاوٹ کی ضرورت صرف اس لیے تھی کہ پورے ملک کے عوام اسے آسانی سے سمجھ سکیں۔ بنگال اور جنوبی ہندوستان کے عوام سے بات چیت کے دوران سنسکرت آمیز زبان سے کام لیا جائے جبکہ صوبہ سرحد اور پنجاب کے عوام تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے عربی فارسی ملی زبان کا استعمال کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایسی قومی زبان سیکھنے کے لئے دیوناگری اور فارسی دونوں رسم الخطوں کا علم بھی ضروری تھا۔ مہاتما گاندھی کی کوششوں کے باوجود اس تجویز پر عمل نہ ہوسکا۔ کیوں کہ یہ ہندوستانی نہ تو اردو والوں کو راس آئی اور نہ ہندی والوں نے ہی اسے تسلیم کیا۔ ہندی اردو کی کشمکش مسلسل جاری رہی قومی زبانوں کے مسئلے نے سنجیدہ صورت اختیار کرکے ملک کے دانشوروں کو غور و فکر کی دعوت دی۔

ریڈیو کے ذریعے لسانی بحثیں

۱۹۳۹ء میں آل انڈیا ریڈیو نے ملک کی قومی زبان کے تصفیہ کی غرض سے اس بحث میں حصہ لیا۔ ۲۰ سے ۲۵ فروری ۱۹۳۹ء تک آل انڈیا ریڈیو نے ڈاکٹر تاراچند، ڈاکٹر مولوی عبدالحق، ڈاکٹر راجیندر پرشاد، ڈاکٹر ذاکر حسین، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی اور جناب آصف علی جیسی نمائندہ شخصیتوں کو ملک کی مجوزہ قومی زبان پر اظہار خیال کی دعوت دی تاکہ وہ عوام کو ذہن نشین کرائیں کہ "ہندوستانی کیا ہے؟" اور اسے کس طرح مقبول عام بنایا جاسکتا ہے؟ مکتبہ جامعہ نے ان پانچوں تقریروں کو ۱۹۳۹ء ہی میں آل انڈیا ریڈیو کی اجازت سے "ہندوستانی" کے عنوان سے کتابی شکل میں محفوظ کرلیا تھا۔

ڈاکٹر تاراچند نے ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں علم حساب سائنس،

فلسفہ، ادب وغیرہ کی اصطلاحوں یعنی پری بھاشک شبدوں کی یکسانیت پر زور دیا تاکہ دونوں زبانوں کے طالب علموں اور محققوں کو ایک دوسرے کے علمی اور ادبی نظریات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے جدید ہندی کو "اردو کا بچہ" بتاتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اپنا طرز تحریر بدل دے۔ زبان کے مشکل یا آسان ہونے کے معیار کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ جو الفاظ باہم گھل مل کر ہماری زبان میں رائج ہو چکے ہیں خواہ وہ کسی بھی زبان کے کیوں نہ ہوں، اب ہمارے اپنے ہیں۔ انہیں غیر سمجھ کر نکالنا سراسر حماقت ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ اپنی زبان کے دوست نہیں دشمن ہیں۔

ڈاکٹر راجیندر پرشاد نے نہ صرف عربی فارسی اور سنسکرت بلکہ انگریزی کے بھی عام فہم اور مستعمل الفاظ کو اپنی زبان میں اپنانے کی تجویز پیش کی بشرطیکہ وہ ہندوستانی قواعد کی کسوٹی پر پورے اترتے ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر حسین نے بتایا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے صدیوں کے میل جول سے جو چیزیں وجود میں آچکی ہیں وہ ہماری مشترکہ میراث ہیں۔ ہندوستانی میں سے عربی فارسی کے الفاظ چن چن کر نکالنا ایک ایسی کوشش ہے جیسے کوئی سرپھرا گنگا جمنا کے سنگم پر کھڑا ہو کر انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہے، جو ناممکن ہے۔

اصطلاح سازی کے سلسلے میں ایک انگریزی لفظ ہائڈرو الکٹرک (HYDRO ELECTRIC) کی مثال دیتے ہوئے پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے بتایا کہ عربی فارسی یا سنسکرت کے مشکل اور نامانوس لفظوں کے چکر میں پڑنے کی بجائے ہائڈرو الکٹرک کو ہم "پن بجلی" کیوں نہ کہیں تاکہ سننے والا فوراً یہ سمجھ جائے کہ وہ بجلی جو پانی کی طاقت سے پیدا کی گئی۔ اسی طرح ہمیں دوسری ضروری اصطلاحیں بھی

بنائی چاہیں۔ جنہیں سمجھنے کے لئے عوام کو دقت نہ پیش آئے۔

آخر میں جناب آصف علی صاحب نے اپنے فیصلہ کن لہجے میں صاف صاف کہہ دیا کہ "اس وقت ہندی اور اردو جس چال سے بڑھ رہی ہیں اور آگے بڑھتی دکھائی دیتی ہیں اس کا نتیجہ صاف ہے اور وہ یہ کہ یہ دونوں زبانیں الگ الگ ہوگئی ہیں اور ہو جائیں گی۔ اس لئے روٹھنے اور ہٹ کرنے کا کام نہیں۔ دونوں کو الگ الگ چلنے دیا جائے اور ہندوستانی ایک تیسری زبان سوچ بچار کر کے بنائی جائے۔" [۱]

بہرحال یہ لسانی بحثیں بھی چونکہ کسی خاطر خواہ فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں اس لئے نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں اور ہندی اور اردو کی کشمکش میں بیچاری ہندوستانی دونوں طرف سے دھتکاری گئی۔ اختلافات بڑھتے گئے اور ہندی کی حمایت میں اردو کو طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار بنایا جانے لگا۔ کبھی اسے ہندی کی ایک شیلی (اسلوب) اور کبھی اسلامی جذبات کے اظہار کی زبان بنایا جانے لگا۔

اردو، ہندی کی ایک شیلی یعنی اسلوب

مرور ایام کے ساتھ ساتھ دونوں زبانوں میں لسانی اختلاف اس قدر بڑھتا گیا کہ ہندی اور اردو واقعی دو زندہ زبانوں کے روپ میں ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑی ہوگئیں رفتہ رفتہ ہندی کے بعض پنڈتوں اور مصنفوں نے ہندی کے حق میں رائے عامہ ہموار بنانے کے لئے اردو کے ایک الگ زبان ہونے کی حیثیت میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔ انہوں نے نہ صرف دونوں زبانوں کو ایک ہی بھاشا کی دو شیلیاں بلکہ اردو کو ہندی

---

[۱] ہندوستانی، مطبوعہ مکتبہ جامعہ ۱۹۳۹ء صفحہ ۷۶۔

ہی کی ایک شیلی یعنی اسلوب کا درجہ دینا شروع کیا۔ جیسے کہ ڈاکٹر شیام ورما لکھتے ہیں:۔

"واستو میں ہندی اور اردو دونوں ایک ہی بھاشا کی دو شیلیاں ہیں، دو بھن بھن بھاشائیں نہیں۔ یدی ایسا نہ ہوتا تو ایک ہی وکیتی یا کوی کے لئے دونوں آپس میں جھگڑا نہ کرتے۔ جن امیر خسرو کو ہندی اپنا کوی مانتی ہے اردو والے بھی اپنا شاعر کہتے ہیں۔ دکھنی بھاشا کو ہندی والے دکھنی ہندی اور اردو والے دکھنی اردو ... . فارسی لپی میں لکھا ہوا دکھنی ساہتیہ تو اردو والوں کی سمپتی بن جاتا ہے کنتو "پدماوت" فارسی لپی میں لکھے ہونے کے باوجود بھی ان کی سمپتی نہیں بن سکا کیونکہ وہ اودھی بھاشا میں ہے اور بھارتیہ واتاورن سے اوت پروت ہے۔"[1]

دراصل اہل ہندی اردو کی عظمت کو تسلیم تو کرنا چاہتے ہیں، لیکن اس پر ہندی کا لیبل لگا کر۔ جیسے کہ آج کل اکثر ہندی فلموں کے گیتوں اور مکالموں کی زبان سے ظاہر ہے کہ ان پر اردو کا اثر بخوبی نمایاں ہونے کے باوجو نام عموماً ہندی ہیں۔ یہی حال اردو کے ہندی کی ایک شیلی ہونے کا ہے۔ اس سلسلے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اردو ہندی ہی کی ایک شیلی ہے تو ہندی ادب کی تاریخیں اردو ادیبوں اور شاعروں کے تذکروں سے خالی کیوں ہیں۔ ہندی شبد کوشوں (لغات) میں اردو کے تمام مستعمل الفاظ کو شامل کیوں نہیں کیا جاتا۔ ایم۔ اے ہندی کے نصاب میں سور داس اور تلسی داس کے ساتھ ساتھ میر اور غالب کو کیوں نہیں پڑھایا جاتا۔ آل انڈیا ریڈیو پر "اردو سروس" اور "اردو مجلس" کے نام سے

---

[1] ڈاکٹر شیام ورما، آدھنک ہندی گدلیہ شیلی کا وکاس صفحہ ۴۳۔

نشر کیئے جانے والے پروگراموں کو ہندی پروگراموں کے تحت نشر کیوں نہیں کیا جاتا۔ ہندی کی تعمیر و ترقی کے لئے جو سرکاری رقم ملتی ہے اس کا ایک مخصوص حصہ اردو کی تعمیر و ترقی پر صرف کیوں نہیں کیا جاتا۔ اس لحاظ سے تو ہندی کی کل جائداد کے ایک حصے کی وارث اردو بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ چونکہ ایسا ہو نہیں رہا ہے اس لئے اس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ اردو کو ہندی کی ایک شیلی کا درجہ دینے والوں کی طرف سے اردو کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھنے کی ایک حسین چال ہے۔

ویسے بھی ہندی کے مقابلے میں اردو زبان کا چونکہ اپنا ایک الگ مزاج اور ایک الگ عظیم الشان ادب ہے۔ جس کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ اس لئے اسے ہندی کی ایک شیلی قرار دینا جائز نہیں۔ بقول ڈاکٹر گیان چند جین:-

"ہندی کے حامیوں کا یہ اصرار کہ "اردو کوئی علیحدہ زبان نہیں یہ ہندی کی ایک شیلی ہے"۔ ان کے لسانیاتی رجحان کا آئینہ دار نہیں۔ بلکہ ان کے اقتدار پسندانہ ذہنیت کا غماز ہے۔ ایک زمانے میں ہندی پر بھی یہی کٹھن گھڑی آئی تھی۔ چنانچہ مہاویر پرشاد دویدی نے اپنے اخبار "سرسوتی" میں ایک مضمون اس عنوان سے لکھا تھا۔ "کیا ہندی نام کی کوئی بھاشا نہیں" اگر اردو ہندی کا ایک اسلوب محض ہے تو ہندی ادب کی تاریخیں جو اودھی، برج، راجستھانی وغیرہ کے ادیبوں اور ادبی تخلیقات کے ذکر سے لبریز ہیں، اردو ادیبوں اور ادب پاروں کی طرف سے کیوں چشم پوشی کرتی ہیں۔"[1]

---

[1] ڈاکٹر گیان چند، لسانی مطالعے، صفحہ ۲۰۲-۲۰۴۔

اس کے علاوہ کسی بھی زبان سے اس کا کوئی حصہ چونکہ علیحدہ قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے دوسری شیلی یعنی اردو کے علم کے بغیر ہندی کی تعلیم بھی نامکمل قرار دی جانی چاہیئے اور ہندی کے ساتھ ساتھ اردو کو بھی مکمل نہیں تو ثانوی قومی زبان کا درجہ دیا جانا چاہیئے۔ چونکہ یہ سب ممکن نہیں۔ اس لئے جب بھی ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں، اس وقت اردو، ہندی کی ایک شیلی کی بجائے ایک الگ زبان ہو جاتی ہے۔ جیسے سہ لسانی کنونشن کے خطبہ صدارت میں پنڈت آنند نرائن ملا نے فرمایا:

"یہ تو صحیح ہے کہ اردو اور ہندی کی جڑیں ایک ہیں لیکن اس بنا پر یہ کہنا کہ یہ دونوں زبانیں ایک ہیں، صرف اسٹائل کا فرق ہے یقیناً درست نہیں۔ گنگا، ستلج، برہم پتر سب مان سرور جھیل سے نکلے ہیں لیکن کوئی بھی انہیں ایک دریا کہنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ ہر زبان ایک خاص ماحول اور تہذیب کا اثر لے کر اپنی ارتقائی منزلیں طے کرتی ہے۔ اردو اور ہندی نے یقیناً ادبی قدروں کے اعتبار سے دو مختلف راہیں اختیار کی ہیں۔ آج اردو کا شمار دنیا کی سب سے بڑی پانچ یا چھ زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس کے بولنے والے کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ جن میں سے اکثر ہندی حروف سے واقف تک نہیں۔ اردو بنگالی اور پنجابی یہی تین زبانیں ہیں جو ہندوستان سے باہر بھی کروڑوں آدمیوں کی مادری یا ادبی زبانیں ہیں۔" [1]

زبانوں کا اگرچہ کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ وہ بلا امتیاز مذہب و ملت اپنے

---

[1] رسالہ فروغ اردو (اردو جہم نمبر) بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۱۶۔

اپنے مخصوص علاقوں اور ملکوں کے باشندوں کی مشترکہ زبانوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہی حیثیت اردو زبان کی بھی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اردو کو عموماً مسلمانوں کی زبان سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہندی ادب کے مشہور و معروف مصنف اور شاعر جناب رام دھاری سنگھ دنکر لکھتے ہیں:۔

"ہندی اور اردو کے بیچ پیدا ہونے والے اختلافات کی تاریخی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں، اردو آج بھی بالخصوص اسلامی جذبات کی زبان ہے۔ جبکہ ہندی کو لوگ ہندو کھاؤناؤں کی بھاشا مانتے ہیں۔" [۱]

اردو کے اسلامی زبان ہونے کی غلط فہمی

جہاں تک عام بول چال کا تعلق ہے اردو کو صرف مسلمانوں سے منسوب کرنا مناسب نہیں، کیونکہ اردو بولنے والے ہندو تو پھر بھی لاکھوں کی تعداد میں مل جاتے ہیں۔ لیکن بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں جنہیں اردو سے کوئی خاص تعلق نہیں، مثلاً تامل ناڈو کے مسلمانوں کی زبان تامل ہے۔ اسی طرح بنگال کے مسلمان عموماً بنگالی بولتے ہیں۔ گجرات کے مسلمان اکثر گجراتی ہی میں بات چیت کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک ادبی زبان کا تعلق ہے اس سے بھی انکار نہیں کہ اردو کے بیشتر ناول، افسانے، قصے، کہانیاں، نظمیں، مثنویاں وغیرہ عوام کے اتحاد و اشتراک اور باہمی رواداری کی جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔ رامائن، گیتا، مہابھارت جیسے پران بھی اردو میں تالیف و ترجمہ ہوئے ہیں۔ اس کی تعمیر و تکمیل میں ہندو اور مسلمان دونوں طبقوں کے فن کار برابر کے شریک رہے ہیں۔ عربی اور ایرانی تہذیب

[۱] رام دھاری سنگھ دنکر، سنسکرتی کے چار ادھیائے صفحہ ۲۶۹۔

تمدن اور آداب و خیالات کے علاوہ انگریزی اور بنگالی زبانوں میں لکھے گئے ٹھاکر رابندر ناتھ ٹیگور اور قاضی نذر الاسلام کے ہر دل عزیز گیتوں کو ہندوستانی عوام سے روشناس کرانے میں بھی اردو نے نمایاں رول ادا کیا ہے۔ اس قدر اتحاد و اشتراک اور رواداری کے جذبے کی حامل اردو پر اگر اسلامی جذبات کی زبان ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ تو اس کی وجوہات کی نشاندہی صرف غیر جانبدارانہ رویہ ہی سے ممکن ہے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اردو میں لسانی اشتراک اور رواداری کا یہ جذبہ یا تو اصلاحِ زباں کی تحریکوں سے پہلے غیر ارادی طور پر موجود تھا۔ یا پھر حصولِ آزادی کے بعد ہندی کو قومی زبان کا درجہ دیئے جانے سے اردو زبان کی جگہ ہندیوں کو قدرے ڈھیلا کرنے کا رجحان بالارادہ پیدا ہو رہا ہے تاکہ قومی زبان سے مصالحت کی صورت نکالی جائے اس کے بیچ کے دور میں اردو میں عربی فارسی خیالات و جذبات کا اظہار تو خوب ملتا ہے لیکن ہندوستانی عناصر و جذبات کی ترجمانی کی مثالیں نسبتاً خال خال ہیں پپیہے کی پی ہو۔ پی ہو کوئل کی کو کو، چمپا اور چمیلی کی خوشبو کی نسبت فرضی اور خیالی ہما، بلبل، ہزارہ، نسرین، سنبل وغیرہ کا ذکر خوب ملتا ہے۔ ارجن بھیم کی بہادری، ہریش چندر کی وعدہ ایفائی اور سخاوت کی بجائے رستم سہراب اور اسفندریار کی بہادری حاتم کی سخاوت، قارون کا خزانہ اور عشق و محبت کے سلسلے میں سوہنی، مہیوال، ہیر رانجھا کے قصوں کو نظر انداز کر کے لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد کے ترانے خوب الاپے جاتے ہیں۔ اسی طرح جیحوں و سیحوں کی روانی نے گنگا اور جمنا کے تقدس کو فراموش کرا دیا۔ سوائے نظیر اکبر آبادی کے کسی مسلم فنکار کا ذکر تو در کنار چوٹی کے ہندو ادیبوں اور شاعروں نے بھی اپنے فن پاروں میں ایشور اور پرمیشور کے گن گانے کی بجائے اللہ اور خدا کی حمد و ثنا لکھی ہے۔ جنیئو کو زنار اور شنکھ کو ہمیشہ ناقوس ہی لکھا ہے۔ اصناف سخن میں بھی ہمیشہ امتیاز روا رکھا۔

دیسی طرز کے دوہوں، چھندوں کبتوں، سورٹھوں کے مقابلے میں وہ ہمیشہ قطعات رباعیات، غزلیات، مراثی وغیرہ جیسی بدیسی اصناف ہی کو ترجیح دیتے رہے۔ مثال کے طور پر پنڈت دیا شنکر نسیم اپنی شہرہ آفاق مثنوی "گلزار نسیم" کی ابتدا سے پہلے اپنے اشٹ کو ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں:-

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر حمد حق و مدحت پیمبر
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے یعنی کہ مطیع پنج تن ہے
ختم اس پہ ہوئی سخن پرستی کرتا ہے زباں کی پیش دستی

اسی طرح پنڈت برج نرائن چکبست نے رامائن کے ایک سین میں، رام چندر جی کے ماں سے رخصت ہونے کا منظر جن الفاظ میں پیش کیا ہے وہ الفاظ ملاحظہ ہوں:-

رخصت ہوا وہ باپ سے لے کر خدا کا نام راہ وفا کی منزل اول ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام

اظہار بے کسی سے ستم ہوگا اور بھی
دیکھا ہمیں اداس تو غم ہوگا اور بھی

ان کے برعکس نظیر اکبر آبادی کی نکتہ رس نگاہ خوب پہچانتی تھی کہ ہندو تہذیب تمدن کا اظہار صرف ہندوستانی زبان و بیان ہی کے ذریعے سے ممکن ہے، عربی یا ایرانی الفاظ کی بھرمار کے ذریعے نہیں۔ لہٰذا جب وہ اسلامی اعتقاد یا تمدن سے متعلق کچھ لکھتے تھے تو ترکیبوں میں فارسیت کا رنگ صاف جھلکتا تھا۔ لیکن جب مہادیو جی کے بیاہ یا کرشن کنھیا کے بالپن کا تذکرہ کرتے تھے تو ان کی زبان ایک مختلف رنگ اور دوسرا ہی لب و لہجہ اختیار کر لیتی تھی۔ مثلاً:-

اردو رنگ

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں　بعد اسکے پھر میں نعت شہ انبیا لکھوں
گر عمر بھر میں اس کو لکھوں بھی تو کیا لکھوں　بے انتہا وہ ہے تو غرض تا کجا لکھوں

سحر اس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا　کہ حور اس کے حسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا
خدو خال خوبی آگیں لب لعل پان سے رنگیں　نظر آفتِ دل و دیں مژہ صد مضرت افزا

ہندی رنگ ۔

پہلے ناؤں گنیش کو لیجے سیس نوائے　جا سے کارج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ　سن لو یارو دھیان دھر مہا دیو کا بیاہ

کچھے بیٹھا تھا جو کنس کے من وہ بھر کر نیند نہ سوتا تھا
کچھ بات سہاتی نہ اس کو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
اس مندر میں ان دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس آن کے اس جیب مارے تھا من مات پتا کا روتا تھا

اردو کو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان کی حیثیت سے برقرار رکھنے کے لئے اس طریقہ کار پر عمل ضروری تھا جو بہت کم ہوا۔ اسی لئے بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہونے گئے کہ اردو ایک اسلامی جذبات کی زبان ہے ۔

ہندی اردو کی کشمکش اور ادیب ہندی اور اردو کے اختلافات کو بڑھانے کے ذمہ دار کسی حد تک ان دونوں زبانوں کے ادیب تھے اہل اردو عام فہم زبان کی بجائے اردو میں عربی فارسی کے ایسے نامانوس الفاظ استعمال کرنے لگے کہ بعض ہندی والوں کو ایسی زبان سمجھنے میں دشواری

محسوس ہونے لگی۔ رد عمل کے طور پر اہل ہندی ہندی میں ناقابل فہم سنسکرت الفاظ کا استعمال اپنی قابلیت اور ناموری کا باعث سمجھنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں زبانوں میں اتحاد کا پل بنانے کی بجائے وہ نفرت کی خلیج کو وسیع تر بنائے گئے اور اس سلسلے میں دونوں فریق اس قدر محتاط ہوگئے کہ ان میں سے ایک فریق (ہندی) کو منشیہ سے تو پریم رہا لیکن آدمی سے سخت نفرت ہوگئی۔ درخواست پر وہ پرارتھنا پتر کو ترجیح دینے لگا۔ "استعفیٰ" کو تو اس نے کسی شرط پر بھی منظور نہ کیا لیکن "تیاگ پتر" کو سویکار کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔ ہلکے پھلکے "ہوائی جہاز" کی بجائے اس نے ہمیشہ "وایو یان" پر ہی سیر کرنے کا نسچے کرلیا۔ دوسرے فریق (اردو) نے بھی ہٹ دھرمی کے مظاہرے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ خدا کو تو مانتا ہے۔ لیکن "ایشور" سے منکر ہے۔ قصور تو وہ بھی بہتیرے کرتا ہے لیکن "اپرادھ" سے بچا رہتا ہے۔ خدمت کرنا تو اسے بھی بے حد پسند ہے لیکن سیوا کرنا اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس طرح سے طرفین نے ہندی اور اردو کے دو الگ الگ گروہ بنا کر رفتہ رفتہ دونوں نے ایک دوسرے کے گروہ میں داخلے پر پابندیاں عائد کر دیں۔

زبان اور مذہب دنیا ایسی چیزیں ہیں جن کا سہارا لے کر سیاست ہمیشہ کامیاب ہوتی رہی ہے۔ ہندی اور اردو کے اختلافات کو ہوا دینے میں ملک کی سیاست نے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سیاست نے زبان کے اس مسئلے کو ہندو مسلم اقتدار کا مسئلہ بنا کر ہندی کو ہندوؤں اور اردو کو مسلمانوں سے منسوب کرنے کی کوشش کی۔ ملک کی نمائندہ سیاسی جماعتیں نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ بھی بالترتیب ہندی اور اردو کی حمایت کرنے لگیں۔ دونوں کی یہ کوشش تھی کہ حصول آزادی کے بعد انہیں کی محبوب زبان انگریزی کی جگہ پر فائز ہو۔ کانگریس کی ہندوستانی کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ ملک کے سرکاری اور کل ہند حیثیت کے غیر سرکاری اداروں کا کام انگریزی کی

بجائے کسی ایسی ویسی زبان میں ہو جسے ملک کے زیادہ سے زیادہ لوگ بولتے اور سمجھتے ہوں۔ اہل اردو چاہتے تھے کہ یہ جگہ اردو کو ملے۔ کچھ غیر مسلم لوگ بھی جو اردو کے حامی تھے، اس کی تائید کرتے تھے۔ اہل ہندی کی اکثریت چاہتی تھی کہ قومی زبان کا درجہ ہندی کو حاصل ہو۔ دونوں کا استدلال ہی نہیں بلکہ دعویٰ تھا کہ انھیں کی زبان ملک کے بیشتر حصوں میں آسانی سے سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

ملک کی تقسیم اور اس لسانی کشمکش کا انجام

بالآخر اسی کشمکش میں ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہو گیا۔ اس آزادی نے نہ صرف ایک قدیم ملک کا بٹوارا کر دیا بلکہ مذہب اور زبان کی بنا پر ایک عظیم قوم کو بھی ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ پاکستان میں اردو کو اپنی قومی زبان بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

ہندوستان نے بھی آئین کی رو سے، دیو ناگری لپی میں لکھی جانے والی ہندی کو ملک کی قومی زبان قرار دے کر ہندی اور اردو کی دیرینہ کشمکش کا خاتمہ کر دیا۔ اب اس سلسلے میں اگر کوئی بات قابل غور ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ اردو اور ہندی کے گہرے لسانیاتی رشتے کو منظر عام پر لایا جائے اور عوام کے دلوں سے اردو سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر کے دونوں زبانوں کے باہمی رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس رشتے کو واضح کرنے کے لئے پہلے ہم ان دونوں زبانوں میں بظاہر اختلاف اور اشتراک کے نکتوں پر روشنی ڈالیں گے۔

ہندی اور اردو لسانی اختلافات

رسم الخط اردو اور ہندی کے اختلافات کی سب سے بڑی وجہ دونوں زبانوں کا انفرادی رسم الخط ہے۔ اردو، فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ جب کہ ہندی دیوناگری لپی میں۔ اردو رسم الخط دائیں سے بائیں کو اور دیوناگری لپی بائیں سے دائیں طرف کو لکھی جاتی ہے۔ جہاں تک ان رسم الخطوں کے سائینٹیفک ہونے کا تعلق ہے۔ دونوں فریق اپنے اپنے رسم الخط کو سائنٹیفک مانتے ہوئے انہیں ایک دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں۔ دونوں رسم الخطوں کی بنیادی فطرت میں ایک مخصوص اور نمایاں فرق ہے۔ جو دونوں کی لسانی اور تہذیبی انفرادیت کا ترجمان ہے۔ دیوناگری رسم الخط کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا جاتا ہے، وہی پڑھا بھی جاتا ہے۔ اس کے حروف تہجی میں آوازوں کی تعداد ہندی کی صوتی ضرورتوں سے زائد نہیں ــ بہ حیثیت ہندوستانی زبان، اردو رسم الخط میں اس کی ضرورت سے زاید حروف موجود ہیں۔ ان میں سے کئی حروف کی آوازوں میں اتنی ہم آہنگی ہے کہ زبان کے نئے طالب علموں کے لئے ان میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اردو رسم الخط میں چونکہ حروف علت کم ہیں۔ اس لئے الفاظ کے تلفظ میں کسی حد تک اندازے سے

کام لینا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اردو والوں کا تلفظ اہل ہندی سے قدرے مختلف ہو جاتا ہے۔

تلفظ دراصل ایک زبان کے رسم الخط میں کسی دوسری زبان کے بعض الفاظ کی صحیح آوازوں کو ہو بہو لکھنا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض الفاظ کے معاملے میں اہل ہندی اور اردو والوں کے تلفظ میں اختلاف رہا ہے۔ اردو تحریر میں چونکہ چھوٹے مصوتوں کی علامتیں ختم کر دی جاتی ہیں اس لئے اردو میں ہندی الفاظ کے تلفظ میں غلط فہمیوں کا امکان اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہندی اور اردو میں اختلافی تلفظ کی کچھ عام مثالیں یہ ہیں:۔

ہندی	اُردو	ہندی	اُردو
نا	نہ	یہ (واحد)	یہ
بہت	بَہت	یے (جمع)	یہ
ماما	ماموں	وَہ (واحد)	وُہ
چاچا	چچا	وے (جمع)	وُہ
سِر	سَر	ویوہار	بیوہار
پشچم	پچھم	ویاپار	بیوپار
دکشن	دکھن	داہیج	جہیز
کارواہی	کاروائی	سُسُر	سُسَر
جاتِ	ذات	وواہ	بیاہ

ہندی والوں کو اہل اردو پر اکثر یہ اعتراض رہا ہے کہ وہ ہندی الفاظ کو بگاڑ کر بولتے ہیں اور بعض اوقات ہندی کے اچھے خاصے الفاظ کے آخری مصوتے

سے پہلے زیر کو زبر سے بدل دیتے ہیں۔ اہل ہندی کا یہ اعتراض کسی حد تک جائز ہے اور بولنے والے کا اسلوب بالکل دیہاتی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً:۔

ہندی	اردو	ہندی	اردو
پنڈِت	پنڈَت	مندِر	مندَر
امرِت	امرَت	پروہت	پروہَت

اسی طرح ہندی کے ان الفاظ میں بھی تلفظ کی تبدیلی ہو جاتی ہے:۔

ہندی	اردو	ہندی	اردو
اوشیہ	اوشش	آریہ	آریا
راجیہ	راجیے	سورگیہ	سورگی
بھارتیہ	بھارتیہ	راشٹریہ	راشٹریے

ہندی کا ہر مصمتہ چونکہ حرکت پر ختم ہوتا ہے اور زبر کی یہ حرکت ہر مصمتے کی فطرت میں مضمر مانی جاتی ہے۔ لہٰذا بعض اہل ہندی ان کا اصل سنسکرت تلفظ ادا کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن اردو میں ہر لفظ چونکہ سکون پر ختم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا آخری مصمتہ بھی ساکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ خفیف مصوتہ ِ یا ُ پر ختم ہونے والے مندرجہ ذیل ہندی الفاظ کا تلفظ بھی اردو میں یا تو آخری مصمتے کو ساکن کر کے یا ان مصوتوں کو طویل کر کے بولا اور لکھا جاتا ہے۔

ہندی	اردو	ہندی	اردو
نیتِ	نیتی یا نیت	ریتِ	ریتی یا ریت
رِتُ	رتو یا رُت	اروِندُ	اروِندو یا اروند

بعض مؤنث الفاظ جو "ن" پر ختم ہوتے ہیں، ان میں ہندی میں "ن" سے پہلے مصوتہ زیر ہوتا ہے لیکن اردو میں اکثر زبر سے بولا جاتا ہے۔ دراصل اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ اودھی میں زیر سے اور کھڑی بولی کے علاقے میں زبر ہی سے بولے جاتے ہیں اور اردو کھڑی بولی کے تلفظ کو ترجیح دیتی ہے۔ مثلاً :-

ہندی	اردو	ہندی	اردو
مالِن	مالَن	دھوبِن	دھوبَن
ناگِن	ناگَن	پجارِن	پجارَن
نائِن	نائَن	ڈائِن	ڈائَن

اسی طرح ہندی لغت کے اعتبار سے جن الفاظ کا آخری حرف مشدد ہوتا ہے۔ لیکن بول چال میں یہ تشدید ظاہر نہیں کی جاتی، بول چال کی پیروی میں اردو ایسے الفاظ کے تلفظ میں تشدید کی بجائے تسہیل کو ترجیح دیتی ہے۔ جیسے :-

ہندی	اردو	ہندی	اردو
بودھّ	بودھ	سِکھّ	سکھ
اجڈّ	اجڈ	کھڈّ	کھڈ
دیودتّ	دیودت	شُدھّ	شدھ
بُدھّی	بُدھی	شُدھّی	شُدھی

تلفظ کی تبدیلی کا یہ عمل یک طرفہ نہیں ہے۔ ہندی میں بھی اکثر اردو الفاظ کا تلفظ بدل جاتا ہے۔ ہندی رسم الخط میں اگرچہ اردو کی ق، خ، ز، غ،

ف اور ش کی آوازیں क़، ख़، ग़، ज़، फ़، श کے روپ میں موجود ہیں تاہم اردو سے ناواقف اہل ہندی ان آوازوں کو عموماً سادہ کرکے ک، کھ، گ، ج، پھ اور س سے بدل کر ہی بولتے ہیں۔ تلفظ کی نزاکت کی باریکیوں کے موجودہ دور میں جس شخص کا "ش" "ق" کا تلفظ درست نہیں وہ عالم ہونے کے باوجود گنوار سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہندی میں ق کو ک اور گ اور ذ، ض وغیرہ کو دمیں بدلنے کا رجحان عام پایا جاتا ہے۔ مثلاً:-

اردو	ہندی	اردو	ہندی
تقاضا	تگادا	نقارہ	نگارہ
نقد	نگد	کاغذ	کاگد

معنوی اختلاف ہندی سے گہرے لسانی رشتے کی وجہ سے تلفظ میں معمولی تبدیلی سے قطع نظر معنی اور ساخت کے اعتبار سے، اردو نے ہندی الفاظ میں بہت کم ردوبدل کی ہے۔ ہندی سے زیادہ ردوبدل کا یہ عمل زیادہ تر عربی اور فارسی الفاظ پر ہوا ہے۔ چنانچہ اردو میں منتقل بہت سے عربی، فارسی الفاظ کے تلفظ اور معنی اپنی اصل کی بجائے یکسر بدل گئے ہیں۔ مثلاً:[1]

لفظ	عربی معنی	اردو معنی
سیر	رفتار	سرگشت ہواخوری
سبق	گھڑدوڑ، سبقت	پاٹھ، نصیحت
خاص (مشدد)	مرغوب ذاتی	خاص وعام یعنی امیر غریب چھوٹا بڑا

---

[1] سخندانِ فارس از محمد حسین آزاد صفحہ ۲۴۸-۲۳۰، لاہور، ۱۹۰۷ء

خاصیت (مشدد)	طبیعت اثر	وصف، خوبی، تعریف
کیفیت	چگونگی مزاج کا حال	حقیقت حال، مستی کی حالت، نشے کا سرور
نظّارہ (جمع)	دیکھنے والے لوگ	پُر لطف چیز کو نظر بھر کر دیکھنا۔

اسی طرح تمیز اور تغیر کی صحیح عربی املا تمییز اور تغییر ہے لیکن اردو نے عام بول چال کے مطابق اس کی ساخت بھی بدل دی ہے۔[1]

شبنم، تن زیب، جامدانی، کامدانی وغیرہ کپڑوں کے نام جو ہندوستان میں فارسی سے منسوب سمجھے جاتے ہیں، ایران میں ان الفاظ کو کپڑوں کے نام سے کوئی نہیں جانتا۔ کپڑوں کے نام کے طور پر یہ الفاظ صرف ہندوستان میں ایجاد ہوئے۔ اسی طرح فوجی عہدے داروں کے فارسی نام "رسالہ دار، جمع دار، برقنداز تھانہ دار" وغیرہ بھی سب یہیں کے ہیں۔ "روشنائی" ہندوستان میں سیاہی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن ایران میں سیاہی کے لئے موزوں لفظ "مرکب" ہے۔ دستانہ، جنگ جو فوجیوں کے ذرہ بکتر میں سے لوہے کی ایک چیز تھی جو بہادر سپاہی لڑائی کے دوران حفاظت کے لئے ہاتھوں میں پہنتے تھے اور ایران میں اسے قلچاق کہتے تھے۔ لیکن ہندوستان میں سردی کے موسم میں ہاتھوں کی حفاظت کے لئے جو سوتی یا اونی کپڑا پہنا جاتا ہے اسے دستانہ کہتے ہیں۔ رسوئی گھروں میں آگ پکڑنے کا آلہ، دست پناہ یا دسپنا کا بھی یہی حال ہے۔ ایران میں اسے آتش گیر کہتے ہیں"۔[2] اس قسم کے بے شمار الفاظ آج تک ہندی اور اردو

---

[1] سخندان فارس، از محمد حسین آزاد صفحہ ۲۲۸۔ ۲۳۰، لاہور ۱۹۰۷ء

[2] ؍ ؍ ؍ ؍ ؍ ؍ ۲۴۲۔ ۲۴۳ ؍ ؍

دونوں زبانوں میں برابر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ زبان کی شدھی کے نام سے آج کل اہل ہندی ایسے عربی فارسی نژاد الفاظ سے احتراز کرنے لگے ہیں اور کئی ایسے الفاظ جو زبان کی سرشت میں رچ بس گئے ہیں، ان کے استعمال سے بھی ہر ممکن پرہیز کیا جاتا ہے۔ یہ رویہ عموماً زبان کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

توصیغی الفاظ عربی فارسی کے توصیغی الفاظ جو اردو اور ہندی میں برابر استعمال ہوتے رہے ہیں، اب انہیں نظر انداز کرنے سے ہندی کے فطری لوچ میں کمی آ جانے کا احتمال ہے۔ تاہم ایسے بیشتر الفاظ کو نظر انداز کرنے کا عمل جاری ہے۔ مثلاً:۔

بے شک ،	البتہ ،	ہرگز ،	بالکل ،	یعنی ،
ضرور ضرور ،	قریب قریب ،	فوراً ،	مثلاً ،	شاید ،
خیر ،	واقعی ،	وغیرہ ،	بابت ،	خاطر ،
بدلے ،	واسطے ،	لائق ،	طرف ،	بعد ،
سوا ،	سوائے ،	اگر ،	مگر ،	علاوہ ،
لیکن ،	گویا ،	ورنہ ،	۔ ،	یا ،
بلکہ ،	بشرطیکہ ،	چو ،	چنانچہ ،	گویا ،
تاکہ ،	وا ،	جلد ،	وغیرہ وغیرہ	

حالانکہ یہ ایسے الفاظ ہیں جو عربی فارسی کے ہونے کے باوجود ہندی زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔ تاہم ہندی والے ایسے عام فہم الفاظ کے بھی مترادف ہندی الفاظ ڈھونڈ ڈھونڈ کر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

اتھوا	بجائے	یا ،	پرنتو	بجائے	مگر ،
کنتو	”	لیکن ،	یدی	”	اگر ،

ارتھات	بجائے	یعنی ،	یدیپی	بجائے	اگرچہ
مانو	〃	گویا ،	تتھا/ایوم	〃	وا/اور
اتیرکت	〃	علاوہ ،	آدی	〃	وغیرہ
اُدھارنتہ	〃	مثلاً	نس سندیہ	〃	بے شک

حروف جار:- میں ، سے ، کو ، ہر ، تک جیسے بیشتر حروف جار اگرچہ اردو اور ہندی میں مشترک ہیں۔ اردو میں سے اور "میں" وغیرہ کے لئے فارسی الفاظ "از" اور "در" ترکیبوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہندی نے اسے بہت کم اپنایا ہے۔ مثلاً از سرِ نو، از سرتاپا، از طرف، از حد، از خود، از جانب وغیرہ۔

اسی طرح "میں" کی جگہ "در" مثلاً در پردہ، در پے، در اصل، درحقیقت دریں حالات وغیرہ

کہیں کہیں تو اس سے بھی بڑھ کر اہل اردو فارسی کے "در" کی جگہ عربی لفظ "فی" کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ مثلاً۔ فی الواقع، فی الفور، فی الحقیقت فی الحال وغیرہ۔

فارسی اضافت اردو میں اکثر فارسی اضافت کے ذریعے مرکب الفاظ بنائے جاتے ہیں۔ لیکن ہندی نے اس سے بھی عموماً پرہیز کیا ہے۔ مثلاً: حکومتِ ہند، ستارۂ ہند، گلِ لالہ، دفترِ فوجداری، شیرِ پنجاب، شعبۂ اردو وغیرہ۔

واحد اور جمع جمع بنانے کے سلسلے میں ہندی نے اردو کی طرح فارسی قواعد کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ اس کے برعکس ہندی میں استعمال ہونے والے عربی فارسی الفاظ کی جمع بھی اکثر ہندی قواعد کے مطابق ہی بنائی ہے جب کہ اردو میں فارسی قواعد کے مطابق بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ مثلاً:-

واحد	جمع اردو	جمع ہندی
معاملہ	معاملات	معاملوں
کاغذ	کاغذات	کاغذوں
قصبہ	قصبات	قصبوں
جنگل	جنگلات	جنگلوں
امیر	امرا	امیروں
وزیر	وزرا	وزیروں
کتاب	کتب	کتابیں/کتابوں
فکر	افکار	فکروں
قصیدہ	قصائد	قصیدوں/قصیدے

لفظی اختلاف اردو میں استعمال ہونے والے عربی فارسی کے کچھ الفاظ تو ہندی میں ایسے رچ بس گئے ہیں کہ اگر انہیں زبردستی نکالنے کی کوشش کی بھی جائے تو ہندی کے پاس ان کی جگہ لینے والے موزوں الفاظ نہیں ہیں کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کی جگہ سنسکرت کے تت سم یا تدبھو الفاظ سے کام چلانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن عوام کی اکثریت ایسے دیسی نعم البدل کی بجائے بدیسی الفاظ ہی کو بخوبی سمجھتی اور بولتی ہے۔ مثلاً:-

بدیسی الفاظ	دیسی الفاظ	بدیسی الفاظ	دیسی الفاظ
گال	کپول	کسان	کرشک
چہرہ	آکرتی	قلم	لیکھنی
دواخانہ	چکتسالیہ	دوات	مسی پاتر

بدیسی الفاظ	دیسی الفاظ	بدیسی الفاظ	دیسی الفاظ
سیاہی	مسی	گلاب	پاٹل
تماشائی	درشک	نیا/تازہ	نوین
مزدور	شرمک	اخبار	سماچار پتر
کبوتر	کپوت	جھنڈا	پتاکا
نمائندہ	پرتی ندھی	سہولت	سوویدھا
خبر	سماچار	دفتر	کاریالیہ
زیور	آبھوشن	موافق	انوسار
حکم	آدیش	مردم شماری	جن سنکھیا
بھنورا	مدھوکر	موجودہ	ورتمان
ناکام	اسمرتھ	کھانے کی جگہ	بھوجنالیہ
میدان جنگ	رن کشتر	ضروری	آوشیک
منظوری	سویکرتی	ترمیم/تبدیلی	شنشودھن
نہایت	اتینت	زمین	پرتھوی/بھومی
عمر	آیو	ہوائی جہاز	وایویان
صوبہ	پرانت	غلامی	پرادھینتا
ضرورت	آوشیکتا	سوتنترتا	آزادی
حالت	ستھتی	خالی جگہ	رکت ستھان

اسی طرح سیکڑوں ہزاروں بدیسی الفاظ ایسے ہیں جو عام لوگوں کی روزمرہ کی بول چال کا جزبن چکے ہیں۔ لیکن ہندی تحریروں میں آج کل ان کا استعمال کم سے کم کیا جاتا ہے۔

فعلی اختلاف یہی حال اردو افعال کے ہندی نعم البدل کا ہے۔ اس کی بھی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

اردو	ہندی	اردو	ہندی
شریک ہونا	سملت ہونا	تبدیلی کرنا	پری ورتن کرنا
پڑھا لکھا ہونا	شکشت ہونا	امکان ہونا	سمبھاؤنا ہونا
مشق کرنا	ابھیاس کرنا	ٹھان لینا	نسچے کرنا
تسلی ہونا	سنتشٹ ہونا	شک ہونا	سندیہہ ہونا
محسوس ہونا	پرتیت ہونا	حیران ہونا	چکت ہونا۔
کامیاب ہونا	سپھل ہونا	ہوشیار رہنا	ساودھان رہنا
آباد ہونا	دست ہونا	قسم اٹھوانا	سپتھ دلانا
مضبوط ہونا	درڑھ ہونا	خبردار ہونا	ہچیت ہونا
ظاہر ہونا	پرکٹ / ویکت ہونا	تیار ہونا	تت پر ہونا
استعمال کرنا	پریوگ کرنا	خبردار کرنا	چیتاونی دینا
فرق ہونا	بھنتا ہونا	نکال دینا	نشکاسن کرنا
اثر ڈالنا	پربھاؤ ڈالنا	خوشی ہونا	پرسنتا ہونا
پسند ہونا	ابھی رچی ہونا	خالی ہونا	رکت ہونا
بیان کرنا	ویاکھیان کرنا	شروع کرنا	پرارنبھ کرنا
ڈر جانا	بھئے بھیت ہونا	مشہوری ہونا	کھیاتی ہونا
جان پہچان ہونا	پریچے ہونا	بے عزتی کرنا	ترسکار کرنا
معاہدہ ہونا	سندھی ہونا	منظوری / اجازت دینا	انومتی دینا

اردو	ہندی	اردو	ہندی
چالو کرنا/کھولنا	اُدگھاٹن کرنا	حادثہ ہونا	دُرگھٹنا ہونا
تعریف کرنا	استھتی کرنا/پرشنسا کرنا	قائم کرنا	استھاپت کرنا
آگاہ کرنا	سوچت کرنا	عزت بخشنا	سَمان پردان کرنا
(حالت) نازک ہونا	گمبھیر ہونا	برباد/رد کرنا	کھنڈن کرنا
رشوت لینا	گھوس لینا	خواہش ہونا	لالسا ہونا
امید بر آنا	منورتھ پورا ہونا	بے جان ہونا	نرجیو ہونا
بے خوف ہونا	نربھے ہونا	مخالفت کرنا	ورودھ کرنا
تباہ برباد کرنا	وناش کرنا	جدائی ہونا	ویوگ ہونا
ہمدردی ہونا	سہان بھوتی ہونا	جھگڑا ہونا	وِواد ہونا۔

اشتراک

آوازیں انسانی اعضائے صوت کو بانسری یا شہنائی جیسے کسی بھی ایسے ساز سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے جس کے ذریعے ہوا کے دباؤ کو روکنے، گھٹانے، بڑھانے یا ہوا کی گزرگاہ کو چھوٹا، بڑا کرنے سے مختلف آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ انھیں آوازوں پر انسانی زبانوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ہر زبان کا ایک مخصوص صوتی نظام ہوتا ہے۔ مخرج اور نوعیت کے اعتبار سے ماہرینِ لسانیات نے تمام انسانی آوازوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ایسی آوازیں جنہیں پیدا کرنے کے لئے ہوا کو حلق یا منہ میں کسی مقام پر روک دیا جاتا ہے یا تنگ شگاف میں سے گزرنے پر مجبور کیا جاتا ہے یا درمیانی راستے کی بجائے پہلو کی طرف سے موڑا جاتا ہے اور یا پھر منہ کے کسی حصے میں ارتعاش پیدا کیا جاتا ہے، مصمتے یا حروفِ صحیح (CONSONANTS) کہلاتے ہیں جبکہ اس کے برعکس ایسی تمام آوازوں کو جنہیں پیدا کرنے میں مذکورہ بالا عمل کی بجائے صرف منہ کے اندرونی حصّہ کو نسبتاً کھلا رکھنا پڑتا ہے، مصوتے یا حروفِ علت (VOWELS) کہتے ہیں۔

مصوتے انگریزی زبان میں پانچ مصوتے یعنی حروف علت a، e، i، o اور u ہیں اور دیوناگری رسم الخط میں لکھی جانے والی ہندی میں ان حروف علت کی تعداد دس ہے۔ اردو میں صرف تین۔ ا، و، ی، بنیادی حروف علت مانے جاتے ہیں اور باقی تمام مصوتوں کا کام محض اعراب یعنی ماتراؤں سے چلایا جاتا ہے۔ حروف علت کے وجود سے زبان کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حروف تہجی کی تعداد میں غیر ضروری اضافہ کئے بغیر اس کی علتی آوازوں کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔ اردو کے تمام تر مصوتے ہند آریائی آوازوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جو تعداد اور نوعیت کے اعتبار سے بھی فارسی اور عربی مصوتوں سے بہت مختلف ہیں۔ ہند آریائی لسانی روایت کے مطابق اردو اور ہندی کے مصوتوں میں سو فی صد صوتی ہم آہنگی ہے جو دونوں رسم الخطوں میں ماتراؤں سمیت اس طرح لکھے جاتے ہیں۔

अं अः

مصوتے۔	औ	ओ	ऐ	ए	ऊ	उ	ई	इ	आ	अ
ہندی ماترائیں	ौ	ो	ै	े	ू	ु	ी	ि	ा	
اردو ماترائیں	ـَو واو لین	ـُو واو مجہول	ـَے یائے لین	ـِے یائے مجہول	اُو واو معروف	ـُ پیش	ی یائے معروف	ـِ زیر	ا الف	ـَ زبر
ہندی مثالیں	मौल	मोल	मैल	मेल	मूल	मुल	मील	मिल	माल	मल
اردو مثالیں	مَول	مُول	مَیل	مِیل	مُول	مُل	مِیل	مِل	مال	مَل[1]

[1] بحوالہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو۔ صفحہ ۴۳-۴۴

مذکورہ بالا نقشے سے ظاہر ہے کہ مصوتہ अ کے لئے دیوناگری میں کوئی علامت یا ماترا نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مصوتہ تمام دیوناگری مصمتوں میں مضمر سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا سنسکرت میں بھی جب کسی مصمتے کو بغیر अ کی آواز کے یعنی ساکن ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے (्) ہلنت کی شکل میں ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ عربی فارسی رسم الخط میں مصوتوں کی مذکورہ بالا اقدار کو جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے، تین مکمل شکلوں ا، ی، و، اور تین اعراب یعنی ماتراؤں، زبر، زیر، پیش کی علامتوں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ باقی سب کے لئے انہیں تینوں کی مرکب شکلوں سے کام لیا جاتا ہے۔

مصمتے اردو مصوتے جہاں خالص آریائی آوازوں کی نمائندگی کرتے ہیں وہاں اس کے مصمتے ہندی، فارسی اور عربی تینوں زبانوں کی آوازوں سے شیر و شکر ہیں۔ مخصوص زبانوں کے سلسلے کے اعتبار سے انہیں مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

۱۔ خالص ہندی آوازیں = بھ، پھ، تھ، دھ، ٹھ، ڈھ، چھ، جھ، کھ۔ گھ۔
ٹ، ڈ، ڑ، ڑھ

۲۔ ہندی اور عربی فارسی کی مشترک آوازیں۔ } ب، پ، ت، ج، چ، د، ر، س، ش، ک، گ، ل، م، ن، و، ہ، ی۔

۳۔ عربی فارسی کی مشترک آوازیں جو ہندی میں بھی ہیں۔ } ق، خ، غ، ز، ف۔

اردو کے ہکار مصمتے خالص ہند آریائی آوازیں ہیں جو صرف ہندوستانی زبانوں ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور بالخصوص ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں

برابر استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اگرچہ سادہ آوازوں میں ہائے دوچشمی کے اضافے سے ظاہر کئے جاتے ہیں تاہم ان مرکب آوازوں کی حیثیت مفرد آوازوں کی تسلیم کی گئی ہے جبکہ ہندی رسم الخط میں ان کے لئے پہلے سے مخصوص اور منفرد حروف قائم ہیں مثلاً ب + ھ = بھ (भ) اور پ + ھ = (फ) ان کے علاوہ اردو میں کچھ ایسی آوازیں بھی ہیں جن کے لئے ایک سے زیادہ حروف ہیں۔ مثلاً ز کی آواز کے لئے ذ، ژ، ظ، ض، اور "س" کی آواز کے لئے ث اور ص۔ اسی طرح "ت" کی آواز کے لئے ط اور "ہ" کی آواز کے لئے ح جیسے مختلف حروف بھی ہیں۔ صوتی اعتبار سے ایک ہونے کی وجہ سے انہیں باہم متضاد آوازوں کی حیثیت حاصل نہیں۔ محض عربی فارسی سے لسانی رشتہ قائم رکھنے کے لئے ہی اردو رسم الخط ان تمام زائد آوازوں کو اپنائے ہوئے ہے۔ البتہ ک اور ق کی آوازوں کا معاملہ قدرے مختلف ہے۔ ک کی آواز عربی فارسی اور ہند آریائی زبانوں میں مشترک ہے۔ جبکہ ق خالص عربی آواز ہے جو سوائے اردو کے کسی بھی دوسری ہندوستانی زبان میں اپنی صحیح آواز کے ساتھ استعمال نہیں ہوتی۔ اردو بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد بھی چونکہ ق کی لہاتی آواز کے صحیح تلفظ پر پوری طرح قادر نہیں۔ اس لئے اسے عموماً غشائی ک کی آواز کی طرح ہی استعمال کرتی ہے۔ لیکن اردو میں مستعمل عربی الفاظ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں اگر بجائے ق کے ک یا اس کے برعکس بولا جائے تو معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً:

قال ــ کال، قلی ــ کلی، قاری ــ کاری

قمر ــ کمر، قصر ــ کسر، قے ــ کے

صوتی اور معنوی اعتبار سے ق چونکہ ک کی ذیلی آواز کی نمائندگی نہیں

کرتی اس لیئے ق کو بھی اردو کی بنیادی آواز تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

ہندوستانی زبان کی حیثیت سے اردو ایک بڑی حد تک ہندی زبان کی آوازوں کے صحیح تلفظ پر قادر ہے تاہم بعض لوگ پیار، پریم، ترشول، کرانتی جیسے الفاظ میں واقع مصمتی خوشوں کے حرف اول کو متحرک کر کے بولتے ہیں۔ اسی طرح ہندی والے بھی عربی فارسی الاصل الفاظ کا صحیح تلفظ کرنے سے قاصر ہیں۔

جہاں تک مصمتہ "ع" کا تعلق ہے یہ عموماً قریب المخرج مصوتے میں ضم ہو جاتا ہے۔ چند عربی فارسی دانوں کو چھوڑ کر لوگ عام طور پر "معلوم کو مالوم" "عرب کو ارب" اور منع کو منا" ہی بولتے ہیں۔ لیکن بعض مقامات پر جہاں اس کی دوسری آواز پائی جاتی ہے وہاں یہ ایک مخصوص اعراب یعنی ماترا کی شکل میں قائم رہتا ہے۔ مثلاً شعر اور انعام وغیرہ میں۔

اردو نے ہندی کے کچھ مصمتے قبول نہیں کئے۔ چنانچہ اردو میں صرف دو انفی مصمتے م اور ن ہیں جبکہ ہندی میں म اور न کے علاوہ ङ، ञ اور ण بھی ہیں۔ ण کی آواز اردو نے اپنے ارتقا کے کسی دور میں نہیں اپنائی۔ سوائے سنسکرت الفاظ کے ہندی بولیوں میں بھی یہ عام طور پر न یعنی ن ہی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایسی انفی آوازیں جب کسی دوسرے ہندی مصمتے سے پہلے آتی ہیں تو عموماً ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ جیسے انبہ میں ن /ب، سلنت میں ن /ت انڈا میں ن /ڈ، انچ میں ن /چ اور رنگ ڈھنگ وغیرہ میں ن گ لیکن جب یہ عربی مصمتہ ق کے ساتھ واقع ہوتی ہے تو ہم آہنگ نہیں ہوتی مثلاً انقسام اور انقلاب وغیرہ میں۔ چنانچہ گنتی کی چند آوازوں کو چھوڑ کر یا تلفظ کے معمولی اختلاف سے قطع نظر اردو اور ہندی کی مصمتی آوازوں میں بھی بڑی حد تک اشتراک پایا جاتا ہے اور مرور ایام کے ساتھ ساتھ دونوں زبانیں ایک دوسرے کی زیادہ سے زیادہ آوازوں

سے مانوس ہو کر انھیں اپنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اردو اور ہندی کی مشترک آوازوں کے متعلق ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اپنے ایک مضمون "اردو اور ہندی کا لسانی اشتراک" میں لکھتے ہیں:

"اردو کی تقریباً چالیس آوازوں میں صرف پانچ ایسی ہیں جو فارسی عربی سے لی گئی ہیں۔ باقی سب کی سب ہندی اور اردو میں مشترک ہیں۔ خاص طور سے سادہ اور ہکار ہندشیہ آوازیں بھ، پھ، تھ، دھ، کھ، گھ، چھ، جھ وغیرہ ہیں کی ہیں پورے سٹ کی حیثیت سے ہندی اور اردو میں تو موجود ہیں لیکن ایسا سٹ نہ فارسی میں ہے نہ عربی میں۔ اس کے علاوہ معکوسی آوازیں یعنی ٹ، ڈ، ڑ اور ان کے ہکار روپ بھی ہندی اور اردو میں مشترک ہیں سوائے ن کے جس کو پراکرتوں کے تدبھو رجحان کے تحت اردو والے سادہ بنا لیتے ہیں۔ گدیا گنتی کی چند آوازوں کو چھوڑ کر اردو اور ہندی کا ڈھانچہ تقریباً ایک جیسا ہے۔ مصوتوں میں تو صوتی ہم آہنگی سو فی صدی ہے ہندی اور اردو دونوں کے بنیادی مصوتے دس ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں"۔[1]

رسم الخط سادہ آوازوں کو تحریری جامہ پہنانے کا نام حرف ہے اور حرفوں کے مجموعے کو حروف تہجی کہتے ہیں۔ اسی طرح کسی زبان میں مستعمل تمام آوازوں کو ایک رائج معیاری صورت میں لکھنے کے طریقے کو

---

[1] ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اردو اور ہندی کا لسانی اشتراک، بحوالہ "آج کل" بابت ماہ نومبر ۱۹۷۳ء، صفحہ ۲۱۔

رسم الخط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک اچھا اور خود کفیل رسم الخط وہی ہو سکتا ہے جو اپنی زبان کی آوازوں کی صحیح اور مکمل نمائندگی کر سکے ۔ آب و ہوا اور لسانی ماحول کے اعتبار سے مختلف ملکوں اور قوموں کے بول چال کا لب و لہجہ جیبھ اور گلے کی کیفیتیں چونکہ مختلف ہوتی ہیں، اس لئے ان کی آوازوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ جنہیں ضبط تحریر میں لانے کے لئے ان کی آوازوں کے مطابق مختلف اور مخصوص رسم الخط وجود میں آتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی زبان کے حروف تہجی ایسے نہیں جو دنیا کی ہر زبان یا بولی کی آوازوں کی مکمل نمائندگی کر سکیں۔

جن زبانوں کے پاس اپنا رسم الخط نہیں ہوتا وہ کسی دوسری زبان کا رسم الخط اپنا کر اپنی مخصوص آوازوں کے مطابق اس میں ترمیم و اضافہ کر لیتی ہیں۔ لہٰذا فارسی زبان نے جب عربی رسم الخط اپنایا تو اپنی مخصوص آوازوں پ، چ، گ، ژ کے لئے مماثل عربی حروف میں نقطوں یا مرکز کے اضافے سے کام چلایا اسی طرح جب اردو نے فارسی رسم الخط اپنایا تو ٹ، ڈ، ڑ، اور ہائے دو چشمی والی مخصوص ہندوستانی آوازوں کے لئے نشان وضع کیے۔ ہندی کے علاوہ اردو کا تعلق چونکہ عربی اور فارسی زبان سے بھی ہے اس لئے ان زبانوں کے الفاظ کی صحت تحریر میں قائم رکھنے کے لئے ان زبانوں کی آوازوں کو بھی برابر اپنا لیا۔ اسی لئے اردو میں بعض آوازوں کے لئے ایک سے زیادہ علامتیں بھی ہیں۔ مثلاً ز کے لئے ذ، ض، ظ، س کی آواز کے لئے ث، ص، اسی طرح ت کے لئے ط اور ہ کے لئے ح کی آوازیں عموماً ہم آہنگ ہیں۔ بقول ڈاکٹر مسعود حسین خاں "ذ، ض، ظ، ط، ث، ص وغیرہ یہ تمام حروف ہیں، اصوات نہیں۔ اردو رسم الخط کے لئے ایک طرح سے وبال جان بنے ہوئے ہیں ..... صوتی نقطہ نظر سے یہ سب مردہ لاشیں ہیں جسے اردو رسم خط اٹھائے ہوئے ہے۔

صرف اس لئے کہ ہمارا لسانی رشتہ عربی سے ثابت رہے۔"[1]

ان مردہ لاشوں کو سپرد خاک کرکے اردو رسم الخط کی اصلاح کا مسئلہ زیر غور رہے۔ دیوناگری رسم الخط کے مطابق اردو کے بنیادی حروف کو اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے:۔

دیوناگری	ङ	घ	ग	ख	क
اردو	×	گھ	گ	کھ	ک
دیوناگری	ञ	झ	ज	छ	च
اردو	×	جھ	ج	چھ	چ
دیوناگری	ण	ढ	ड	ठ	ट
اردو	×	ڈھ	ڈ	ٹھ	ٹ
دیوناگری	न	ध	द	थ	त
اردو	ن	دھ	د	تھ	ت

[1] اردو صوتیات کا خاکہ (مضمون) بحوالہ اردوئے معلیٰ، لسانیات نمبر صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ دہلی یونیورسٹی، دہلی۔

دیوناگری	म	भ	ब	फ	प
اردو	م	بھ	ب	پھ	پ
اردوناگری	स	व	ल	र	य
اردو	س	و	ل	ر	ی
دیوناگری	×	ढ	ह	श	ष
اردو	×	ڑھ	ہ	ش	×
دیوناگری	फ़	ज़	ग़	ख़	क़
اردو	ف	ز	غ	خ	ق

ظاہر ہے کہ اردو رسم الخط میں بھی قریب قریب وہ تمام حروف موجود
ہیں جو دیوناگری رسم الخط میں ہندوستانی زبانوں کی بنیادی آوازوں
کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جہاں تک ہندی کے مصمتے ञ، ङ اور ण کا تعلق ہے
ان میں سے ण اردو میں عموماً न یعنی ن ہی کی طرح بولا جاتا ہے۔ تت سم الفاظ
کے علاوہ ہندی میں بھی اس کا تلفظ ن ہی کی طرح ہوتا ہے۔ ञ اور ङ دونوں

غنائی آوازیں ہیں۔ ان میں پہلی چ، چھ، ج، جھ سے پہلے مثلاً منچ، پنچھی، گنج، منجھدھار وغیرہ میں اور دوسری ک، کھ، گ، گھ سے پہلے آتی ہے۔ مثلاً ڈنک، پنکھ، رنگ، سنگھا وغیرہ میں ہندی میں بھی یہ دونوں حروف کبھی کسی لفظ کے شروع یا آخیر میں استعمال نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ الفاظ کے درمیان آتے ہیں اور وہ بھی آدھے حرف کے طور پر۔ ان کی حیثیت چونکہ صرف ماترا کی ہے جو ن غنہ کی شکل میں اردو میں بھی موجود ہے لہٰذا اردو نے اس کے وجود کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔

ہندی میں بھی ष کی آواز عموماً श ہی کی طرح ہوتی ہے۔ اردو تلفظ میں بھی چونکہ ष اور श کی آواز میں کوئی نمایاں اختلاف محسوس نہیں کیا جاتا، اس لئے اردو میں ان دونوں آوازوں کو ش کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ اردو رسم الخط میں وہ تمام بنیادی حروف شامل ہیں جو ہندی رسم الخط میں دونوں زبانوں کی آوازوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان میں باہم کوئی فرق نہیں۔

صرف و نحو زبانوں کے باہم رشتے عموماً ان کی ساخت سے معلوم کئے جاتے ہیں جن زبانوں کی ساخت ایک جیسی ہوتی ہے اور ان کے بنیادی اور تعمیری الفاظ، حروف ربط اور صرفی و نحوی قاعدوں میں یک رنگی اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے، ان دونوں میں قریبی رشتہ تسلیم کرنا پڑتا ہے ہو سکتا ہے کہ کسی زبان کے دخیل الفاظ اس کے بولنے والوں کے سیاسی تغیر و تبدل کی نشاندہی کرنے میں معاون ہوں تاہم وہ زبان کی بنیادی ساخت پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

زبان میں جملے کے الفاظ کی تقسیم کی گردان اور اشتقاق سے بحث کا نام صرف ہے۔ جب کہ جملوں کا باہمی تعلق یا جملے میں لفظوں کے ایک دوسرے

سے تعلق کو نحو کہتے ہیں۔ نحوی حیثیت سے اردو اور ہندی میں چنداں فرق نہیں مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ :۔

رام آیا۔ وہ چلا گیا۔
کوئی بھلا آدمی ایسی بات نہ کہے گا۔
رونا اچھا نہیں۔
جاؤ اپنا کام کرو۔
آپ کا نام کیا ہے۔؟
وہ کہاں جائیں گے؟
یہ گھر کس کا ہے؟
بتی جلا دو۔
میں نے چار آم کھائے۔
اتنے میں دونوں بھائی آپہنچے۔
میری بات سنو، آپ میرے کپڑوں کو ہاتھ نہ لگائیے۔
یہ سب کچھ میں نے جلدی جلدی لکھ دیا ہے۔

تو اسے ہندی بھی کہا جا سکتا ہے اور اردو بھی۔ لفظوں کا فرق ہو سکتا ہے لیکن جملے کی ساخت میں لفظوں کی ترتیب بالکل ایک سی ہوگی۔ تذکیر اور تانیث وغیرہ کا جو فرق اردو اور ہندی میں کہیں کہیں ملتا بھی ہے یا دونوں زبانوں کے مخصوص روزمرہ کی وجہ سے اگر کوئی معمولی سا اختلاف کہیں جھلکتا بھی ہے تو وہ انہیں دو زبانوں سے مخصوص نہیں۔ اتنا فرق تو نہ صرف زبانوں بلکہ دو قریبی بولیوں میں بھی عموماً پایا جاتا ہے۔

فعل:۔ جملے کی بنیاد در اصل تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اسم، اسم صفت اور فعل

کئی اسم اور اسم صفت تو اردو نے عربی فارسی سے بھی لئے لیکن فعل کا پراکرتی سرمایہ اردو اور ہندی دونوں میں مشترک ہے۔ مثلاً۔ آنا، جانا، چڑھنا، اترنا اٹھنا، بیٹھنا، اچھلنا، کودنا، بڑھنا، بننا، بگڑنا، بولنا، بھاگنا، پڑھنا، لکھنا، پکڑنا چھوڑنا، پکنا، پھٹنا، پھینکنا، اٹھانا، پیسنا، کھانا، پینا، توڑنا، مروڑنا، ناپنا تولنا، رکنا، ٹھہرنا، جاگنا، سونا، چھوٹنا، چھوڑنا، ہنسنا، رونا، ملنا، بچھڑنا، سمجھنا، سوچنا، سونا جاگنا، رہنا سہنا، کاٹنا، پیٹنا، کھولنا، پانا، الاپنا، بپھرانا، تاپنا، ٹکرانا چکرانا، ملنا، دلنا، شندگارنا، سہارنا، للچانا، لبھانا، گرنا، گننا، گھٹنا، بڑھنا، لانا لگنا، لینا، دینا، بہانا، دھونا، بڑبڑانا، بلبلانا، ٹمٹمانا، چہچہانا، کھٹکھٹانا، گنگنانا، لہلہانا، تھرتھرانا، گڑگڑانا، تمتمانا، جیسے سیکڑوں بلکہ ہزاروں فعل ہندی اور اردو میں مشترک ہیں۔ افعال چونکہ زبان کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے ہزاروں مشترک افعال کے پیش نظر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہندی اور اردو دونوں جڑواں بہنیں ہیں، جو اگرچہ آزادانہ طور پر ارتقا پذیر ہیں لیکن دونوں کی ریڑھ کی ہڈی ایک ہے۔

وسیع النظری کا ثبوت دیتے ہوئے اردو نے عربی فارسی الفاظ سے بھی ہندوستانی قاعدے پر کئی افعال بنائے۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ وہ اردو میں ایسے رچ بس گئے کہ اب ان کے دخیل افعال ہونے کا گمان بھی نہیں گزرتا۔ ایسے دخیل افعال کو ہندی نے بھی ایسا اپنایا کہ اب وہ غیر یا اجنبی معلوم نہیں ہوتے۔ مثلاً۔

عربی سے: بحث	سے	بحثنا	بدل	سے	بدلنا
دفن	"	دفنانا	غلاف	"	غلافنا
کفن	"	کفنانا	تحسیل	"	تحسیلنا
تمیز	"	تمیزنا	تجویز	"	تجویزنا
قبول	"	قبولنا	ضد	"	ضدنا

فارسی سے:- آزمودن سے آزمانا ۔ بخشیدن سے بخشنا

تراشیدن	″	تراشنا	خریدن	″	خریدنا
فرمودن	″	فرمانا	رندیدن	″	رندنا
گزشتن	″	گزرنا	نگندن	″	نگندنا
ورغلانیدن	″	ورغلانا	گردانیدن	″	گردانا
داغ	″	داغنا	رنگ	″	رنگنا
بجا	″	بجانا	سہم	″	سہمنا
شرم	″	شرمانا	گم	″	گمنا
مست	″	مستانا	نرم	″	نرمانا
گرم	″	گرمانا	سرد	″	سردانا[1]

اسم:- تمام اسمائے خاص اور عام چیزوں کے نام جیسے ہندی میں ہیں ویسے کے ویسے ہی وہ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اشخاص کے ناموں میں تبدیلی کا تو کسی بھی زبان میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ان کے خطاب یعنی رائے صاحب، رائے بہادر، اقبال الدولہ وغیرہ اور القاب جیسے اسد اللہ خاں غالب کا لقب "مرزا نوشہ" یا شری کرشن جی کے القاب، مرلی دھر، مرلی منوہر، گردھر گوپال وغیرہ اور عرف یعنی وہ نام جو محبت یا حقارت کی وجہ سے کسی شخص سے منسوب ہو جائے چھنو، ٹنو، کلو وغیرہ اور تخلص یعنی وہ مختصر نام جو شاعر اپنے اصلی نام کی بجائے شعر و شاعری میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً "دلگیر" تخلص ہے رام دھاری سنگھ کا اور "نرالا" سوریہ کانت ترپاٹھی کا، "نسیم" پنڈت دیا شنکر کا اور "حالی" مولانا الطاف حسین کا یہ بھی اردو اور ہندی میں یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ ملکوں دریاؤں اور پہاڑوں کے ناموں میں بھی دونوں زبانوں میں کوئی تبدیلی واقع

[1] مولوی وحید الدین سلیم: وضع اصطلاحات صفحہ ۱۵۰ کراچی۔

نہیں ہوتی مثلاً۔ ہندوستان، پاکستان، امریکہ روس، عرب، ایران، گنگا، جمنا برہم پتر، راوی چناب، ہمالیہ ونددھیاچل، ست پڑا، نیلگری وغیرہ ایسے تمام اسموں میں کچھ مخصوص خصوصیتوں کا پایا جانا لازمی ہے چنانچہ اپنے لوازم کے اعتبار سے تمام اسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) جنس (۲) تعداد (۳) حالت۔ اسما کی یہ تقسیم بھی تینوں زبانوں میں مشترک ہے۔

جنس یعنی تذکیر و تانیث:۔

جنس سے مراد اسما کی تذکیر و تانیث ہے اور اس اعتبار سے دنیا بھر میں جاندار اسموں کی صرف دو ہی قسمیں مذکر یعنی [illegible] اور مونث یعنی [illegible] ہیں۔ بے جان چیزوں پر چونکہ نر اور مادہ میں سے کسی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی تذکیر و تانیث میں بھی چنداں امتیاز نہیں اور محض بول چال کے مطابق قیاس ہی سے کام چلایا جاتا ہے۔ جان دار اسموں کی تذکیر و تانیث بھی اگرچہ کسی قطعی قاعدے کے تحت میں نہیں آتی اور ان میں بھی غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے پھر بھی اردو اور ہندی میں اس امتیاز کو واضح کرنے کے عام قاعدے مشترک ہیں۔ مثلاً:۔

۱۔ عموماً جن اسموں کا آخری حرف الف یا ہ ہو گا وہ تمام مذکر ہوں گے اور مونث کی حالت میں آخری حرف "ی" میں بدل جائے گا۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث
لڑکا	لڑکی	بکرا	بکری
مرغا	مرغی	اندھا	اندھی
شہزادہ	شہزادی	بچہ	بچی

۲۔ لیکن کچھ اسموں کا آخری حرف "یا" تانیث کی علامت ہے جو دونوں

زبانوں میں اس عام قاعدے کے بندھن سے آزاد ہیں:

مذکر	مونث	مذکر	مونث
کتّا	کتیا	چوہا	چوہیا
بندر	بندریا	چڑا	چڑیا

۳۔ بعض مذکر اسموں کے آخری حرف میں "ی" بڑھانے سے مونث بنائی جاتی ہے:-

مذکر	مونث	مذکر	مونث
برہمن	برہمنی	ہرن	ہرنی
تیتر	تیتری	کبوتر	کبوتری
پٹھان	پٹھانی	سنار	سناری

۴۔ بعض مذکر اسموں کے آخری حرف کو "ن" سے بدل دینے یا آخری حرف کے بعد "ن" بڑھانے سے مونث بنا دیا جاتا ہے:

مذکر	مونث	مذکر	مونث
جوگی	جوگن	بھنگی	بھنگن
مراسی	مراسن	ناگ	ناگن
دلہا	دلہن	گوالا	گوالن

۵۔ بعض حالات میں مذکر اسم کے آخری حرف کو ختم کر کے یا بغیر ختم کئے "نی یا انی" بڑھانے سے اسم مونث بن جاتے ہیں:

مذکر	مونث	مذکر	مونث
شیر	شیرنی	مور	مورنی
اونٹ	اونٹنی	ڈوم	ڈومنی

پنڈت	پنڈتانی	جیٹھ	جیٹھانی
مغل	مغلانی	دیور	دیورانی

۶۔ مذکورہ بالا تمام قاعدوں میں مذکر اسموں کے آخری حروف میں اضافہ کرنے سے مونث بتائے جاتے ہیں۔ لیکن بھینس اور رانڈ جیسے مونث اسموں کے آخری حرف میں اضافے سے مذکر بنتا ہے۔ مثلاً بھینس سے بھینسا اور رانڈ سے رنڈوا اور ساس سے سسرا وغیرہ۔

۷۔ دونوں زبانوں میں بعض اسم ایسے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی مونث نہیں آتا مثلاً کوا، باز، الو، بھانڈ، ہیجڑا وغیرہ اسی طرح بعض اسم مونث ہی استعمال ہوتے ہیں، ان کے لئے مذکر نہیں ہوتا مثلاً چیل، مینا، بلبل، فاختہ، ڈاین، چڑیل، سوت، سہاگن، مکھی، چھپکلی، چھچھوندر وغیرہ۔

۸۔ اردو اور ہندی دونوں ہی تمام زبانوں کے نام مونث ہیں۔ مثلاً، انگریزی، فارسی، اردو، سنسکرت۔

۹۔ دنوں اور مہینوں کے نام دونوں زبانوں میں مذکر ہوتے ہیں۔ سوم، منگل، بدھ، پیر، شکر، سنیچر، اتوار، چیت، بیساکھ، جیٹھ، ہاڑ، ساون، بھادوں۔

۱۰۔ چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کے نام مذکر ہیں مثلاً لوہا، تانبا، سونا، جست

۱۱۔ پہاڑوں، ستاروں اور سیاروں کے نام عموماً مذکر ہیں۔ مثلاً ہمالیہ، مشتری، زحل وغیرہ۔ اسی طرح دوسرے اسموں کی تذکیر و تانیث کے قاعدوں میں بھی اردو ہندی میں فرق نہیں۔

تعداد:۔ اسم عام اگر ایک ہو تو اسے "واحد" اور ایک سے زیادہ ہو تو اسے جمع کہتے ہیں۔ زبان کی اصطلاح میں اسے تعداد کہتے ہیں۔ تعداد کے اصول و قواعد بھی اردو اور ہندی میں مشترک ہیں۔ مثلاً۔

واحد	جمع	واحد	جمع
لڑکا	لڑکے	لڑکی	لڑکیاں
پردہ	پردے	کھڑکی	کھڑکیاں
شہر	شہروں	کتاب	کتابیں
بھائی آیا	بھائی آئے	بہن آئی	بہنیں آئیں
لڈو کھایا	لڈو کھائے	جلیبی کھائی	جلیبیاں کھائیں

نوعیت کے اعتبار سے تعداد کی دو قسمیں ہیں جن چیزوں کی تعداد کے ٹھیک اعداد معلوم ہوں اسے تعداد معین کہتے ہیں۔ اور جن کے ٹھیک ٹھیک اعداد معلوم نہ ہوں وہ تعداد غیر معین کہلاتی ہے تعداد غیر معین کے لئے دونوں زبانوں میں عموماً کُل، سب، بہت سے، تھوڑے سے، بہت، تھوڑا، کئی، کچھ کم، کم سے کم، زیادہ سے زیادہ، اندازاً، سیکڑوں، ہزاروں جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

تعداد معین کے لئے اردو اور ہندی میں اعداد و شمار تقریباً یکساں ہیں۔ ایک سے دس تک کے ہندسوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ایک دوسرے سے مل کر نہیں بنتے جبکہ باقی تمام ہندسے انہیں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔ مثلاً دس سے آگے کے ہندسے جو اکائیوں اور دہائیوں کے ملنے سے بنتے ہیں، ان میں دس یا دسا کا "دہ" بدل کر "رہ" بن گیا جو گیارہ سے اٹھارہ تک کے تمام ہندسوں میں موجود ہے اور تمام ہندسے اپنے اپنے بنیادی ہندسے کے حرف اول سے شروع ہوتے ہیں۔ حرف بارہ میں ذ کو ب سے بدلا ہے ورنہ گیارہ میں ایک کا الف، تیرہ میں تین کی ت، چودہ میں چار کی چ وغیرہ اٹھارہ تک برابر موجود ہے۔ انیس بیس سے متاثر ہے۔ کیونکہ نو کا ہندسہ ہر دہائی کے ساتھ اگلی دہائی میں سے ایک کم کر کے ظاہر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انیس سے مراد ایک کم بیس ہے۔ اسی قاعدے سے سو تک کی

گنتی وضع کی گئی ہے۔

تعداد ترتیبی میں جب بہت سے لوگوں میں سے کسی مخصوص شخص کے بارے میں معلوم کرنا ہو کہ وہ کونسا شخص ہے تو جواب میں پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں، دسواں وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جب ایک سے زیادہ مخصوص آدمیوں کا ذکر ہو تو دونوں، تینوں، چاروں، پانچوں، چھیئوں، ساتوں، آٹھوں وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ نو کے سلسلے میں "نو کے نو موجود تھے" کہتے ہیں۔ یہ اعداد دونوں زبانوں میں یکساں استعمال ہوئے ہیں۔

تعداد اضافی میں جب ایک تعداد کو دوسرے سے زیادہ بتانا مقصود ہو تو دگنا، تگنا، چوگنا۔ ۔ ۔ بیس گنا، پچاس گنا، سو گنا، ہزار گنا وغیرہ بولا جاتا ہے۔ بعض الفاظ بھی اعداد و شمار کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً:

درجن	بارہ چیزوں کے لئے
کوڑی	بیس چیزوں کے لئے
گروس	۱۲ درجن یا ۱۴۴ چیزوں کے لئے۔

اسی طرح ناپ تول میں مندرجہ ذیل الفاظ سے یہ مفہوم لیا جاتا ہے:۔

دھڑی	چار سیر کے لئے۔
پنسیری	پانچ سیر کے لئے۔
من	چالیس سیر کے لئے
کلوگرام	ہزار گرام کے لئے
کوئنٹل	سو کلوگرام کے لئے
شتابدی / صدی	سو سال کے لئے
گز	چھتیس انچ کے لئے

میٹر   انتالیس انچ یا ۱۰۰ اسینٹی میٹر کے لئے وغیرہ

اسی طرح کسری اعداد کے لئے بھی مخصوص الفاظ مقرر ہیں جو اردو اور ہندی میں مشترک ہیں:۔

ایک چوتھائی کے لئے   پاؤ۔
نصف حصے کے لئے   آدھا
ایک میں سے ایک چوتھائی کم کے لیے   پون یا پونہ
ایک اور اس کے چوتھائی حصے کے لئے   سوا
ایک اور اس کے آدھے حصے کے لئے   ڈیڑھ
دو اور آدھے کے لئے   ڈھائی یا اڑھائی۔
تین اور اس سے زیادہ کے ساتھ آدھے کیلئے   ساڑھے   وغیرہ

حالت:۔ معنی اور مفہوم کے اعتبار سے اسم اپنے آپ کو کئی حالتوں میں ظاہر کرتا ہے کبھی تو وہ خود کسی کام کو کرنے والا ہوتا ہے اور کبھی کسی کام کے ہونے کا اثر اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً رام نے شام کو مارا۔ اس میں رام نے مارنے کا کام کیا ہے اور اس کام کا اثر شام پر ظاہر ہوا ہے۔ اس لئے رام کی حالت کو فاعلی اور شام کی حالت کو مفعولی کہیں گے۔ جس حالت میں کسی کو بلانا ظاہر کیا جائے اسے ندائی حالت کہتے ہیں موہن یہاں آؤ، موہن کیا کرتے ہو۔ لیکن جس میں کسی ایک اسم کو دوسرے سے نسبت یا تعلق ظاہر ہو اُسے حالتِ مضافی کہا جاتا ہے مثلاً احمد کی بکری، محمود کا گھوڑا۔ اس میں بکری کا تعلق احمد سے اور گھوڑے کا محمود سے بتایا گیا ہے۔ اس لئے یہ مضاف ہے اور احمد اور محمود مضاف الیہ وہ اسم جو کسی خاص خبر کے طور پر واقع ہوتا ہے، وہ اس کی خبری حالت کو ظاہر کرتا ہے جیسے موہن بیمار ہے۔ شام اس گاؤں کا نمبردار ہے۔ ان جملوں میں بیمار اور نمبردار دونوں خبری حالت میں ہیں جس حالت سے کسی اسم کا طور طریقہ،

ذریعہ، سبب یا مقابلہ وغیرہ ظاہر ہو اسے طوری حالت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے وہ شوق سے پڑھتا ہے۔ الف نے ب کو تلوار سے مارا۔ ان جملوں میں سے پہلے میں اس کے پڑھنے کا طریقہ اور دوسرے میں مارنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے لہٰذا یہ اسم کی طوری حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایسی حالتوں کے اظہار کا طریقہ بھی اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔

صفت:- کسی شخص یا شے سے منسوب مخصوص خاصیت کو صفت کہتے ہیں۔ صفت کا استعمال بھی جس طرح ہندی میں ہوتا ہے اُسی طرح اردو میں بھی ہوتا ہے۔ صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

صفت ذاتی ؛ کسی چیز کی اندرونی خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے جیسے ہلکا، بھاری، ٹھوس وغیرہ

صفت نسبتی ؛ یہ کسی چیز یا شخص کا کسی دوسری چیز یا جگہ سے لگاؤ یا نسبت کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً دہلوی، پنجابی، مینقلی، اودھی، ہاتھرسی، گیہی، پنچایتی وغیرہ۔

صفت عددی؛ یہ کسی چیز کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے پانچ آدمی، چھ ہاتھی وغیرہ۔

صفت مقداری: یہ وزن یا ناپ تول میں مقدار ظاہر کرتی ہے۔ جیسے دو سیر آٹا، چار میٹر لٹھا وغیرہ۔

صفت ضمیری ؛ ضمیریں جو کسی صفت کا کام دیتی ہیں مثلاً کون ایسا کہتا ہے۔ جو کام تم سے نہ ہو سکے اُسے ہاتھ نہ لگاؤ وغیرہ۔

ایسی تمام صفتوں کے لئے اردو اور ہندی میں جو الفاظ ملتے ہیں وہ کسی

ایک زبان سے مخصوص نہیں اور بلا امتیاز وہ دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً۔ اُجلا، میلا، اچھا، برا، ادھورا، پورا، اصلی، نقلی، اونچا، نیچا، امیر، غریب، پتلا، موٹا، بایاں، دایاں، چھوٹا، بڑا، ہلکا، بھاری، بھرا، خالی، پاس، دور، نیا، پرانا، اگلا، پچھلا، پھیلا، سکڑا، دکھی، سکھی، تر، خشک، ترچھا، سیدھا، تنگ، ڈھیلا، چست، سست، ٹھنڈا، گرم، ٹھوس، کھوکھلا، جدا، ملواں، چکنا، کھردرا، چوڑا، لمبا، خاص، عام، نیلا، پیلا، لال، کالا، سفید، خاکی، بھورا، گلابی، سادہ، رنگین، سب، کچھ، خوبصورت، بدصورت، سخت، نرم، سستا، مہنگا، سیدھا، الٹا، صاف، میلا، ضروری، معمولی، کڑوا، میٹھا، پھیکا، کسیلا، کھلا، بند، کھرا، کھوٹا، کمزور، مضبوط، گول، سپاٹ، کنوارا، بیاہا، کھلاڑی، بلی، ہنس مکھ، من چلا، منہ پھٹ، بے ڈھب، لالچی، انجان، نڈر، نکما، لنگوڑا، نرمل، نراس، چور، بے وقوف، مورکھ، زنانہ، مردانہ، سنہرا، گیہواں، گہرا، بہتر، کمتر۔

ضمیر:۔ ضمیر کا بھی یہی معاملہ ہے ایسے تمام الفاظ جو اسم کی جگہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے شام نے میرے پاس آنا تھا۔ وہ نہیں آیا۔ میں بھی نہیں جاؤں گا۔ ان جملوں میں میرے، وہ اور میں ضمیر ہیں۔ مندرجہ ذیل معمولی صوتی اختلاف سے قطع نظر یہ ضمیر بھی اردو ہندی میں مشترک ہیں:

اردو واحد	ہندی واحد	اردو جمع	ہندی جمع
یہ	یہ	یہ	یے
وُہ	وَہ	وُہ	وے

اِن کے علاوہ مندرجہ ذیل ضمیریں اردو اور ہندی میں مشترک ہیں:۔

واحد	جمع	واحد	جمع
میں	ہم	مجھے	ہمیں
مجھ کو	ہم کو	تو	تم
تجھے	تمہیں	تجھ کو	تم کو
تیرا	تمہارا	اسے	اِنہیں
اِس کا	ان کا	جسے	جنہیں
میرا	ہمارا	جس کا	جن کا
جس نے	جنہوں نے	کس کا	کن کا

اس کے علاوہ آپ، اپنا، اُس، اُن، اِسے، اُسے، انہیں، جس، جن، جو، ہمارا، کون، کسی، اُسی، اِسی، جو، جونسا، کونسا، وغیرہ سبھی اردو اور ہندی میں یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

حروف حروف وہ معاون الفاظ ہیں جو تنہا لکھنے یا بولنے میں کوئی خاص معنی پیدا نہیں کرتے لیکن ان کی مدد کے بغیر بڑے بڑے کلمے اور جملے مہمل اور بے معنی رہ جاتے ہیں۔ موقع اور محل کے لحاظ سے ان حروف کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں عموماً یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں:۔

۱۔ حروف ربط:۔ وہ حروف جو کسی ایک لفظ کا ربط یا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کریں۔ مثلاً کا، کے، کی، کو، نے، سے، میں، پر، تک، تلک، تئیں، پاس، تلے، آگے پیچھے، سامنے،

سمیت، اوپر، نیچے، بیچ، اندر، باہر، لئے، ساتھ، سنگ، مارے وغیرہ۔

۲۔ حروف عطف:۔ وہ حروف جو دو یا دو سے زیادہ لفظوں یا جملوں کو ملانے کا کام دیں۔ مثلاً گوپال آیا اور مبارک باد دے کر چلا گیا مگر پرکاش نہیں آیا۔ لہٰذا جملوں کو ملانے کے لئے اور، کیا، کہ، یا وغیرہ۔

تردید کے لئے۔ نہ نہ، خواہ، چاہے وغیرہ مثلاً چاہے تم رہو چاہے چلے جاؤ، یا یہ لو یا وہ، نہ تم آئے نہ آنے دیا۔

دو جملوں میں غیریت کے شک کو دور کرنے کے لئے۔ پر، لیکن بلکہ، مثلاً یہ سب سچ ہے پر وہ نہیں مانتا۔ وہ تو آتا ہی نہیں تھا لیکن میں لے آیا۔ شام اکیلے نہیں آیا، بلکہ رام کو بھی لے آیا ہے۔

استثنا اور شرط کے لئے:۔ مگر، اگر، جو، مثلاً سب تو آگئے مگر وہ نہ آیا۔ اگر تمہیں نہ آنا ہو تو ابھی بتا دو۔ جو ایسی حرکت کرو گے تو باہر نکال دیئے جاؤ گے۔ ورنہ، نہیں تو، اور تو وغیرہ شرط کے جواب میں آتے ہیں۔ جیسے وہ آجائے تو اچھا ورنہ مجھے جانا پڑے گا، کچھ کہنا ہے تو کہو نہیں تو جاؤ۔

دوسرے جملے کا سبب یا علت پہلے جملے سے جوڑنے کیلئے:۔ کیونکہ پس، سو، لہٰذا، تاکہ وغیرہ جیسے۔ آپ نے بلایا تھا پس ہم آگئے۔ آپ نے جانے کو کہا تھا سو وہ چلا گیا۔ کیوں کہ آپ گھر پر نہ تھے، اس لئے ہم لوٹ آئے۔

حروف تخصیص: وہ حروف جو اسم یا فعل کے ساتھ آکر خصوصیت یا مقر کے معنی پیدا کریں مثلاً ہی، تو، بھی، ہر، جیسے رام ہی یہ خبر لایا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا تو ہوتا، صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں، ہر کسی کو اپنی فکر ہے۔ "ہی" جب کئی اسموں، ضمیروں اور حرفوں کے ساتھ مل کر مرکب ہو جاتا ہے تو یہ شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ حرف کی یہ شکلیں بھی اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں مستعمل ہیں۔

کب + ہی = کبھی ، جب + ہی = جبھی
اَب + ہی = ابھی ، تب + ہی = تبھی
سب + ہی = سبھی ، کہاں + ہی = کہیں
وہاں + ہی = وہیں ، یہاں + ہی = یہیں
وہ + ہی = وہی ، یہ + ہی = یہی
اس + ہی = اسی ، تم + ہی = تمہیں
ہم + ہی = ہمہیں ، اُس + ہی = اُسی
یوں + ہی = یونہی، یونہیں ، جوں + ہی = جونہی/جونہیں

حروف فجائیہ: وہ حروف جو جوش یا جذبے میں بے تحاشا زباں سے نکل جائیں مثلاً بے تکلفی، ناراضگی کی حالت میں اپنے سے چھوٹوں کو بلانے کے لئے۔ ارے، ابے، اجی، او، ابے، او وغیرہ۔

خوشی کے موقعوں پر = آہاہا، اوہو ہو، واہ واہ، سبحان اللہ۔
غمی کے موقع پر = ہائے، وائے، آہ، اف، ہائے رے، ہے رام۔

حیرانی یا پناہ مانگنے کے لئے :۔ رام رام، اللہ اللہ، اف، اہا۔
نفرت کے لئے :۔ دُر دُر، دت تیرے کی، تف، تھو، ہشت، چھی چھی۔
آفرین کے لئے :۔ واہ، وا، بہت خوب، شاباش۔
خبردار کرنے کے لئے :۔ ہیں ہیں، ہوں ہوں، دیکھو، سنو۔

تمیز:۔ ایسے الفاظ جو فعل یا صفت کے ساتھ آ کر ان کی حالت میں قدرے فرق یا کمی بیشی پیدا کر دیں، تمیز کہلاتے ہیں جیسے۔ آپ کب جا رہے ہیں۔ کل یا پرسوں چلا جاؤں گا۔ آپ کہاں جائیں گے جدھر چاہے چلا جاؤں گا۔ یہ تمیزی الفاظ بھی ہندی اور اردو میں مشترک طور پر استعمال ہوتے ہیں اور ان پر کسی ایک زبان کی خصوصی مہر ثبت نہیں ہے اسے مندرجہ ذیل حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے :۔

۱۔ زمانے یا وقت کے لئے :۔ اب، جب، کب، تب، آگے، پیچھے، پہلے، آج کل، پرسوں، ترسوں، تڑکے، صبح، سویرے، ترنت، ہمیشہ، پھر، جلدی، بعد وغیرہ۔

۲۔ مکان یا جگہ کے لئے :۔ یہاں، وہاں، جہاں، تہاں، کہاں، پرے، پاس، اوپر نیچے، اندر، باہر، بھیتر۔

۳۔ سمت کو ظاہر کرنے کے لئے :۔ ادھر، اُدھر، جدھر، کدھر۔

۴۔ طور یا طریقہ کے لئے :۔ یوں، جوں، کیوں، کیوں کر، کیسے، ٹھیک، دھیرے ہولے، لگاتار، برابر، تابڑ توڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، تھوڑا بہت، جھٹ پٹ، جھٹ، زیادہ، بالکل، مطابق، یعنی، باہم، فوراً، یکایک وغیرہ۔

۵۔ تعداد کے لئے :۔ ایک بار، دو بار، بار بار، اتنا، جتنا، کتنا، ایک ایک دو دو وغیرہ۔

۶۔ ہاں یا نہ کے لئے :۔ جی ہاں، ہاں جی، نہیں، تو، شاید، ہرگز، البتہ وغیرہ

۷۔ مرکب تمیز جو دو یا دو سے زیادہ الفاظ کے ملنے سے بنتے ہیں :۔ کب تک، جب کبھی، جہاں کہیں، جہاں جہاں، کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی، ادھر اُدھر، اندر باہر، جب جب، رفتہ رفتہ، خوشی خوشی، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، دھوم دھام، آس پاس، نت نت، الگ الگ، صبح وشام، چوری چھپے آہستہ آہستہ، جوں جوں، جوں کا توں وغیرہ وغیرہ۔

بعض آوازوں کے لئے مخصوص الفاظ

بعض جانوروں اور چیزوں کی آوازوں کے لئے مخصوص الفاظ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں یکساں ہیں مثلاً۔

شیر	کا	دہاڑنا	ہاتھی	کا	چنگھاڑنا
اونٹ	"	بغبغانا/بلبلانا	گھوڑے	"	ہنہنانا
گائے	"	رانبھنا	سانڈ	"	ڈکارنا
گدھے	"	رینگھنا	کتّے	"	بھونکنا
بلّی	"	میاؤں میاؤں	بکری	"	ممیانا
مرغی	"	کڑکڑانا	کویل	"	کوکنا
کوّے	"	کائیں کائیں	چڑیاں	"	چوں چوں
کبوتر	"	غٹرغوں	مرغے	"	ککڑوں کوں
اُلّو	"	ہوکنا	طوطے	"	رٹنا
مکھی	"	بھنبھنانا	سانپ	"	پھنکارنا
مور	"	چنگھارنا	مینڈک	"	ٹرّانا
گلہری	"	چیچیانا	بندر	"	گھگھیانا

بادل	کا	گرجنا	بجلی	کا کڑکنا۔
ریل	"	گھڑگھڑ	صراحی	" گٹ گٹ
توپ	"	دنادن	روپوں	" کھنک
بانسری	"	تان	طبلے	" تھاپ

اسی طرح :-

موتی	کی	آب	پھول	کی مہک
ہیرے	"	ڈلک	کندن	" دمک
دودھ	"	سفیدی	کوئلے	" سیاہی/کالکھ
چاندی	"	چمک	پانی	" جھلک
دھوپ	"	تڑاقا	سردی	" کڑاکا
عطر	"	لپٹ	گھنگرو	" چھنک

جانوروں کے بچوں کے مخصوص نام

مختلف جانوروں کے بچوں کے ناموں کے لئے مخصوص الفاظ بھی اردو اور ہندی میں مشترک ہیں۔ مثلاً۔

لڑکا/بالک	آدمی کا بچہ	بچھڑا	گائے کا بچہ
کٹڑا	بھینس " "	بچھیرا	گھوڑی " "
ہرنوٹا	ہرن " "	پلا	کتیا " "
سنپولیا	سانپ " "	میمنا	بکری " "
چوزہ	مرغی " "	پٹھا	اُلّو " "

جائے رہائش کے لئے مخصوص الفاظ

مختلف لوگوں اور جانوروں کے رہنے کی جگہ کیلئے

مخصوص نام مقرر ہیں وہ بھی ہندی اور اردو میں مشترک ہیں۔ مثالیں۔

راجہ/بادشاہ	کا	محل	رانی	کا	رنواس
بیگم	"	حرم	فوج	"	چھاونی
پولیس	"	کوتوالی/تھانہ	فقیر	"	تکیہ
سادھو	"	کٹیا	صوفی	"	حجرا/خانقاہ
رشی	"	آشرم	غریب	"	جھونپڑا
عام آدمی	"	گھر	لومڑی/گیدڑ	"	بھٹ/ماند
چوہے	"	بل	سانپ	"	بانبی
گھوڑے	"	تھان/طویلہ	گائے	"	گؤشالہ
پرندوں	"	گھونسلہ	قیدی	"	جیل خانہ

مختلف اجتماع کے لئے مخصوص الفاظ

اسی طرح اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں کچھ خاص جانداروں اور غیر جانداروں کے لئے مخصوص مشترک الفاظ مقرر ہیں جو دراصل اسم جمع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن بولے عموماً واحد جاتے ہیں۔ مثلاً

بھیڑ۔ آدمیوں کی
جماعت۔ طلبا کی
پرا۔ فوج کا
چھتا۔ بھڑوں/مدھومکھیوں کا
جھنڈ۔ پرندوں/درختوں کا
دل۔ ٹڈی/چیونٹی کا
گڈی۔ نوٹوں/کاغذوں کی
جوڑا۔ ہم جنس نر مادہ کا۔

ٹولی۔ بدمعاشوں کی
جھرمٹ۔ عورتوں/ستاروں کا
دستہ۔ سواروں کا
ڈار۔ کونجوں کی
جنگل۔ جھڑ/بانس کے درختوں کا
گچھا۔ انگوروں کا
لچھا۔ ریشم کا
اٹی۔ سوت کے دھاگوں کا

حلقہ۔ رندوں کا
جتھا۔ باہم متحد لوگوں کا
ریوڑ۔ بھیڑ/بکریوں کا
بیڑا۔ جہازوں کا
ٹکڑی۔ کبوتروں کی
کنج۔ پھولوں کا
گٹھا۔ لکڑیوں کا
ریوڑ۔ مویشیوں کا

اعضائے جسمانی عام بول چال میں استعمال ہونے والے اعضائے جسمانی کے نام بھی اردو اور ہندی میں عموماً مشترک ہیں۔ مثلاً

سر، ماتھا، آنکھ، گال، ناک، ہونٹ، کان، منہ، گردن، کندھے، باہیں، کہنی، ہاتھ انگلی، انگوٹھا، پیٹھ، پیٹ، چھاتی، کمر، ٹانگ، گھٹنا، پنڈلی، پاؤں، ایڑی، چوٹی، وغیرہ وغیرہ۔

رشتہ داریاں یہی حال لوگوں کی باہمی رشتہ داریوں کا ہے۔ رشتہ داریوں کے لئے مخصوص نام بھی اردو اور ہندی میں عموماً مشترک ہیں۔ مثلاً: ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، تایا، تائی، بھوآ، مامی، بھائی بھابی، بہن، بہنوئی، بیٹا، بیٹی وغیرہ یہاں تک کہ نہ صرف سکھ اور دکھ میں واہ واہ اور ہائے ہائے بلکہ سینکڑوں قسم کی گالیاں اور دعائیں جو بے ساختہ منہ سے نکلتی ہیں قریب قریب دونوں زبانوں میں یکساں ہیں۔

سابقے اور لاحقے یہی حال دونوں زبانوں کے سابقوں اور لاحقوں کا ہے کسی مستقل لفظ کے شروع میں اگر کوئی دوسرا لفظ یا اس کا جز بڑھا دیا جائے تو اردو میں اسے سابقہ (PREFIX) کہتے ہیں۔ یہ سابقے اس مستقل لفظ کے معنی میں تبدیلی پیدا کر کے زبان میں ایک نئے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں۔ اردو میں یہ سابقے اکثر و بیشتر ہندی، فارسی اور عربی الفاظ کے اشتراک سے بنائے گئے ہیں۔ ذیل میں صرف ایسے سابقوں کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں:

ہندی لفظوں کے اشتراک سے بنائے گئے سابقے

اَ : اٹل، اچل، اکارت، اچھوت، امٹ، امر۔

ان : ان بن، ان پڑھ، ان ہونی، ان گھڑت، ان گنت، انیک، انجان، انمول،
ان دیکھا۔ اناڑی۔

بن : بن بیاہی، بن بلائی، بن مانگے، بن روئے، بن چھتی، بن سرا، بن بادل ۔

تج : تج رنگا، تپلڑا، تپلڑی، تج پھلا، تپلیاں، تچوترا، تپلونا، تج ہتھا۔

پن : پنسیری، پنسیرا، پن چکی، پن گھٹ، پنہارا، پنیالا، پن کال، پن کٹی۔

پر : پردیس، پرلوک، پربال، پرایا، پرنالا، پرلیس، پرچون، پرلا، پرپوتا۔
پرچھائیں، پرداد، پرنانا، پرشہر، پرکاج، پرنالی، پرچھتی، پرسال، پردیسی
پرتال، پرچونیا، پرمت۔

ت : تبارہ، تپائی، تسالہ، تکونا، تراہا، تلسا، تماہہ، تباسی۔

تر : ترمورتی، ترپھلا، ترکٹا، ترشول، تربھون، ترپولیا۔

چو : چوبارہ، چوپال، چوبچہ، چوپایا، چوپٹ، چوتھا، چوتھی، چوتھائی، چوپھلا۔
چوہتا، چودانی، چورنگ، چوسر، چوکس، چوکنا، چوطرفہ، چوکھٹ، چوکھٹا۔
چوگڈا، چوگرد، چوہرا، چوتی، چوراہا، چوکور، چوکھیا، چومنزلا، چوگنا، چوکڑی،
چوپال، چوپڑ، چوحرفی، چوکھونٹا۔

در : دربھن، دربل، درجن، درگت، درگند، درلب، درمتی۔

س : سڈول، سگنا، سلونا، سہاگن، سہاگ، سپوت۔

سم : سماکھا، سمبندھ، سمدھی، سمپورن، سمدھیانہ۔

ک : کپوت، کپڑھ، کجات، کڈھنگا، کراہا، کلچھن، کریتی۔

مہا : مہاشٹمی، مہاوت، مہابرہمن، مہابلی، مہابھارت، مہابیر، مہاپاپ، مہاپربے،
مہاپرشاد، مہاتما، مہاجن، مہادیو، مہاساج، مہارانی، مہاراجا، مہامنتری
مہاکالی، مہامورکھ۔

ن :۔ نبھاگا، نبل، نپوتی، پکھنت، نڈر، نرالا، نکھٹو، نکما، نگوڑا، نڈھال، نکھار، نہتا، نرسا، نکرا، نلج،

نر :۔ نرادر، نرادھار، نراس، نرنکار، نربل، نردوش، نرگن، نرجیو، نردھن نربیج، نرموہ، نردئی، نربھاگا، نرجی، نرجل، نرمل، نرمول، نردل۔

جل :۔ جل پان، جلترنگ، جل پری، جل توری، جل تھل، جل جوگنی، جل پنچھی، جل مانس

جنم :۔ جنم اشٹمی، جنم اندھا، جنم بھومی، جنم استھان، جنم پتری، جنم جلی، جنم دن، جنم روگی، جنم کنڈلی، جنم مرن، جنم دکھیا۔

راج :۔ راج استھان، راج آگیا، راج ہنس، راج بنسی، راج بھنڈاری، راج بھوگ، راج بھینٹ، راج پاٹ، راجپوت، راج تلک، راج دوار، راج دھانی، راج دھرم، راج دنڈ، راج رانی، راج روگ، راج سبھا، راج کاج، راج دلاری، راج کر، راج کمار، راج کماری، راج کوی، راج گرد، راج گھاٹ، راج مارگ، راج منتری، راج نیتی۔

ست :۔ ست خصمی، ست پوتی، ست کھنڈا، ست لڑا، ست ماسا، ست نجا۔

سدا : سدا برت، سدا بہار، سدا سہاگ، سدا سہاگن، سدا گلاب۔

کچ : کچ پیندیا، کچ دلا، کچ لوندا، کچ لہو، کچا لو، کچھومر، کچلونا۔

کل :۔ کل ٹوپیا، کل جیبھا، کل مونہا، کل سرا، کل دمہ

لم :۔ لم بوترا، لم پری، لم تڑنگا، لم ٹنگو، لم ڈھینگ، لم ڈور، لم دڑھیا۔

نو : نوراتری، نورتن، نوکھنڈ، نوگرہ، نومنزلہ، نوگزا، نولکھا۔

بڑ : بڑبولا۔ بڑبھاگی، بڑپیٹو، بڑداتا، بڑمکھا، بڑکنا، بڑگرد۔

بارہ : بارہ باٹ، بارہ پتھر باہر، بارہ دری، بارہ سنگا، بارہ ماسہ۔

اک : اک پیا، اک تارا، اک تالا (راگ) اکسار، اکلوتا، اک درسا۔

ادھ : ادھ کچا، ادھ پکا، ادھ گدرا، ادھ سیرا، ادھ کھلا، ادھ گلا، ادھ منا، ادھ موا۔

چور : چورپیٹ، چورتالا، چوردروازہ، چوررستہ، چورکچہری، چورکھڑکی، چورگلی، چورزمین، چورکشتی، چورمحل، چورپٹیا وغیرہ۔

عربی فارسی الفاظ کے اشتراک سے بنائے گئے سابقے

از : ازبس، ازحد، ازسرتاپا، ازخود، ازسرنو،

بر : برآمد، برآمدہ، برطرف، برباد، برخاست، برخلاف، برقرار، بروقت برمحل، برخوردار، برداشت، برداشتہ، برطرفی۔

با : بااثر، باایمان، باخبر، باضابطہ، باقاعدہ، بامروت۔

بے : بے اختیار، بے اختیاری، بے اثر، بے ادب، بے ادبی، بے آرام، بے اصل، بے اعتبار، بے پرواہ، بے تکا، بے چین، بے حد، بے جوڑ، بے چارہ، بے غیرت بے حساب، بے خبر، بے داغ، بے ڈول، بے رحم، بے رحمی، بے روزگاری، بے روزگار، بے شرم، بے شرمی، بے صبر، بے صبری، بے فائدہ، بے فکری، بے لگام، بے وفائی، بے وفا، بے وقوف، بے وقوفی، بے ہمت، بے مثال، بے اصول، بے حیا، بے اعتباری، بے ایمان، بے ایمانی، بے اولاد، بے بس، بے بسی، بے پروا، بے پرواہی، بے تاب، بے تابی، بے جا، بے حال، بے خطر بے درد، بے رخ، بے رخی، بے زبان، بے مزا، بے ساختہ، بے سامان، بے سود، بے شعور، بے شک، بے شمار، بے صبرا، بے عزت، بے عزتی، بے عقل، بے عقلی، بے عیب، بے غیرت، بے غیرتی، بے فکر، بے فکری، بے فکرا، بے قابو بے قاعدہ، بے قدر، بے قدری، بے قدرا، بے قرار، بے قراری، بے قصور

، بے کار، بے کاری، بیکس، بیکسی، بے کل، بے کلی، بے گناہ، بے گھر، بے لاگ
بے لحاظ، بے لطف، بے مروت، بے مزہ، بے معنی، بے موقع، بے نام ونشان،
بے نصیب، بے نظیر، بے نمک، بے وقت، بے مثال، بے ہوش، بے ہوشی
بے ہودہ، بے رنگ، بے بو، بے جان، بے تکلف، بے تکلفی، بے راہ، بے سر،
بے سرا، بے لگام، بے موسم، بے ہنر، بے تحاشا، بے حیا، بے قیمت، بے گانہ
بے یار۔ بے قید۔

بد : بد اخلاق، بد اخلاقی، بد اصل، بد انجام، بد انتظام، بد انتظامی، بد چلنی
بد بخت، بد بختی، بد بو، بد پرہیزی، بد تر، بد ترین، بد چلن، بد چلنی، بد حال،
بد حالی، بد دعا، بد دماغ، بد دماغی، بد دیانت۔

سخت : سخت گیر، سخت جان، سخت دل، سخت مغز۔

کم : کم اصل، کم بخت، کم بختی، کم تر، کم تولا، کم حوصلہ، کم خرچ، کم ذات،
کم زور، کم زوری، کم سن، کم سخن، کم ظرف، کم عقل، کم عمر، کم گو، کمیاب،
کمخواب، کم وزن، کم دلا۔

چار : چار باغ، چار پایہ، چار پائی، چار خانہ، چار دیواری، چار سو، چار گنا۔

بلند : بلند آواز، بلند پرواز، بلند حوصلہ، بلند خیال، بلند نظر، بلند ہمت۔

تر : تر دامن، تر دامنی، تر زبان، تر دماغ۔

تیز : تیز مزاج، تیز رفتار، تیز قدم، تیز کار، تیز فہم، تیزاب۔

خوب : خوب رو، خوبصورت، خوبصورتی، خوب کلاں۔

بد : بد دیانتی، بد ذات، بد رنگ، بد رنگی، بد زبان، بد زبانی، بد سلوک،
بد سلوکی، بد شگون، بد شگونی، بد شکل، بد شکلی، بد صورت، بد صورتی، بدکار،
بدکاری، بدگمان، بدگمانی، بدگو، بدگوئی، بدمزہ، بدمعاش، بدمعاشی

بدمزاج، بدمزاجی، بدمست، بدمستی، بدنام، بدنامی، بدنصیب، بدنصیبی، بدنعلی

پا :۔ پابند، پابندی، پاجامہ، پاخانہ، پاسنگ، پامال، پامالی، پازیب، پایہ تخت،

پُر :۔ پرمعنی، پرجوش، پرخلوص، پردرد، پرکار، پرزور، پرغضب،

پیش :۔ پیشاب، پیش خدمت، پیش خیمہ، پیش رو، پیش کاری، پیشین گوئی، پیشگی
پیش کش، پیشوا۔

تہ :۔ تہ بند، تہ خانہ، تہ دار، تہ نشین،

خر :۔ خرگوش، خرگاہ، خرمن، خردماغ۔

خود : خودبین، خودپرست، خودپسند، خودرو، خودغرض، خودغرضی، خودکشی،
خودمختار، خودمختاری، خودنما، خودنمائی۔

خوش :۔ خوش اسلوب، خوش آواز، خوشبو، خوشبودار، خوشحال، خوشحالی، خوشخبری،
خوشخط، خوشخطی، خوش دل، خوش دلی، خوش گپ، خوش گپیاں، خوشگوار،
خوشگواری، خوش نصیب، خوش نصیبی، خوش وقت، خوش وقتی، خوشامد،
خوشامدی، خوش قسمت، خوش قسمتی، خوش مزاج، خوش مزاجی، خوش نمائے

در : درپردہ، درپے، درپیش، درکار، درمیان، درمیانی، دراندازی، درگزر،
درآمد، درخواست، درکنار، دریافت۔

زبر : زبردست، زبردستی۔

سر :۔ سرچڑھا، سرچوٹ، سرڈھکی، سرڈوب، سرکٹا، سرمنڈا، سرپوش، سربستہ
سربسر، سربلند، سربلندی، سرپرست، سرپرستی، سرپنچ، سراپا، سرتاج، سرحدی،
سررشتہ دار، سرزمین، سرسبز، سرسبزی، سرشاری، سرکش، سرکشی، سرگزشت،
سرتوڑ، سرگوشی، سرگرم، سرگرمی، سرگردہ، سربراہ کار، سرانجام، سرچشمہ،
سردار، سرداری، سرسام، سرکار، سرکاری، سرمایہ، سرمایہ داری۔

شاہ رشہ، شاہ راہ، شاہ رگ، شہتوت، شاہ بالا، شہ رخ، شہتیر، شہسوار، شہزادہ، شہزادی، شہباز، شاہ دانہ، شاہکار۔

صاحب:۔ صاحب اختیار، صاحب حکومت، صاحب اقبال، صاحب دل، صاحب ذوق، صاحب عالم، صاحب شوق، صاحب دیوان۔

صدر/صدر: صدر برگ، صدر بازار، صدر مقام، صدر دالان، صدر بورڈ۔

غیر : غیر آباد، غیر حاضر، غیر حاضری، غیر ذمہ دار، غیر ممکن، غیر ضروری۔

لا :۔ لاابالی، لابدی، لاپتہ، لاپروا، لاپرواہی، لاثانی، لاجواب، لاچار، لاچاری، لاحاصل، لازوال، لاعلاج، لاوارث، لاولد، لامکان۔

نا :۔ نااتفاقی، ناآشنا، ناامید، ناامیدی، ناانصاف، ناانصافی، نابالغ نابالغی، نابینا، ناپاک، ناپاکی، ناپائدار، ناپسند، ناپید، ناتجربہ کار، ناتمام ناتواں، ناتوانی، ناجائز، ناجنس، ناچار، ناچاری، ناچیز، ناحق، نادار، ناداری، نادان، نادانی، ناراض، ناراضی، ناساز، نasازی، ناسازگار ناسمجھ، ناسمجھی، ناطاقتی، نافرمان، نافرمانی، ناقابل، ناقدرا، ناکارہ، ناکام ناکامی، ناگوار، ناگواری، ناگہاں، ناگہانی، نالائق، نالائقی، نامراد، نامرادی، نامرد، نامردی، نامعلوم ناممکن، نامنظور، نامنظوری، نامناسب، ناواجب، ناواقف، نامکمل، نایاب، ناکامیابی، ناہموار، ناہمواری، ناملنسار۔

نو : نوآباد، نوآبادی، نوبہار، نوجوان، نوجوانی، نوچندہ، نوچندی، نودولتا نوروز، نوشہ، نوعمر، نونہال، نووارد، نورس۔

نیم :۔ نیم باز، نیم جان، نیم حکیم، نیم ملا، نیم گرم، نیم کش۔

ہر : ہرجائی، ہردل عزیز، ہردیگ چمچہ، ہرفن مولا، ہرروز، ہرکارہ۔

ہم :۔ ہم آغوش، ہم آواز، ہم آہنگ، ہم آہنگی، ہم بستر، ہم بستری، ہم پلہ،

ہم پہلو، ہم پیالہ، ہم نوالہ، ہم پیشہ، ہم وزن، ہم جنس، ہم جماعت، ہم جولی
ہمدرد، ہمدردی، ہمدم، ہمسایہ، ہمراز، ہمراہ، ہمراہی، ہم رنگ، ہم رنگی،
ہمزاد، ہم زبان، ہم زلف، ہم سبق، ہمسر، ہم سفر، ہم سن، ہم سنی، ہم شکل،
ہم شہر، ہمشیرہ، ہم کنار، ہم نام، ہم قوم، ہم نسل، ہم مذہب ہم وطن، ہم نشین،
ہم نوا، ہم رتبہ، ہم قدر، ہم رکاب ۔

یک : یک بار، یک بارگی، یک تارا، یک جا، یک جائی، یک جان، یک جہتی، یک
جہت، یکدل، یک رخ، یکدم، یک رنگ، یک رنگی، یک زبان، یکساں
یکسانی، یک سو، یک سوئی، یک طرف، یک طرفہ، یک لخت، یک
مشت، یکا یک ۔

متفرق : آتش بازی، جلد بازی، آزاد خیال، بادبان، پست خیال، پست قد، تازہ
دم، تباہ حال، تر دماغ، تیز رفتار، خوب صورت، دو آبہ، دوبارہ،
دورنگا، دوپٹہ، دوطرفہ، دورا ہا، دوغلا، دوخصمی، دوسالہ، دوسیری
دوگاڑا، دولتی، دومنزلہ، دومنھا، رنگین خیال، حاضر جواب، سخت
جان، سدا بہار، شکر قندی، عالی شان[1]

لاحقے ایسے الفاظ یا ان کے جز جو کسی مستقل لفظ کے بعد بڑھائے جانے
سے اس لفظ کے معنی میں تبدیلی پیدا کر دیں انگریزی میں SUFFIX
اور اردو میں لاحقے کہلاتے ہیں۔ ایسے الفاظ بذات خود زبان میں مستقل طور
پر استعمال نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں تو ان سے وہ معنی مراد نہیں لئے
جاتے جو بطور لاحقوں کے لئے جاتے ہیں۔ سابقوں کی طرح یہ لاحقے بھی اردو

---

[1] وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات صفحہ ۲۶-۵۱، ۲۵۷-۲۷۴

میں ہندی، فارسی اور عربی زبانوں کے الفاظ کو ملا کر وضع کئے گئے ہیں اور مختلف حالات میں مختلف معنی میں نمودار ہوتے ہیں۔ اردو اور ہندی میں استعمال ہونے والے لاحقوں کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں :

ہندی لاحقے

الف بڑھانے سے :۔ رت جگا، توڑا، اچھالا، ٹانکا، ٹپکا، جھاڑ، بھپٹا، جھٹکا، دھڑکا، رگڑا، سنبھالا، کھوٹا، نکالا، مروڑا، لچکا، لپکا، ہنکارا، میلا، بھوکا، اچھوتا، بسانداا، ستر ابہترا، گیروا، میٹھیا، موتیا، اک بیچا، اک درا، بزدلا، اچکا، جوتا، جیب کترا، گنٹھ کٹا، چرکٹا، گھس کھدا، کم تولا، کن کٹا، گھولا، اتارا۔

اپا :۔ بچاپا، جلاپا، بہناپا، رنڈاپا، سگھڑاپا، سوتاپا، بڑھاپا، موٹاپا۔

ات : بہتات، برسات، بکلنسات۔

اٹا : فراٹا، سناٹا، زناٹا، خراٹا، سراٹا۔

ار : لہار، سنار، چمار، کمہار، کہار، مٹیار، گنوار، لونار۔

ارا : بنجارا، بھٹیارا، ہتیارا، بچارا، کھیارا، جھلکارا، چمکارا، پلکارا۔

اری :۔ پجاری، بھکاری، نوتہاری، تواری۔

اڑی : کھلاڑی، اگاڑی، پچھاڑی۔

اس : پیاس، ہگاس، مٹھاس، کھٹاس، اڑاس۔

اک : لڑاک، تڑاک، بھڑاک، تیراک، چلاک۔

اکا : لڑاکا، جھڑاکا، بھپاکا، چھپاکا، کھڑاکا، چھناکا، دھڑاکا، دھماکا، چھناکا، کھناکا، کڑاکا، کھٹاکا۔

ال : سسرال، ننھال، ددھیال، دھمال، گھڑیال، گرد گھنٹال، گھیال۔

الا : پنیالا، مٹیالا، کوڑیالا، ڈڑھیالا، جوالا، مٹرالا، اٹالا، بنالا،

الو : شرمالو، لجالو، جھگڑالو۔ نادرالو۔

الی : کنڈالی، متالی، ڈفالی، کچرالی، ہکرالی۔

ان : دصسان، اٹھان، لگان، اڑان، تھکان، ڈھلان، چالان، نہان۔

انا : شرمانا، نرمانا، چلانا، اٹھانا، سمجھانا، پگھلانا، جگانا،

اند : سڑاند، بساند، چیراند، مچھاند، کچاند، ہراند۔

انی : مہترانی، مغلانی، دیورانی، جیٹھانی۔

او : بہاؤ، ڈلاؤ، بچاؤ، چڑھاؤ، چھڑکاؤ، جھکاؤ، جماؤ، ٹھہراؤ، اٹکاؤ، الجھاؤ،
بناؤ، پھنساؤ، تناؤ، بہاؤ، بھراؤ، پٹاؤ، گھٹاؤ، رکاؤ، ٹکاؤ، کٹاؤ، کٹاؤ،
لداؤ، لگاؤ، ٹکاؤ، گھساؤ، برساؤ، ڈباؤ، لکاؤ، بھڑکاؤ، تراؤ، نکاؤ، کام چلاؤ
اٹھاؤ (چولھا) جڑاؤ۔

اوٹ : رکاوٹ، بناوٹ، لگاوٹ، پھیلاوٹ، سجاوٹ، ملاوٹ، گھلاوٹ۔

اون : کھڑاون، کٹاون، ہنڈاون۔

اونا : گھناونا، ڈراونا، سہاونا۔

ائی : اگرئی، بھٹئی، مٹئی۔

این : پنڈتاین، چودھراین، رساین، اندراین، راماین۔

ائی : اکائی، ہریائی، سگھڑائی، اترائی، چڑھائی، لکھائی، پڑھائی، لڑائی۔

باڑہ/باڑی : امام باڑہ، قصائی باڑہ، رسول باڑی، بانس باڑی۔

باہر : ٹکسال باہر، ذات باہر، گوت باہر۔

پت : پانی پت، سونی پت، سیان پت، گوار پت۔

پتی : لکھ پتی، کروڑپتی، سیناپتی، پرجاپتی، گج پتی، راشٹرپتی۔

پٹم/پٹن: مچھلی پٹم، وزیگا پٹم، پاک پٹن، سری رنگا پٹن۔

پن : بال پن، لڑکپن، بچپن، بانک پن، لچ پن، شہدا پن، بھولا پن، البیلا پن، کمینہ پن، بے ساختہ پن، احمق پن۔

پور/پورہ: بانکے پور، غازی پور، ہوشیار پور، سنگت پورہ، مغل پورہ۔

پوری: جگن ناتھ پوری، مینن پوری۔

ت : بچت، کھپت، چلت، لکھت، پڑھت، چاہت، بادشاہت۔ لاگت/رنگت منت، ملت۔

تا : بیاہتا، لکاحتا، سوجھتا، بوجھتا۔

توڑ : کفر توڑ، سرتوڑ، تہ توڑ، منہ کوڑ، کمر توڑ، بال توڑ، پلنگ توڑ، ہڈی توڑ۔

چٹ : بلا چٹ، چلم چٹ، مغز چٹ، دماغ چٹ، سیاہی چٹ۔

دوار : ہردوار، رام دوار، گردوارہ، رام دوارہ، کرشن دوارہ۔

ری : طشتری، بانسری، بکری، کنکری،

سال/سالہ: بھنڈسال، کھنڈسال، پنسال، ٹکسال، دھرم سالہ، گئوسالہ۔

ک : آتشک، گندھک، پٹنک (دولتی) بیچک، دستک، گزک، ٹھنڈک، کالک، پاٹھک، مایک، جاچک، یاچک، پھوٹک، بیٹھک، پالک، سماجک، ویدک،

کا : مٹیکا، اچکا، بڑھکا، لپکا، یکا، چھکا، چوکا، اکا، ڈکا، گنکا۔

کڑ : پھلکڑ، بجھکڑ، کدکڑ۔

کنا/کونا: پھونکنا، دھونکنا، جھونکنا، چھینکنا، بلکنا، بھڑکنا، پھڑکنا، بھنکنا، ٹپکنا، بچکنا، کھدکنا، کھٹکنا، تنکنا، تھپکنا، ٹھنکنا، جھپکنا، چھنکنا، جھلکنا، جھمکنا، چپکنا، چٹکنا، چوکنا، چھڑکنا، چہکنا، دھڑکنا، دھمکنا، سرکنا، سسکنا، کڑکنا، کھنکنا، کھٹکنا، کھڑکنا، گھڑکنا، لپکنا، لچکنا، کھوکنا، ہانکنا، جھانکنا، بھونکنا۔

ہونکنا، مڑکنا، مچکنا، رینگنا، ہونگھنا۔

کی : چٹکی، چسکی، ڈھولکی، بندکی، پھرکی، سرکی۔

گڑھ : علی گڑھ، فتح گڑھ، رام گڑھ، بہادر گڑھ، مظفر گڑھ، شیر گڑھ۔

گنا : دگنا، تگنا، چوگنا۔

ل : بوجھل، پائل، توندل، چٹیل، جٹل، سجل، ہریل، گھائل، پتنل، رتیل۔

لا : کوٹلا، کوٹھلا، کھنڈلا، اگلا، پچھلا، پہلا، نہلا، دہلا، پوپلا، چٹلا، دھندلا، رتیلا، گدلا، بجلا، نچلا، لاڈلا، بادلا، سانولا، منجھلا، ستلا۔

لانا : رلانا، پلانا، جلانا، سلانا، دھلانا، بٹھانا، دکھلانا، سکھلانا۔

لی : بانسلی، پوٹلی، رپلی۔

م : ریشم، نیلم، پچھم، مدہم، لکھتم، پڑھتم، بکتم۔

مار : اڑی مار، بٹ مار، چڑی مار، راہ مار، گزمار، چھری مار، مکھی مار، یار مار۔

ن : دھوبن، جوگن دلہن، گوالن، آلن، ناگن، بیلن، لنگن، جھاڑن، لپٹن، پھسلن، ریشن، اونچان، نچان، لمبان، چوڑان، نہان، ملان، چکن، کھرن، مرن، جلن، اترن، کترن، الجھن، پھسکن، تھکن، مونڈن، منجھن، لگن، گھسیٹن، کھرچن، سوجن، دھڑکن۔

نا : رمنا، جھرنا، ڈھولنا، بھتنا، مومنا، چاندنا، پالنا، گھر گھسنا۔

نگر : رام نگر، احمد نگر، سری نگر، گاندھی نگر، راجیندر نگر۔

نی : دھونکنی، کترنی، کھکنی، چھلنی، دوہنی، کھرچنی، شیرنی، ملانی، ڈومنی، ہتھنی، بھوتنی، چاندنی، پھل سنگھنی، گھر رکھنی، کرنی، بھرنی، منگنی، لڑھکنی۔

و : جھاڑو، بازارو، بیگارو، بیٹھو، پیٹو، جانگلو، گنوارو، بیاجو، ڈاکو، نکھٹو، کماؤ۔ اجاڑو، کھاؤ، تاؤ، بگاڑو، کھلاؤ، بچو، لاگو، بھاگو، شرماؤ، مارو، پھراؤ، بچاؤ، رکھو رکھاؤ، دکھاؤ، دباؤ، گھٹاؤ، بڑھاؤ۔ گہراؤ۔

وا : مرد وا، اگوا، کیچوا، بڑھاوا، بلاوا، بہکاوا، بھلاوا، پھسلاوا، پچھتاوا، پہناوا، ڈراوا، رکاوا، دکھاوا۔

واری : بنواری، پٹواری، پھلکاری، پھلواری۔

واڑا : اٹھواڑا، پندرھواڑا، اگواڑا، پچھواڑا، سیدواڑا، قاضی واڑا، پھگواڑا،

وال : پٹھوال، گھاٹ وال، کوتوال، کوٹھی وال، اگروال، رکھوال۔

والا : رکھوالا، متوالا، گھروالا، اوپر والا۔

واں : گیہواں، ڈھلواں، پھسلواں، بیٹھواں، جڑواں، ستواں، کٹواں، پانچواں،

وان : بگوان، بھاگوان، گاڑی وان، رتھوان، گن وان، دیاوان، ہاتھی وان۔

وت/وتی : پچھوت، گنٹھوت، کٹوتی، گٹھوتی، منہ بھوتی۔

ورا : چٹورا، ادھورا، بورا، جمورا۔

وڑ/وڑا : بتدوڑ، ہتھوڑ، ہتھوڑا، بھگوڑا، پکوڑا۔

ولا : کھٹولا، ہنڈولہ، منجھولا، بچولا۔

ونت : لاجونت، بلونت، جسونت، کلونت، گنونت، کلاونت، دھنونت، دیاونت،

ونتی : لاجونتی، روپ ونتی، ست ونتی، ذات نتی، گنونتی، کلاونتی،

ونی : بلونی، ملونی، بھگونی، جگونی، کھتونی، سناونی، اٹھاونی، چھاونی، باتونی۔

ہ : ہرکارہ، ساہوکارہ، زمیندارہ، صرافہ۔

ہار : جانہار، ہونہار، مرنہار، کرن ہار، ہونی ہار۔

ہارا : لکڑہارا، پنہارا، پنہارا۔

ہٹ : نیلاہٹ، چکناہٹ، کڑواہٹ، اوداہٹ، گھبراہٹ، بھربھراہٹ، بھنبھناہٹ، بلبلاہٹ، تمتماہٹ، تھرتھراہٹ، جگمگاہٹ، سراسراہٹ، سنسناہٹ، کچکچاہٹ، کھڑکھڑاہٹ، مسکراہٹ، نرماہٹ، ہنہناہٹ، آہٹ۔

ہرا/ہری: اکہرا، دوہرا، تہرا، چوہرا، دوہری، تہری، چوہری، سنہری۔

ی : پھانسی، ٹھائی، دھنکی، شیشی، ٹوکری، اکری، اچاری، پنچایتی، ہاڑی، ساونی، بیساکھی، بھنگی، پھیری، مرد ڑی، تھیکی، جھڑکی، جھلکی، دبکی، ہنسی ٹھائی بدلائی، نرمائی، گرمائی، دھلائی، ڈھلائی، بندھائی، چڑھائی، لپائی، پسوائی، سلائی، رنگوائی، تلوائی، تڑوائی، پکوائی، پڑھائی، لکھائی، کمائی، کھدائی، منڈائی جگ ہنسائی، منہ دکھائی۔ ناک کٹائی، دانت گھسائی، سلام کرائی، ہاتھ دھلائی لگائی، بجھائی۔

یا : انبیا، بغیا، کتیا، ٹلیا، کھٹیا، بندریا، چوہیا، کتیا، آڑتیا، انگیا، رسوئیا، باتنیا، بڑبڑیا، بھیڑیا، نچیا، بھرتیا، پوربیا، تیلیا، ڈوریا، لہریا، ڈھنڈوریا دودھیا، گوتیا، بڑھیا، گھٹیا، مونگیا، جھنجھٹیا، چرسیا، سارنگیا، مخولیا، قانونیا کباڑیا، کھیوٹیا، لنگوٹیا، مطلبیا، پہاڑیا۔

یار/یارا: منیار، ہتیار، ہتھیار، گھسیارا، ہینھیارا، دکھیارا۔

یانا : انڈیانا، بنیانا، ٹھنڈیانا، چندھیانا، سٹھیانا، ممیانا، گھسیانا۔

یرا : سپیرا، لٹیرا، چھپرا، ٹھٹھیرا، بہتیرا، اندھیرا۔

یلا : بھڑکیلا، رسیلا، پتھریلا، نکیلا، سجیلا، رنگیلا، زہریلا، خرچیلا، کپھرتیلا، چٹکیلا۔

یلا : شرمیلا، نشیلا، سریلا، گٹھیلا، چمکیلا، کٹیلا، جوشیلا، چھبیلا، رنبیلا۔

یلا : بھنڈیلا، ردیلا، عضیلا، کسیلا، گدیلا، بگھیلا، ادھیلا، اکیلا، سوتیلا، دکیلا، نویلا،

یل : نکیل، ددھیل، عقیبل، کھپریل، دبیل، بڑھیل، اڑیل، مریل، سڑیل، گھٹیل کڑھیل، چٹیل، کڑیل، گھائل، کٹیل۔

فارسی عربی لاحقے: اب :۔ تیزاب، سرخاب، سیلاب، پیشاب، شاداب، گلاب، غرقاب، پنجاب

آباد : حیدر آباد، امین آباد، عشرت آباد، الہ آباد، رحمت آباد۔

ات : معلومات، خرافات، باغات، بیگمات، کائنات، واردات، خیرات، حوالات

ار : کردار، رفتار، دیدار، خریدار، نمودار، پرستار۔

آرا : جہاں آرا، انجمن آرا، بزم آرا، صف آرا، ہنگامہ آرا، معرکہ آرا۔

آزما : زور آزما، قسمت آزما، طاقت آزما، ہمت آزما، حوصلہ آزما۔

افزا : روح افزا، رونق افزا، جرأت افزا، حوصلہ افزا، مسرت افزا۔

اک : پوشاک، خوراک، سوزاک، تپاک۔

آلود : خون آلود، زنگ آلود، گرد آلود، قہر آلود، زہر آلود، غبار آلود۔

آمیز : درد آمیز، حمارت آمیز، شرارت آمیز، رنگ آمیز۔

انداز : خلل انداز، در انداز، دست انداز، رخنہ انداز، نظر انداز۔

اندیش : دور اندیش، خیر اندیش، عاقبت اندیش، بد اندیش۔

انگیز : درد انگیز، حیرت انگیز، نفرت انگیز، مسرت انگیز، شرارت انگیز

انہ : زنانہ، مردانہ، سالانہ، عالمانہ، روزانہ، مستانہ، یارانہ، دوستانہ، جرمانہ، نذرانہ، شکرانہ، عوضانہ، محنتانہ، ہرجانا۔

انی : روحانی، جسمانی، نفسانی، نورانی، طولانی، برفانی، ہندوانی، سیلانی۔

آور : تناور، زور آور، دلاور، حملہ آور، نئہ آور، گرد آور۔

بار : گراں بار، سبک بار، زیر بار، اشک بار، مشک بار، سنگ بار۔

باز : آتش باز، دل لگی باز، اکڑ باز، دغاباز، دھوکے باز، دم باز، بٹیر باز، پتنگ باز، جان باز، شیخی باز، پٹے باز، پھکڑ باز، کھٹے باز، چوسر باز، جلد باز، راست باز، شعبدہ باز، عشق باز، غلیل باز، نشانہ باز، نشہ باز، قلاباز، قمار باز، جوا باز، کبوتر باز، مرغ باز، مقدمہ باز، نخرہ باز، نیزہ باز۔

بان : فیل بان، گاڑی بان، سار بان، رتھوان، شتربان، باغ بان، کشتی بان، دربان، پاسبان، بادبان، میزبان، گریبان، حجربان، نگہبان، سایہ بان۔

بخش : صحت بخش، مسرت بخش، راحت بخش، اللہ بخش، مولا بخش۔

بَر : نامہ بَر، پیامبر، پیغمبر، راہبر، دلبر۔

بو : خوشبو، بدبو، نازبو، کم بو، تیز بو، مشک بو۔

بردار : چلم بردار، بلم بردار، علم بردار، حکم بردار، حقہ بردار، فرماں بردار، جھنڈا بردار۔

بستہ : کمربستہ، پربستہ، دست بستہ، پابستہ، دل بستہ، زبان بستہ۔

بند : آڑبند، آزار بند، بازو بند، ہتھیار بند، پری بند، لنگوٹ بند، تہ بند، دیوبند، تلوار بند، کمر بند، نظر بند، پابند، جگر بند، نک بند، دل بند، دربند، دھوتی بند، سینہ بند، منڈاسا بند، دستار بند، ناکہ بند، نتیجہ بند، چھری بند، نرخ بند، گلوبند، سلسلہ بند، علاقہ بند، فرقہ بند، قلعہ بند، کوچہ بند، کوکھ بند۔

بین : باریک بین، پیش بیں، تماشہ بیں، خود بین، خوردبین، دوربین، نکتہ بین۔

پُرس/پرسی : بازپرس، بارپرسی، مزاج پرس، مزاج پرسی، بیمار پرسی۔

پرست : آتش پرست، بت پرست، حق پرست، خدا پرست، سرپرست، عیش پرست، صورت پرست، سیرت پرست، ظاہر پرست، باطن پرست، قدامت پرست۔

پرور/پروری : بندہ پرور، بندہ پروری، تن پرور، تن پروری، غریب پرور، غریب پروری۔

پسند/پسندی : دل پسند، خود پسند، خود پسندی، عیش پسند، شاہ پسند، مشکل پسند۔

پوش : بسنتی پوش، پلنگ پوش، میز پوش، سرخ پوش، سفید پوش، تخت پوش، عیب پوش، پردہ پوش، نقاب پوش، تاج پوش، شال پوش۔

تر : بہتر، کمتر، مہتر، برتر، خوش تر، بدتر، عمدہ تر۔

تراشں: بت تراش، قلم تراش، سنگ تراش، سخن تراش، طعنہ تراش، حیلہ تراش۔

ترین : کم ترین، بہترین، بدترین۔

جو/جوئی: جنگ جو، جنگ جوئی، چارہ جو، چارہ جوئی، حیلہ جو، حیلہ جوئی، بہانہ جو، بہانہ جوئی۔

چہ : باغیچہ، صندوقچہ، سینچہ، نیچہ، دیگچہ، بیلچہ، غالیچہ، روزنامچہ، کمانچہ۔

چین/چینی: گل چیں، نکتہ چیں، سخن چیں، گل چینی، نکتہ چینی، سخن چینی۔

خانہ : پاگل خانہ، قید خانہ، جیل خانہ، کارخانہ، چھاپہ خانہ، شراب خانہ، پاخانہ۔
بندی خانہ، باورچی خانہ، مے خانہ، توپ خانہ، شفا خانہ، ڈاک خانہ، کبوتر خانہ، خیرات خانہ، دیوان خانہ، بت خانہ، غریب خانہ، غسل خانہ، بھنگڑ خانہ، مرغی خانہ، کتب خانہ، نقار خانہ، مودی خانہ، محتاج خانہ، مسافر خانہ، یتیم خانہ۔

خوار : مردم خوار، نمک خوار، غم خوار، رشوت خوار، خون خوار، شیر خوار، سود خوار۔

خواہ : دم خواہ، خاطر خواہ، خیر خواہ، قرض خواہ، تنخواہ، نیک خواہ، بدخواہ۔

خور : چغل خور، غوطہ خور، حرام خور، حلال خور، آدم خور، غم خور، رشوت خور۔

دار : بل دار، بیل دار، کھڑکدار، پنی دار، پٹی دار، پلے دار، پہرے دار، کھل دار، چمک دار، توڑے دار، تحصیل دار، تھانہ دار، تھوک دار، ٹھیکے دار، گتہ دار، جالی دار، جاندار، جانب دار، جمعدار، جوڑ دار، جوڑی دار، جھالر دار، چھلے دار، چوبدار، چوکی دار، دکاندار، خبر دار، داغ دار، دانہ دار، حیادار، دعوی دار، دفع دار، دلدار، دم دار، دنیا دار، دماغ دار، دیندار، دوست دار، دھاری دار، ضمانت دار، ایمان دار، ذائقہ دار، ذمہ دار، نمبر دار، راہ دار، رسالہ دار، رشتہ دار، رعب دار، رکاب دار، رنگ دار، رسادار، رونق دار، روئی دار، ریشہ دار، زور دار، زمیندار، زہر دار، سایہ دار، سودار، شاخ دار، سوراخ دار، شاندار، امانت دار، صراحی دار، صوبے دار،

ضلع دار، طرح دار، وضع دار، ظرف دار، ظاہر دار، عذر دار، عزت دار، علم دار، عہد دار، عیب دار، فوج دار، قرض دار، قلعہ دار، کارخانہ دار، کام دار، کنارے دار، کرایہ دار، کمان دار، گچھے دار، پھندنے دار، کپھے دار، کنی دار، ٹونٹی دار، دھبے دار، گھیر دار، لاگ دار، دانے دار، لچکدار، لچھے دار، لوچدار، لیس دار، لنگوٹ دار، ماتم دار، مالدار، سرمایہ دار، محراب دار، محلہ دار، مزے دار، تنخواہ دار، مصالحے دار، مکان دار، منت دار، مہماندار، تکیہ دار، میوہ دار، ناکے دار، نام دار، نمکدار، نم دار، نوک دار، نیزہ دار، ہوادار، بٹن دار، پائے دار، پردہ دار، تاب دار، جاگیر دار۔

دان : حساب دان، رمز دان، مزاج دان، نکتہ دان، قدر دان، قانون دان، اردو دان، فارسی دان، قواعد دان، زبان دان، ہمہ دان، نادان۔

معاملہ دان، پاندان، پیک دان، قلم دان، اگالدان، چوہے دان، گٹھر دان، سرمہ دان، سنگار دان، عطر دان، نمک دان، راکھ دان۔

دانی : سرمہ دانی، سنگار دانی، راکھ دانی، چوہے دانی، گوند دانی، ناس دانی،

راں/رانی : حکم راں، کامراں، جہاز راں، حکمرانی، کامرانی، جہاز رانی۔

رساں : چٹھی رساں، خبر رساں، رسد رساں، روزی رساں، سراغ رساں۔

رو/روی : گرم رو، سبک رو، تیز رو، آزاد رو، قلمرو، گرم روی، تیز روی، سلامت روی۔

زادہ : اسیر زادہ، آدمی زادہ، حلال زادہ، حرام زادہ، غریب زادہ، صاحب زادہ، بندہ زادہ، شریف زادہ، شہزادہ، رئیس زادہ، پیر زادہ۔

زن : شمشیر زن، تیغ زن، راہزن، طعنہ زن، خندہ زن، نقب زن، نعرہ زن،

سار : خاکسار، شرم سار، سنگ سار، نمک سار، کوہسار، لوہ سار۔

ساز : قانون ساز، آئینہ ساز، جلد ساز، دعا ساز، دم ساز، رنگ ساز، ورق ساز،

عطر ساز، زمانہ ساز، حیلہ ساز، کارساز، بندوق ساز، طمع ساز جعل ساز، نگینہ ساز، گھڑی ساز، عینک ساز، مرصع ساز۔

ستان : رشوت ستان، گلستان، بوستان، ریگستان، بلوچستان، قبرستان، بہارستان، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، پرستان۔

سرا : نغمہ سرا، مدح سرا، نکتہ سرا، نوحہ سرا، محل سرا، ماتم سرا۔

ش : آرائش، آزمائش، پرستش، پرورش، پیچش، خواہش، سفارش۔

شکن : ہمت شکن، بت شکن، دل شکن، حوصلہ شکن، قانون شکن، توبہ شکن۔

شناس : ادا شناس، رمز شناس، مزاج شناس، حق شناس، خود شناس، موقع شناس، سخن شناس، قدر شناس، روشناس، نبض شناس۔

طلب : آرام طلب، حق طلب، شہرت طلب، غور طلب، مرمت طلب۔

فرما : کرم فرما، عنایت فرما، نوازش فرما، تشریف فرما، جلوہ فرما، کار فرما۔

فروش : حلوہ فروش، تھوک فروش، عصمت فروش، سرفروش، سبزی فروش۔ میوہ فروش، کتب فروش، گل فروش، غلہ فروش، وطن فروش، ایمان فروش۔

فزا : راحت فزا، جاں فزا، مسرت فزا، نور فزا، حیرت فزا۔

فہم/فہمی : ادا فہمی، غلط فہمی، سخن فہمی، کج فہمی، تیز فہمی، بلند فہمی، پست فہم، ادا فہم، کم فہم، تیز فہم، سخن فہم، کج فہم، عام فہم، بلند فہم، نافہم۔

ک : آتشک، گندھک، پیچک، دستک، گزک، ٹھنڈک، کالک، پٹنگ، مردک، ڈھولک، عینک۔

کار/کاری :- آب کاری، پرکاری، بیکاری، بیکار، پیش کار، کاشتکار، کاشتکاری، بدکار، بدکاری، دستکار، دستکاری، ریاکار، ریاکاری، جفاکار، جفاکاری، اصلاح کار، سیہ کار، سرکار، سیہ کاری، تجربہ کار، واقف کار، اہل کار، اہل کاری، امتر کار،

استرکاری، قلم کار، قلم کاری، کھلکار، فریب کار، فریب کاری، مینا کار، میناکاری،
گل کار، گل کاری، ملمع کار، ملمع کاری، بچی کار، ساہوکار، ساہوکاری، حرام کار،
حرام کاری، رضا کار، رضا کاری۔

کدہ : بت کدہ، ماتم کدہ، آتش کدہ، مے کدہ، صنم کدہ، دولت کدہ، خم کدہ۔

کش : آرہ کش، بادہ کش، دلکش، فاقہ کش، محنت کش میکش، جفاکش۔

کشی : آرہ کشی، فاقہ کشی، دلکشی، میکشی، فوج کشی، لشکر کشی، تارکشی، سرکشی۔
جفاکشی، کنارہ کشی، منت کشی، گھیاکشی، تصویرکشی، دم کشی، عرق کشی۔

کُشی : محسن کُشی، خودکُشی، مردم کُشی، گاؤکُشی، بچہ کُشی، نفس کُشی۔

گار/گاری : طلب گار، پرہیز گار، ستم گار، خدمت گار، مدد گار، گناہگار، روزگار، پروردگار،
ریزگاری، ستم گاری، پرہیز گاری، مددگاری، کام گاری، سازگاری۔

گاہ : آرام گاہ، بارگاہ، بندرگاہ، سیرگاہ، چراگاہ، تماشا گاہ، شکار گاہ، عید گاہ۔
کارگاہ، گزرگاہ، تجارت گاہ، شہادت گاہ، طلسم گاہ، خان گاہ۔

گر/گری : بازی گر، بازی گری، کاریگر، کاریگری، زرگر، زرگری، غارت گر، غارت گری،
قلعی گر، قلعی گری، جادوگر، جادوگری، چارہ گر، چارہ گری، رفوگر رفوگری۔

گرد/گردی : آوارہ گرد، آوارہ گردی، کوچہ گرد، کوچہ گردی، نادر گردی، جہاں گردی۔

گری : بادرچی گری، بخشی گری، آیاگری، ماماگری، دایہ گری، گداگری، سپاہ گری۔

گو : حق گو، کم گو، پرگو، داستاں گو، قصہ گو، راست گو، لطیفہ گو، قانون گو۔

گوار/گواری : ناگوار، ناگواری، خوش گوار، خوش گواری۔

گی : دیوانگی، پروانگی، آوارگی، بندگی، زندگی، موجودگی، ہیشگی، خانگی۔

گیر/گیری : بغل گیر، بغل گیری، خبرگیر، دست گیری، دست گیر، دامن گیر، راہگیر، دلگیر،
آتشگیر، عالم گیر، جہاں گیر، ماہی گیر، ماہی گیری، ملک گیر، ملک گیری، گلوگیر۔

م : یکم، دوم، سوم پنجم، ریشم، پشم، مرہم، بیگم۔

مال : پامال، رومال، دست مال، ریگ مال، گوشمال، قیمہ مال۔

مندی/مند : احسان مند، غرض مند، آرزو مند، حاجت مند، عقل مند، دولت مند، رضامند فائدہ مند، ہنر مند، ضرورت مند، عقیدت مند، نیازمند، ہوش مند، احسان مندی غرض مندی، حاجت مندی، دانش مندی، فتح مندی، عقل مندی، درد مندی، رضامندی، سعادت مندی، ہنرمندی، خواہش مندی۔

ناک : غضب ناک، افسوس ناک، دردناک، خوفناک، شرم ناک، خطرناک، ہول ناک

ندہ : آئندہ، باشندہ، جوئندہ، پایندہ، پرندہ، چرندہ، درندہ، شرمندہ، کارندہ۔

نشیں : خاک نشیں، بالانشیں، پردہ نشیں، گوشہ نشیں، تخت نشیں، گدی نشیں۔

نگار/نگاری : نامہ نگار، مضمون نگار، مضمون نگاری، سوانح نگار، واقع نگاری داستان نگار، افسانہ نگار، افسانہ نگاری، ناول نگار، ناول نگاری۔

نما/نمائی : خوشنما، خوشنمائی، بدنما، بدنمائی، رہنما، رہنمائی، خودنما، خودنمائی، رونما قطب نما، گندم نما، تپلون نما، مرغ باد نما۔

نواز : بندہ نواز، بین نواز، ستار نواز، طبلہ نواز، غریب نواز، مہمان نواز، مسافر نواز،

نویس : خوش نویس، اخبار نویس، افسانہ نویس، چٹھی نویس، عرضی نویس، حلیہ نویس۔ پرچہ نویس، تار نویس، کاپی نویس، مضمون نویس، نقشہ نویس۔

وار : ماہوار، خطاوار، قصوروار، ذمہ دار، سوگوار، امیدوار، بزرگوار، سزاوار، ہموار، پیداوار۔

ور : جانور، طاقت ور، سخن ور، قسمت ور، نامور، دانشور، پیشہ ور۔

ہ : دستہ، پایہ، گوشہ، غبارہ، پنج شاخہ، ہفت روزہ، ہفتہ، درہ، آویزہ، استرہ، اندازہ، اندیشہ، انگارہ، بندہ، بوسہ، گزارہ، لرزہ، نامہ، آلودہ،

آموختہ، برآمدہ، برداشتہ، بوسیدہ، پختہ، پسندیدہ، پوشیدہ، سنجیدہ، کشتہ، کشیدہ، مالیدہ، مردہ، ساہوکارہ، زمیندارہ، صرافہ، معشوقہ، زندہ، ملکہ، سلطانہ، مطالعہ، تذکرہ، تجربہ، مراسلہ، مسئلہ، زلزلہ، مقبرہ، مقدمہ۔

ہا : صدہا، ہزارہا، کروڑہا، بارہا۔

یاب/یابی :۔ فتح یاب، فتح یابی، کامیاب، کامیابی، دستیاب، نایاب، کمیاب۔

یات : نظریات، کلیات، کاغذات، فلکیات۔

یار : شہریار، بختیار، ہوشیار، ہتھیار، بھٹیار۔

یت : آدمیت، اصلیت، کیفیت، انسانیت، روحانیت، مقبولیت، شہریت، یکسانیت۔

ین : شوقین، نمکین، شیریں، سنگین، رنگین، زریں، سیمیں، خونیں، مشکیں، عنبریں، بلوریں، آتشیں، پوستین، آستین، کاغذین۔

ینہ : دیرینہ، روزینہ، مہینہ، کمینہ، نرینہ، پشمینہ، آئینہ، پارینہ۔

یہ : قدریہ، جبریہ، نظریہ، مغلیہ، فاطمیہ۔[1]

مرکب الفاظ

یہی معاملہ مرکبات کا ہے۔ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ[2] :۔

" ان افعال کی حیثیت دراصل محاوروں کی سی ہے۔ جو فعل کے دو اجزا سے مل کر بنتے ہیں۔ اور دونوں زبانوں میں بالکل ایک طرح سے استعمال ہونے

---

[1] مولوی وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات، صفحہ ۱۴۸ - ۵۷۔

[2] ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اردو اور ہندی کا لسانی اشتراک، بحوالہ آجکل، نومبر ۱۹۷۳، صفحہ ۲۲۔

ہیں۔ یہ بھی اردو اور ہندی کی مشترکہ خصوصیت ہے کہ مرکب افعال جس کثرت سے ان دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں دنیا کی دوسری زبانوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی"۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں جن کا ایک جز فارسی یا عربی ہے تو دوسرا جز ہندی۔ معنوی حیثیت سے ان مرکبات کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

خالص ہندی لفظوں کے ملاپ سے:۔

آپ بیتی، اکاس بیل، آگ بگولہ، ٹڈی دل، اکاس دیا، اندھیر کھاتہ، تارا منڈل، باگ ڈور، باؤ گولہ، بن مانس، بن بلاؤ، ادھ مری، بن کریلا، بھنور جال، بھنور کلی، بھیٹ بکرا، تاپ تلی، تریا ہٹ، الوپ انجن تریا، چلتر، ٹھگ بدیا، جان جوکھوں، جگت سیٹھ، اندر جال، سیاہی چٹ، جوا چور جل ترنگ، جنم دن، جنم اندھا، جنم روگی، جنم پتری، جنم کنڈلی، جھاڑو تارا، چاندنی رات، چاند گہن، چڑیا گھر، چور کچہری، چھپر کھٹ، دودھ بھائی، دانت گھنگھنی، دل جلا دودھ بہن، دھرم سبھا، دھرم راج، دھوبی گھاٹ، پن چکی، ٹھیکا بھیٹ، دیا سلائی دیس بھائی، ڈاک چوکی، ڈاک گاڑی، راج تلک، کتا گھاس، رام لیلا، رام کہانی، سدا سہاگن، سہاگ پٹارا، چور راستہ، پن گھٹ، کجلی بن، من چلا، سہاگ پڑا، سہاگ رات، سیتا پھل، کام چور، کرن پھول، سورج مکھی، کنٹھ مالا، کھجور چھڑی، گنگا جل، گنگو گھاٹ، گنگو ہتیا، مکھ پان، گھر جنوائی، مور چال، گیدڑ بھبکی، لیکھا بہی، مرگ چھالا، گٹھ پتلی، موتی پاگ، دودھ ماں، مونگ پھلی، ناچ گھر، نین سکھ، بیل گاڑی، بڑ بولا، ہاتھ گاڑی ہاتھی دانت، ہاتھ ادھار، ہٹ دھرمی، بڑگرد، کن رسیا، کن رس، من موجی، نکھ پتی، کچ لہو، مٹیالا سانپ، پھلجھڑی، لم چھڑی، کال کوٹھڑی، بارہ کھمبا، بڑھ بیٹو، لم ٹنگو، مٹھ بولا، مرگ نینا، گھن چکر، کھٹ مٹھا، مٹھ لونا، تل، چاکری، بھلا چنگا، بھول

چوک، دیکھ بھال، بیچ بہتھا، چڑی مار، اڑی مار، تمیس مار، کتے مار، مکھی چوس، ہری چگ، کپڑ چھان، ننگ پیرا، نیبو نچوڑ، نک چڑھا، گھر پھونک، پٹ جھڑ، گھر دوڑ، کایا پلٹ، تانابانا آنکھوں دیکھا (حال) بال باندھا (نشانہ) کان پکڑی (داسی) من مانی، دل گروہ، منہ مانگی (مراد) رس بھری، سر منڈا، مانگ جلی، گھر بسا، بلا چٹ، جگ ہنسائی، کام چلاؤ، کن ٹوپ، کرنی بھرنی، اتار چڑھاؤ، ہتھ کڑی، پلنگ توڑ، لوٹ مار، لین دین، مار پیٹ مار کٹائی، توڑ پھوڑ، بول چال، پلک پٹیا، پن ڈبا، جیب کترا، کنٹھ پھوٹا، کن بندھا، کم تولا، گھس کھد، کھٹ بنا، موچھ مروڑا، دماغ چلا، کمر جھکا، نکٹا، سر کٹا، سر منڈا، قدموں لگی بلا، کان پڑی آواز، کن چھدا، کن کٹا، گل پھولا، پالا پوسا، دیکھا بھالا، لوٹا کھسوٹا، لیا دیا، لیپا پوتا، بھولا بھٹکا، جلا بلا، جلا بھنا، لدا پھندا، ٹوٹا پھوٹا، لگا بندھا، پڑھا گنا، پڑھا لکھا، گیا گزرا، منہ بولتی تصویر، خدا لگتی بات، جیتی جاگتی مورت، چلتی پھرتی ڈھلتی پھرتی چھاؤں، پان کھلائی، سہرا بندھائی، شربت پلائی، ملیامیٹ، دانت گھسائی. گرد جھڑائی، منہ بھرائی، دودھ بڑھائی، منہ دکھائی، شربت پلائی، ہاتھ دھلائی، سر منڈائی ہتھ کٹی، سر پھٹول، آنکھ مچولی، اچھل کود، گدھا لوٹن، چڑیا نوچن، ادھیڑ بن، اکھاڑ پچھاڑ، پکڑ دھکڑ، پوچھ تاچھ، پھیر پھار، تاک جھانک، ادھ سیرا، ٹوٹ پھوٹ، جھاڑ پھونک، سر توڑ چل چلاؤ، چلت پھرت، گل قند، کام کاز، چھان بین، چھیڑ چھاڑ، چیر پھاڑ، دوڑ دھوپ، رکھ رکھاؤ، رگڑا، جھگڑا، روک ٹوک، روک تھام، سوچ بچار، کانٹ چھانٹ، کتر بیونت، مار دھاڑ، ادھ کچرا، اکتارا، کود پھاند، کھیل کود، گھٹا بڑھا، گھس بیٹھ، لاگ لپیٹ، لپک جھپک، چمک دمک، ٹنگ مٹک، لڑائی، بھڑائی، لگائی بجھائی، لوٹ کھسوٹ، گھٹن پڑھت، لگی لپٹی، جلی کٹی، پھیوا ڑا، پھلواڑی، ست نجا، ست ماسا، کھٹمل، ہار جیت، گھر گھساؤ مال مارو، لے بھاگو، پھاڑ کھاؤ، گردوارہ، گر مکھی، گر مکھ، من مکھ، گھبرے، گھنگور، لوہ چون، بڑ نکھا، تل چٹا، بگذٹ، بھڑ بھونجا، بھک منگا، بلمنصات، گدلا، بٹ مار، چھری مار، بھٹرولا

نکیل، ہڑتال، دوسیرا، پنسیرا، کھڑاؤں، بنولی، پھلیل، انگوچھا، ریل پیل، دھکا پیل، چیرپھاڑ، دھما چوکڑی، چوما چاٹی، بل چل، کاگا رولی، کانا پھوسی، کھینچا تانی، مرگا لوچنی، موسلا دھار، بھیڑ چال، ملیا میٹ، شپا شپ، لبالب، رنگا رنگ، سراسر، دما دم، دوا دو، مالا مال، مارا مار، بھاگا بھاگ، بوندا باندی، دھما دھم، دھڑا دھڑ، جھبڑ جھبڑ، پٹرا پٹر، تڑا تڑ، مونہا منہ، دھواں دھوں، چبوا چبو، دیکھا دیکھی، گرما گرمی، دھکم دھکا، تالم تول، لوتم لوٹ، شورا شوری، ٹھیکم ٹھیک، چھوا چھات۔

متفرق مرکبات :-

سیہ باطن، سیاہ دل، شہ زور، شہباز، کوتہ قد، سپہ دار، سپہ سالار، کج کلہ، گناہگار، نگہبان، نگہبان، کہسار، شبرات، شاگرد، شرمندہ، بادام روغن، شکنجبین، مرداسنگ، جوانا مرگ، دغابازی، سراسر، شرما شرمی، نفسا نفسی، قسما قسمی، زور زوری، روا روی، دوا دوی، آب و ہوا، آب و تاب، آب و رنگ، رنگ و بو، پیچ و تاب، کاروبار، کاروباری، بے سروپا، بے سروپائی، بے سروسامان، بے سروسامانی، بندوبست، سرنگوں، سنگساری، دل و جان، پشتارہ، ترش روئی، تنگا ترشی، سرا پا[1]

فارسی اور ہندی لفظوں کے ملاپ سے :

آسمان، کھونچا، بازار، چودھری، نیک چلن، گلاب جامن، باغ باڑی، بغل گند، کھینچ داماد، نکڑ گدا، گھوڑے سوار، چادر چھپت، جگت استاد، چرخ پوجا، سبزی منڈی، چور دروازہ، ہاتھ چالاک، راج دربار، کوڑھ مغز، من مست، سدا بہار، سدا گلاب، گھر داماد، منھ زور، سفر خرچ، کچالو، میٹھا زہر، نیک چلن، گھن چکر، لم قدا، تھڑ دلا، دل جلا، دل چلا، دماغ چلا، کمر جھکا، کمر توڑ، چہرے دان، گاڑی بان،

---

[1] مولوی وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات، صفحہ ۱۳۱-۲۵۱۔

رتھ بان، گھڑی ساز، سیاہی چوس، پلک دریا، تار گھر گلاب جامن، چور کشتی، گولر کباب۔

عربی فارسی لفظوں کے ملاپ سے:۔ آتش مزاج، پیچ عیب، تار خبر، جیب خرچ، دودھ شریک،

دستخط، زن مرید، شرم حضور، شیش محل، فاقہ مست، فضول خرچ، گاؤ تکیہ، ہر دلعزیز، فیل پا، نیک خصلت، نازک خیال، نازک طبع، نمک حرام، نمک حلال، گراں قدر، گرم مصالحہ، کور باطن، کوتہ نظر، عالی خاندان، شتر غمزہ، سبز قدم، خشک دماغ، تیز دماغ، تنگ حوصلہ، فراخ حوصلہ، بیش قیمت، اہل کار، اہل مادہ، شہر یار، نیک بخت، خوب صورت۔ ۔ بدصورت۔

عربی اور ہندی لفظوں کے ملاپ سے:۔ امام باڑہ، بال صفا، پاؤ مرید، کفر کچہری،

عجائب گھر، جیب گھڑی، شعر چور، مضمون چور، پنچ فیصلہ، جوت جمع، پیسہ اخبار، چور محل، جیب کترا، دودھ شریک، عمر پٹہ، کافر کڑتی، کفن چور، گل تکیہ، ملکہ مسور، موتی محل، موتی مسجد، نقدی چیٹھا، عید ملاپ، جلسے، بقر عید، کفن کھسوٹ، وغیرہ

عربی فارسی لفظوں کے ملاپ سے متفرق:۔ شب چراغ، زبان دراز، کاہل وجود، پاک دامن

آب نائے، خاک نائے، زبردست، بازار خرچ، نقدی فیصلہ، عالی نسب، خانساماں، خانہ داماد، دست پناہ، شتر سوار، سبکدوش، صاحب جمال، نیک بخت، راہ خرچ، زہر مہرہ، شکر پارہ، سرخاب، تند خو، غریب صورت، گاؤ زبان، شہر پناہ، تنگ دست، گلدم، موم روغن، گل روغن، لطیف مزاج، سینہ زور، مینا بازار، موم جامہ، دراز قد، بقر عید، عالی شان کاہل وجود، جامع مسجد، تکیہ کلام، عالی مزاج، صدر مقام، صاحب ذوق، وعدہ خلاف، عالی ہمت،

صاحب عالم، صاحب اقبال، خیر مقدم، عالی دماغ، صاحب سلامت، عمر قید[1]

محاورے

جس طرح عام لوگ تبادلۂ خیال کی غرض سے معمولی چیزوں کی طرف اشارے کا کام الفاظ سے لیتے ہیں، اس طرح خواص اور اہل زبان اپنی بات کو بہتر سلیقے سے کہنے اور اسلوب بیان میں کشش پیدا کرنے کے لئے دو یا دو سے زیادہ الفاظ کو ملا کر انہیں اپنے غیر موضوع اور مجازی معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ رفتہ رفتہ جب ایسے الفاظ باہم مل جل کر بذات خود ایک مفرد لفظ کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں اور اپنے نئے اور مخصوص معنی میں عوام کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں تو انہیں ادبی اور لسانی اصطلاح میں "محاورہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً بدلنا کے لغوی معنی ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا یا کسی چیز کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل یا تبدیل کر دینا۔ چنانچہ مکان بدلنا، دفتر بدلنا، کپڑے بدلنا، سوتے وقت پہلو بدلنا، کروٹ بدلنا، پرانے کیلنڈر کی جگہ نیا کیلنڈر بدلنا، دروازے اور کھڑکیوں کے پردے بدلنا، پلنگ کی چادر بدلنا وغیرہ میں لفظ "بدلنا" اپنے لغوی اور اصل معنی میں استعمال ہوا ہے۔

لیکن جب ہم "بدلنا" کو بطور محاورہ استعمال کریں گے تو وہ اپنے لغوی اور حقیقی معنی کی بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوگا۔ مثلاً زبان بدلنا۔ وعدہ سے مکر جانا بات بدلنا۔ زبان سے پھر جانا، آنکھیں بدلنا، بے مروت ہو جانا، دل بدلنا، ایمان پر قائم نہ رہنا، پگڑی بدلنا۔ کسی سے بھائی چارہ قائم کرنا۔ کینچلی بدلنا۔ بننا سنورنا، روپ نکھرنا، ہوا بدلنا، قدرے انقلاب آجانا، بھیس بدلنا، اصلیت کو چھپانا، چولا بدلنا۔ روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں داخل ہونا مراد جسمانی موت

---

[1] وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات، صفحہ ۲۲۹-۲۴۲۔

ان سب میں "بدلنا" چونکہ اپنے مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس لئے یہ محاورے کہلائیں گے۔ اسی طرح نو، دو اور گیارہ تین مختلف اعداد ہیں جن پر لغت کا اطلاق الگ الگ طور پر ہوتا ہے مگر ان میں سے کسی کو بھی محاورہ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن جب ان تینوں عددوں کو ایک دوسرے سے ملا کر" نو دو گیارہ ہونا" بولیں گے تو محاورہ کہا جائے گا۔ جس سے معنی بھاگ جانا، فرار ہو جانا، غائب ہو جانا وغیرہ مراد لئے جائیں گے۔ محاوروں میں ایک لازمی شرط یہ ہے کہ بے جوڑ الفاظ کو ملا کر ان سے قیاسی اور من گھڑت معنی پیدا نہیں کئے جا سکتے: جیسے نو دو گیارہ ہونا" کی بجائے نو تین بارہ ہونا یا چھ سات تیرہ ہونا وغیرہ بولیں گے تو چونکہ یہ اہل زبان کی کسوٹی پر پورا نہیں اترے گا، اس لئے بے معنی اور مہمل ہوگا۔ چنانچہ محاورے کا اہل زبان کی کسوٹی پر پورا اترنا لازمی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ہندی کی نسبت اردو زبان محاوروں کی دولت سے زیادہ مالا مال ہے پھر بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں محاورے ایسے ہیں جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں مشترکہ طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً۔

محاورے	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔
آبنتا	مصیبت پڑ جانا۔
آپھنسنا	فریب میں آجانا
آڑے آنا	مصیبت میں مدد کرنا
آڑ لگانا	رخنہ ڈالنا، رکاوٹ پیدا کرنا۔
آڑے ہاتھوں لینا۔	خوب لتاڑنا۔
آس باندھنا	امید لگانا۔

محاورے	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔
آس تکنا	اُمید کرنا
آس توڑنا	نا امید ہو جانا
آس چھوٹنا	مایوس ہو جانا
آسرا دینا	مدد کرنا۔
ارمان نکالنا	دل کا شوق پورا کرنا۔
ارمان رہ جانا	دل کی تمنا دل میں رہ جانا
اکھاڑا جمنا	کھلاڑیوں کا جمع ہونا۔
اندھیر مچانا	ظلم و تشدد کرنا۔
اوکھلی میں سر دینا	جان بوجھ کر خطرے میں پڑنا
ایک نہ ماننا۔	کسی کی نہ سننا۔
اینٹ سے اینٹ بجانا	تباہ اور برباد کر دینا۔
بات آنا	الزام آنا۔
بات بدلنا	زبان سے پھر جانا۔
بات بڑھانا	جھگڑے کو طول دینا۔
بات بگاڑنا	بنے بنائے کام کو خراب کر دینا۔
بات بنانا	کام کو راستے پر لے آنا۔
بات پکی کرنا۔	پکا وعدہ کرنا۔
بات پوچھنا	متوجہ ہونا۔
بات ٹالنا	اصل بات کا جواب نہ دینا
بات کا بتنگڑا بنانا	کسی بات کو بڑھا چڑھا کر کہنا۔

محاورے	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔
بات کاٹنا	کسی کی بات میں دخل دینا
بات میں بات نکالنا	باریکیاں نکالنا۔ نکتہ چینی کرنا۔
باز آنا	رک جانا۔
بازار چڑھنا	مہنگائی ہو جانا۔
بازار گرنا	چیزوں کا سستا ہونا۔
بخار نکالنا	غصہ اتارنا۔
بل کھانا	غصہ میں پیچ و تاب کھانا۔
بل نکالنا	سیدھا کر دینا۔
بول بالا ہونا	بہت مقبول ہونا۔
بھاڑ جھونکنا	ذلیل کام کرنا۔
بھڑاس نکالنا	کسی کو کوس کر غصہ اتارنا۔
پٹی پڑھانا	بہکانا۔
پروان چڑھنا	کمال کو پہنچنا۔
پہاڑ ٹوٹ پڑنا۔	سخت مصیبت آجانا۔
پھوٹ ڈالنا	نااتفاقی اور دشمنی پیدا کرنا۔
تاؤ کھانا	غصے میں لال پیلا ہونا۔
ترس کھانا	رحم آجانا
ٹسوے بہانا	جھوٹا رونا رونا۔
ٹکا سا جواب دینا	کورا اور صاف انکار کر دینا۔
ٹھکانے لگانا	انجام کو پہنچانا۔

معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔	محاورے
نقصان اٹھانا۔	ٹھوکر کھانا
صدمہ پہنچنا	ٹھیس لگنا
مکروفریب سے کام لینا۔	جال بچھانا
اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا۔	جان پر کھیلنا
جان کا خطرے میں ہونا۔	جان پر بننا
"	جان کے لالے پڑنا
دق اور پریشان کرنا۔	جان کھانا
راحت اور خوشی حاصل ہونا۔	جان میں جان آنا
حسد سے کڑھنا۔	جل جانا
پے در پے جھوٹ بولنا۔	جھوٹ کے پل باندھنا
ہنسی مذاق کی بات کرنا۔	چٹکلا چھوڑنا
بری عادت لگنا۔	چسکا پڑنا۔
نقصان پہنچانا	چونا لگانا۔
گھیرے میں لے لینا	چھاپہ مارنا
فرض پورا کرنا۔	حق ادا کرنا
تباہ و برباد کرنا۔	خاک میں ملانا
جھوٹی اور غلط بات مشہور کرنا۔	افواہ اڑانا
ڈر لگنا۔	خوف کھانا
ہر وقت یاد کرنا۔	دم بھرنا
سانس رکنا	دم گھٹنا
حقے کا کش لگانا۔	دم لگانا

محاورے	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں
دم لینا	آرام کرنا۔
دم نکلنا	جان فنا ہونا۔
دن گننا	انتظار کرنا۔
دہائی دینا	چیخ و پکار، فریاد کرنا
دھجیاں اڑانا	ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔
ڈنڈی مارنا	کم تولنا۔
ڈنکے کی چوٹ پر کہنا	کھلے عام کہنا، منادی کرانا۔
ڈورے ڈالنا	محبت کے جال میں پھنسانا۔
ڈھینگ مارنا	شیخی بگھارنا۔
راس نہ آنا۔	سازگار نہ ہونا۔
رٹ لگانا	بار بار کہے جانا، اصرار کرنا۔
رنگ بدلنا۔	وضع تبدیل کرنا۔
رنگ پھیکا پڑنا	اداس ہو جانا۔
رنگ جمانا	اثر و رسوخ پیدا کرنا۔
رنگ رلیاں منانا	خوب عیش و عشرت سے دن گزارنا۔
رنگ زرد ہونا	مارے ڈر کے رنگ پیلا پڑ جانا۔
رنگ فق ہونا	منہ اڑ جانا، چہرہ اتر جانا۔
روپ بھرنا	سوانگ رچانا۔
رونگٹے کھڑے ہونا۔	بے حد خوف زدہ ہو جانا۔
روک تھام کرنا	روکنے کا بندوبست کرنا۔

معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔	محاورے
ناکام ہو جانا۔	رہ جانا
اختیار میں ہونا۔	زور چلنا
بہت شرم محسوس کرنا۔	زمین میں گڑ جانا
مدد میں شامل رہنا۔	ساتھ دینا
مدد نہ کرنا۔	ساتھ چھوڑنا۔
کوئی مخصوص رنگ اختیار کر لینا	سانچے میں ڈھلنا
صحت کا اثر ہونا۔	سایہ پڑنا
ظلم کرنا۔	ستم ڈھانا
چپکے چپکے رونا۔	سسکیاں بھرنا
بے حد کمزور ہونا۔	سوکھ کر کانٹا ہونا۔
پھانسی کے تختے پر لٹکانا۔	سولی پر چڑھانا۔
کوئی ذریعہ تلاش کرنا۔	سہارا ڈھونڈنا۔
بیوہ ہو جانا۔	سہاگ اترنا
برے دن آنا۔	شامت آنا
رعب جمانا۔	شان دکھانا
بھکانا بھڑکانا۔	شہہ دینا
اپنی تعریفیں کرنا۔	شیخی بگھارنا
بالکل صفایا کر دینا۔	صفاچٹ کرنا
گالیاں بکنا۔	صلواتیں سنانا
بھول جانا۔	طاق پر رکھنا

محاورہ	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں۔
طبیعت سنبھلنا	بیمار کا اچھا ہونا۔
طبیعت مچلنا	شرارت پر اترنا۔
طعنے دینا	بولی مارنا۔
طومار باندھنا	بے حد جھوٹ بولنا۔
طے کرنا	فیصلہ کرنا، ختم کرنا۔
غبار نکالنا	غصہ نکالنا، دشمنی نکالنا۔
غنیمت سمجھنا	مفت کا مال سمجھنا۔
فتور آنا	خرابی پیدا ہونا۔
فرار ہونا	بھاگ جانا۔
فرق پڑنا	پہلی سی بات نہ رہنا۔
فرمائش کرنا	تمنا ظاہر کرنا۔
فریب کھانا	دھوکے میں آجانا۔
قانون بگھارنا / چھانٹنا	بے کار کی حجت کرنا۔
قسم توڑنا	وعدے کے خلاف کام کرنا۔
قسم کھانا	وعدہ کرنا۔
قلعی کھل جانا	عیبوں کا ظاہر ہو جانا، بھید کھل جانا۔
قلم پھیرنا	لکھے ہوئے کو کاٹ دینا۔
قلم توڑنا	لاجواب چیز لکھنا۔
قلم لگانا	پودے کی شاخ کاٹ کر دوسری جگہ لگانا۔
کال پڑنا	کمی واقع ہونا۔

معنی جو مراد لئے جاتے ہیں	محاورہ
کام رک جانا۔	کام اٹکنا
کسی چیز کا انتظام کرنا۔	کام چلانا
استعمال کرنا۔	کام میں لانا
برائی چاہنا، رکاوٹ ڈالنا۔	کانٹے بونا
کسی چیز کو یکسر بدل دینا۔	کایا پلٹ دینا
بے حد پٹائی کرنا۔	کچومر نکالنا
حالت کا یکسر بدل جانا۔	کچھ سے کچھ ہونا
نادان ہونا۔	کچی گولیاں کھیلنا
بہت سستا ہونا۔	کوڑیوں کے مول بکنا
کام خراب کرنا۔	کھیل بگاڑنا
برا حال کرنا۔	گت بنانا
عیش کرنا۔	گل چھرے اڑانا
بجھا دینا۔	گُل کرنا
نئی بات چھوڑنا۔	گل کھلانا
حیران رہ جانا۔	گم صم رہ جانا
تعریفیں کرنا۔	گن گانا
موقع کی تاک میں رہنا	گھات میں رہنا
شادی کر لینا۔	گھر بسانا
گرہستی چلانے کے لئے ضروریات زندگی کا انتظام کرنا۔	گھر چلانا

محاورہ	معنی جو مراد لئے جاتے ہیں
لڑائی مول لینا	خواہ مخواہ لڑنا
لکیر پیٹنا	بے وقت افسوس کرنا
لکیر کا فقیر ہونا	پرانی رسموں کا پابند ہونا۔
لگانا بجھانا	فتنے برپا کرنا
لگا رہنا	مشغول رہنا
لہو لہان ہونا	خون میں لتھ پتھ ہونا۔
لے اڑنا	کسی بات کو بھڑکانا
لینے کے دینے پڑنا	نفع کی بجائے نقصان اٹھانا۔
مال مارنا	چوری سے ہاتھ لگنا۔
مالامال ہونا	بہت دولت مند ہونا۔
مٹی پلید کرنا	رسوا کرنا۔
مٹی میں ملانا	بے کار کرنا
مٹی ٹھکانے لگانا	مردے کی آخری رسم ادا کرنا۔
مٹی دینا	کسی مردے کی قبر پر مٹھی بھر مٹی ڈالنا۔
مراد مانگنا	امیدیں پوری ہونے کے لئے دعا مانگنا۔
موم کرنا	سخت دل آدمی کو نرم کرنا
موتی پرونا	کسی کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینا۔
میل کھانا	موافق ہونا۔
نام پانا	شہرت حاصل ہو جانا
ہوا دینا	بھڑکانا۔

ہوا ہو جانا — بھاگ جانا۔

غرض اسی طرح کے سینکڑوں محاورے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں برابر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ان محاوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے بلکہ ان کی نوعیتیں بھی گوناگوں ہیں۔ نوعیتوں کے اعتبار سے پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے محاوروں کی حیوانی، اعضائی، بناتاتی، خورد و نوشی، پوشاکی، موسمی فلکیاتی، عددی، رزم و بزم سے متعلق، نفسیاتی، آبی قسموں کی تقسیم کی طرف اشارہ کیا ہے[1] اس تقسیم کے مطابق بھی اگر ہم روزمرہ استعمال ہونے والے محاوروں کا جائزہ لیں تو بے شمار محاورے ایسے ملیں گے جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں اس خوبی سے استعمال ہوتے ہیں کہ ان پر کسی ایک زبان کی اجارہ داری کا گمان تک نہیں ہوتا۔ نمونہ کے طور پر ایسے محاوروں کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

اعضائی محاورے — ایسے محاورے جن میں جسم کے کسی حصہ کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے لیکن اپنے مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے:

آنکھ اٹھا کر دیکھنا	نظر بھر کر دیکھنا
آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا	بے پروائی کرنا
آنکھ آنا	آنکھ میں درد ہونا
آنکھ بھر آنا	آنسو آجانا۔
آنکھ بچا کے آنا	چوری چھپے آنا۔
آنکھ بدلنا	بے مروت ہونا۔
آنکھیں پھیرنا	توجہ اٹھا لینا

---

[1] پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، کیفیہ، باب ۱۰، صفحہ ۱۷۹-۱۹۱۔

آنکھیں کھلنا	غفلت چھوڑ کر ہوش میں آنا
آنکھیں لال ہونا	غصے میں ہونا۔
آنکھ لگ جانا	نیند آجانا۔
آنکھ مارنا	اشارہ کرنا۔
آنکھوں میں سمانا/بسنا	بے حد مروت ہونا۔
آنکھوں سے گرنا/آنکھوں میں کھٹکنا	نفرت ہو جانا۔
آنکھیں نیچی کر لینا	شرمندہ ہو جانا۔
آنکھوں پر پٹی باندھ لینا	جان بوجھ کر غافل اور بے خبر بنے رہنا۔
آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لینا	" " "
آنکھوں سے اوجھل ہونا	بہت دور چلے جانا۔
آنکھوں سے پردہ اٹھ جانا	حقیقت سے آشنا ہو جانا
آنکھوں سے لگانا۔	بہت عزت دینا۔
آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جانا	رنج و غم کے بوجھ سے کچھ سجھائی نہ دینا۔
آنکھوں کے آگے پھر جانا	تصور میں چلے آنا۔
آنکھوں سے نیل ڈھلنا	مرنے کے قریب ہونا۔
آنکھوں کو رو بیٹھنا	اندھا ہو جانا۔
آنکھوں میں دھول جھونکنا	دھوکا اور فریب دینا۔
آنکھوں میں رات کاٹنا	انتظار میں رات کاٹ دینا۔
آنکھوں میں سرسوں پھولنا	کسی چیز کے نشے میں ہونا/حسد یا رشک سے دیکھنا۔
آنکھوں میں تراوت آنا	چین یا آرام محسوس کرنا۔

آنکھ بگڑنا	آنکھ کی روشنی جاتی رہنا۔
آنکھ بیٹھ جانا	بینائی جاتی رہنا
آنکھیں بند ہونا	دنیا سے گزر جانا
آنکھ بنوانا	آنکھ کا آپریشن کروانا
آنکھ پھڑکنا	آنکھ کا خود بخود متحرک ہونا (کسی عزیز سے ملاقات کی نشانی)
آنکھیں ٹیڑھی کرنا	بے رخی اور بے وفائی کرنا۔
آنکھ لڑ جانا	محبت ہو جانا۔
آنکھ جمنا	بہت جاذب نظر ہونا۔
آنکھ جھپکتے ہی / آنکھ جھپکنے میں	بہت ہی تیزی سے۔
آنکھیں چرانا	بچ کر نکل جانا۔
آنکھیں چرا کر دیکھنا	کن انکھیوں سے دیکھنا۔
آنکھیں دکھانا	غصے سے گھور کر دیکھنا۔
آنکھیں مٹکانا / نچانا	شوخی سے پلکوں کا نچانا۔
آنکھ سے آنکھ ملانا	سامنے آنا، ملاقات ہونا۔
آنکھ سے دور ہو جانا	نظروں کے سامنے سے ہٹ جانا۔
آنکھ سے گر جانا	ذلیل و خوار ہو جانا۔
آنکھیں سینکنا	حسینوں کی طرف گھور گھور کر دیکھنا۔
آنکھوں کا پانی ڈھلنا	بے شرمی اختیار کرنا۔
آنکھوں کا تارا ہونا	بہت ہی پیارا ہونا۔
آنکھوں کا کاجل چرانا	بے حد مکار اور عیار ہونا۔

آنکھیں بچھانا	بہت عزت سے پیش آنا۔
آنکھیں پتھرانا	حیرانی سے آنکھیں کھلی رہ جانا۔
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا	شوق یا نفرت سے گھور گھور کر دیکھنا۔
آنکھیں چڑھی ہوئی ہونا۔	نشے یا خمار میں ہونا۔
آنکھیں چھت سے لگنا	مرنے کے قریب ہونا۔
سب کو ایک آنکھ سے دیکھنا	سبھی کو برابر سمجھنا۔
اپنا سا منہ لے کر رہ جانا	شرمندہ ہو جانا۔
اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا	خود اپنا نقصان کرنا۔
اپنے ہاتھوں قبر کھودنا	اپنی موت کا سامان کرنا۔
انگلی اٹھانا	اشارہ کرنا۔
انگلی رکھنا	عیب نکالنا۔
پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔	ہر ایک میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے
انگلیوں پر نچانا	دھوکے میں رکھنا۔
انگوٹھا دکھانا	صاف انکار کر دینا۔
اوندھے منہ گرنا	بری طرح زک اٹھانا
باچھیں کھلنا	خوش ہو جانا۔
تن بدن میں آگ لگنا	بے حد غصے میں ہونا۔
بغل گرم کرنا	پہلو میں بٹھانا۔
بغل گیر ہونا	گلے ملنا۔
بغلیں جھانکنا	لاجواب ہونا۔
بال بال بچنا	صاف بچ جانا۔

بال بال دشمن ہونا	چاروں طرف دشمنوں سے گھرے ہونا۔
بال بال قرض میں جکڑے ہونا	بے حد قرض دار ہونا۔
بال بیکا نہ ہونا	صدمے سے بچ جانا۔
بال دھوپ میں سفید ہونا	ناتجربہ کار ہونا۔
بال کی کھال اتارنا	نکتہ چینی کرنا۔ باریکیاں نکالنا۔
بال کھولنا	ماتم کے لئے عورتوں کا بال بکھیرنا۔
پاؤں اٹھنا	چل پڑنا
پاؤں اکھڑنا/ ڈگمگا جانا	شکست کا احساس ہونا۔
پاؤں باہر نکلنا	بدچلن یا آوارہ ہونا۔
پاؤں بھاری ہونا	عورت کا حاملہ ہونا۔
پاؤں پڑنا	عزت کے طور پر کسی کے قدم چھونا۔
پاؤں/ قدم جمنا	مضبوطی اور پائیداری اختیار کرنا۔
پاؤں دھو دھو کر پینا	عقیدت کا اظہار کرنا۔
پاؤں زمین پر نہ پڑنا	خوشی یا غرور سے بھاگے بھاگے پھرنا۔
پاؤں میں بیڑی پڑنا	شادی ہو جانا، بال بچوں کی پرورش کی ذمہ داری پڑ جانا۔
پاؤں میں چکر ہونا	ہمیشہ گھومتے رہنا۔
پتا پانی ہونا	امنگ ختم ہو جانا۔
پیٹھ دکھانا	بھاگ نکلنا
پنجوں کے بل چلنا	غرور سے چلنا۔
پنڈ چھوٹنا	پیچھا چھوٹنا۔

پھونک پھونک کر قدم رکھنا	سنبھل سنبھل کر چلنا۔
پیٹ میں بل پڑنا	بہت زیادہ ہنسنا
پیٹ پالنا	گذر اوقات کرنا۔
پیٹ کا ہلکا	راز کو نہ چھپا سکنے والا
پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا/ پیٹھ تھپکنا۔	شاباش دینا۔
پیٹھ پر ہونا۔	حمایت کرنا۔
پیٹھ لگانا	شکست دینا۔
تلوے چاٹنا	خوشامد کرنا۔
جھوٹے منہ پوچھنا	ظاہر داری سے تسلی دینا۔
جی آنا	مائل ہونا۔
جی اٹھ جانا/ جی اچاٹ ہونا	دل برداشتہ ہو جانا
جی اکتانا/ جی بھر آنا	" " "
جی بیٹھ جانا/ جی ہٹ جانا۔	" " "
جی بہلانا	دل خوش کرنا
جی ترسنا	آرزومند ہونا۔
جی جلانا	کلپانا، غم میں کڑھنا۔
جی چھوڑنا	مایوس ہو جانا۔
جی متلانا	قے کی تحریک ہونا۔
جی میں آنا	دل میں خیال آنا۔
جی ہارنا	ہمت ہارنا۔
جی لگنا	لطف محسوس ہونا۔

چھاتی سے لگانا	پیار سے گلے لگانا۔
چھاتی پر مونگ دلنا	حسد کے سامان پیدا کرنا۔
چہرہ اتر آنا	پژمردگی چھانا
چہرہ بگاڑنا	مار مار کر بدصورت بنادینا۔
چہرہ جھلس جانا	دھوپ کی تیزی سے رنگ کالا پڑنا۔
چہرہ چمکنا	منہ پر رونق آجانا
چہرہ زرد ہونا	بیماری یا بھوک سے منہ پیلا پڑنا۔
حاتم کی قبر پر لات مارنا	غریبی میں بھی سخاوت کرنا۔
دانت کھٹے کرنا	شکست دینا۔
دانتوں میں انگلی دبانا۔	افسوس کا اظہار کرنا
درد سر لینا	پاپ خریدنا۔
دل باغ باغ ہونا	بہت خوش ہونا۔
دل ٹوٹنا/توڑنا	مایوس ہونا، ناامید ہونا۔
دل دے بیٹھنا	محبت ہو جانا۔
دل لگی کرنا	مذاق کرنا۔
دل میں سمانا	بہت پیارا ہونا، کسی بات کی دھن ہونا۔
دماغ چاٹنا	پریشان کرنا۔
زبان بدلنا	وعدے سے مکر جانا۔
زبان بند کرنا	چپ کرا دینا۔
زبان پر لانا	ظاہر کر دینا۔
زبان چلانا۔	بدکلامی کرنا۔

زبان دینا	وعدہ کرنا۔
سانس پھولنا	دم چڑھنا۔
سر اٹھانا	بغاوت پھیلانا / شور شرابا کرنا۔
سر ٹیکنا	منت سماجت کرنا۔
سر پر آپڑنا	ذمے داری عائد ہونا۔
سر پر آپہنچنا	بہت قریب ہونا۔
سر پر موت کھیلنا	شامت آنا، برے دن آنا۔
سر آنکھوں پر بٹھانا	بہت عزت کرنا۔
سر پر چڑھانا	حد سے زیادہ کھل کھیل دینا۔
سر پر خاک ڈالنا	ماتم کرنا۔
سر پر ہاتھ پھیرنا	پیار کرنا نصیحت کرنا
سر پھرنا	دماغ میں خلل ہونا۔
سر پھوڑنا / سر توڑ کوشش کرنا	بے حد کوشش کرنا۔
سر پھیرنا	منع کر دینا۔
سر جوڑنا	رشتہ گانٹھنا
سر جوڑ کر بیٹھنا	مل جل کر رہنا۔
سر جھکانا	بات مان جانا۔
سر دھننا	مستی میں سر ہلانا۔
سر دینا	جان قربان کرنا
سر کھانا	بکواس سے تنگ کر دینا
سر کھپانا	بے حد مصروف ہونا۔

سر کے بل جانا	عقیدت سے جانا۔
سر مونڈنا	فریب سے کسی کو لوٹ لینا
سر منڈوانا	خود کسی کے دھوکے میں آجانا۔
سر نہ اٹھانا	شرم سے سر جھکا لینا
سر ہونا	پیچھے پڑ جانا۔
سینہ کوٹنا	ماتم کرنا۔
سینہ پر پتھر رکھنا	صبر شکر کر لینا۔
شانے سے شانہ چھلنا	بہت بھیڑ ہونا۔
شانے سے شانہ ملاکر چلنا	مل کر اتفاق سے کام کرنا۔
کان بھرنا	بھڑکانا، لگائی بجھائی کرنا۔
کان پر جوں نہ رینگنا	ذرا بھی پرواہ نہ کرنا۔
کان پکڑنا	توبہ کرنا۔
کان دھرنا	توجہ سے سننا
کان کاٹنا/کترنا	بہت چالاکی کرنا۔
کان کھڑے ہونا	ہوشیار ہو جانا۔
کان لگانا	چوری سے سننا۔
کان میں کڑوا تیل ڈالنا	سن کر بھی خاموش رہنا۔
کان میں کہنا	راز کی بات بتانا۔
کندھا دینا	جنازے کو اٹھانے میں شریک ہونا۔
کفن سر سے باندھنا۔	مرنے کے لئے تیار رہنا۔
کلیجہ ٹھنڈا ہونا	راحت محسوس ہونا۔

کلیجہ جلانا	دل دکھی کرنا
کلیجہ چھلنی ہونا	غموں کا تانتا لگ جانا
کلیجے پر سانپ لوٹنا	حسد یا رشک سے بے چین ہو اٹھنا
کلیجے سے لگانا	پیار سے گلے لگانا۔
کلیجہ تھام کر رہ جانا	دل مسوس کر رہ جانا۔ تڑپتے رہ جانا۔
کلیجہ پکڑ کر رہ جانا۔	تڑپ کر رہ جانا۔
کلیجہ پھٹ جانا	سخت صدمہ ہونا۔
کلیجہ منہ کو آنا	دل کا بہت دکھی ہونا۔
کمر باندھنا	سفر کی تیاری کرنا۔
کمر ٹوٹ جانا	سخت صدمہ ہونا۔ مایوس ہو جانا۔
کمر سیدھی کرنا	قدرے آرام کرنا۔
کمر کس لینا	کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لینا۔
کمر لچکانا	ناز سے چلنا۔
گال پھلانا	ناراض ہونا۔
گلا پھاڑنا	چلا چلا کر پکارنا۔
گلا بیٹھ جانا	آواز کا بھاری ہونا۔
گلا دبانا/ گھونٹنا	سخت تقاضا کرنا
گلے پڑنا	خواہ مخواہ سر ہونا۔
گلے کا ہار ہونا	ہر وقت پیچھے لگے رہنا۔
گلے ملنا	صلح ہو جانا۔
گلے پڑا ڈھول بجانا	زبردستی کی ذمہ داری نبھانا۔

گھٹنوں کے بل چلنا	بچپن میں ہونا۔
لات مارنا	نفرت کا اظہار کرنا ٹھکرا دینا۔
لب کھولنا	بات شروع کرنا۔
جان لبوں پر آنا	مرنے کے قریب ہونا۔
ماتھا رگڑنا	عاجزی کا اظہار کرنا۔
مٹھی میں آنا	قابو میں آنا۔
مٹھی گرم کرنا	رشوت دینا
مسیں بھیگنا	جوانی کی عمر کی شروعات۔
مفت ہاتھ آنا	بغیر کسی کوشش کے حاصل ہو جانا۔
منہ آنا	منہ میں چھالے پڑ جانا۔
منہ بنا لینا/منہ بگاڑنا	خفگی ظاہر کرنا۔
منہ بند کرنا۔	چپ کرا دینا۔
منہ بھر دینا	رشوت دے کر چپ کرا دینا
منہ پر مہر لگ جانا	خاموش ہو جانا۔
منہ کھلانا	غصہ میں بڑبڑانا۔
منہ پھیر دینا/ موڑ دینا	لاجواب کر دینا۔
منہ پھیر لینا۔	بے رخی اختیار کر لینا
منہ تکتے رہ جانا	حیران دیکھتے رہ جانا
منہ توڑ جواب دینا	ترکی بہ ترکی جواب دینا۔
منہ چڑانا۔	نفرت سے کسی کی نقل کرنا۔
منہ لگانا۔	زیادہ کھل کھیل دینا۔

منہ چھپانا	کترا کر نکل جانا
منہ دکھانا	سامنے آنا
منہ سنبھالنا	بکواس بند کرنا۔
منہ ذرا سا نکل آنا	بہت زیادہ شرمندہ ہو جانا
منہ سے پھول جھڑنا	بہت شیریں گفتار ہونا۔
منہ سی لینا	بالکل خاموشی اختیار کر لینا
منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت	بہت ہی بوڑھا۔
منہ کالا کرنا	برا کام کرنا۔
منہ کالا ہونا	بدنامی ہونا۔
منہ کھل جانا	بدکلام ہو جانا۔
منہ کی کھانا	بری طرح پٹنا یا ہارنا۔
منہ میٹھا کرنا	خوشی میں مٹھائی کھلانا۔
منہ میں پانی بھر آنا	جی للچانا۔
منہ میں زبان نہ ہونا	بہت کم بولنا یا بالکل جواب نہ دینا۔
ناک اونچی ہونا۔	عزت بڑھ جانا۔
ناک بھوں چڑھانا	تیوری چڑھا لینا
ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینا	شرمندہ احسان نہ ہونا۔
ناک چنے چبوانا	بے حد تنگ کرنا۔
ناک کٹ جانا	بہت رسوا ہونا۔
ناک میں دم آنا	تنگ آ جانا۔
ہاتھ اٹھا لینا	چھوڑ دینا۔

محاورہ	معنی
ہاتھ اٹھانا / اٹھنا	کسی پر وار کرنا۔
ہاتھ آنا / لگنا	قابو میں آنا
ہاتھ بٹانا	مدد کرنا، شریک ہونا۔
ہاتھ پاؤں پڑنا	منت سماجت کرنا۔
ہاتھ پاؤں پھولنا	گھبرا جانا۔
ہاتھ پاؤں مارنا	سر توڑ کوشش کرنا۔
ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا	نکما اور بے کار بیٹھے رہنا۔
ہاتھ پھیلانا	کچھ مانگنا
ہاتھ جوڑنا	بے بسی میں گڑگڑانا۔
ہاتھ چھوٹا پڑنا	عارضی طور پر ہاتھ کی تیں ڈھیلی پڑ جانا۔
ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنا	درپے آزار ہو جانا۔
ہاتھ دکھانا	بہادری دکھانا۔
ہاتھ پاؤں رہ جانا	بوڑھے اور کمزور ہو جانا۔
ہاتھ صاف کرنا	مال اڑا لے جانا۔
ہتھے چڑھنا	قابو میں آجانا۔
ہتھیلی پر سرسوں جمانا	فوراً کام کر دکھانا۔

حیوانی محاورے

ایسے محاورے جن میں کسی حیوان یا اس کے خواص کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہو کہ وہ اپنے ایک الگ مجازی معنی کا حامل ہو۔ مثلاً۔

محاورہ	معنی
آدھا تیتر آدھا بٹیر	دو ان میل چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے۔
اڑتی چڑیا پکڑنا	بے حد چالاک اور ہوشیار ہونا۔

اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے	اپنے گھر پر ہر ایک کی عزت اور رعب ہوتا ہے۔
اپنا الو سیدھا کرنا	اپنا مطلب نکالنا۔
الو بنانا	بے وقوف بنانا۔
الو بولنا	ویران و غیر آباد ہونا۔
الو پھنسانا	فریب دے کر کسی ہیں گرنا۔
الو کی دم فاختہ	بے تکی بات کرنا۔
باگ اٹھانا	گھوڑا دوڑانا۔
باگ کھینچنا/روکنا	گھوڑا ٹھہرانا۔
باگ ہاتھ سے چھوٹ جانا	بے قابو ہو جانا۔
بگٹٹ دوڑنا	بے تحاشا دوڑنا۔ ایسے دوڑنا جیسے گھوڑا باگ تڑا کر دوڑتا ہے۔
بھیڑ چال	لوگوں کی دیکھا دیکھی کام کرنا۔
کسی کا پروانہ ہونا	کسی کا متوالا ہونا۔ کسی سے محبت ہو جانا۔
بے پر کی اڑانا۔	بے بنیاد باتیں کرنا۔
پر پرزے نکالنا/پر لگنا	ہوشیار ہو جانا، ہوش سنبھالنا۔
پر تولنا	اڑنے کی تیاری کرنا۔
پر جلنا/باندھنا	طاقت نہ رہنا/بے بس کر دینا۔
جوں کی چال	بہت ہی سست رفتار۔
چوکڑی بھرنا	ہرن کا اچھلنا، کودنا، بھاگنا۔
چوکڑی بھولنا	دھینگا مشتی کرنا۔
دھما چوکڑی مچانا	دھینگا مشتی کرنا۔

چڑیا کا دودھ	بہت ہی نایاب چیز
دم دبا کر بھاگنا	مقابلے میں ہار کر بھاگ جانا۔
سانپ سونگھ جانا	بالکل چپ ہو جانا۔
سرخاب کے پر لگنا	انوکھی یا عجیب بات کا حامل ہونا۔
سونے کی چڑیا	بہت موٹی آسامی۔
طوطی بولنا	کسی فن میں یکتا ہونا۔
عنقا ہونا	کمیاب ہو جانا۔
کینچلی بدلنا	بننا سنورنا، روپ نکھارنا۔
کان کھڑے کر لینا	خبردار ہو جانا، ہوشیار ہو جانا۔
گھن لگ جانا	لا علاج مرض میں مبتلا ہو جانا۔
ہرن ہو جانا	بھاگ جانا۔
ہاتھوں کے طوطے اڑنا	بھوچکا رہ جانا۔
مکھیاں مارنا	بے کار بیٹھے رہنا۔
مکھی کی مکھی مارنا	ہو بہو اصل کے مطابق نقل کرنا۔
شتر غمزے	بھدے نخرے
ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں	چھوٹے ہمیشہ بڑوں کا ساتھ دیتے ہیں۔
طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لینا	نہایت بیوفائی اور بے رخی اختیار کر لینا۔
گھڑ موہنا	لمبے منہ والا شخص۔
لم ٹنگا / لم ڈھنگ	لمبی ٹانگوں والا آدمی۔
بھیگی بلی بننا	مسکین شکل بنا لینا
بھیگی بلی بتانا	ٹال مٹول کرنا۔

آگا شیر کا پیچھا گیدڑ کا	حملہ کرنے کے لئے ہوشیار لیکن مقابلے کی تاب نہ ہونا۔
گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا	ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔
گیدڑ بھبکی / بندر بھبکی	خالی دھمکیاں دینا۔
ہماری بلی ہمیں سے میاؤں	ہمارے ہی پروردہ اور ہمیں پر رعب
کتے کی دم	راہ راست پر نہ آنے والا
کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا	کسی کے احسان کی قدر نہ کرنا۔
کتے کا کتا بیری	ایک ہی پیشے کے لوگوں میں اکثر دشمنی
اونٹ کے منہ میں زیرہ	ضرورت سے کہیں کم۔
ایک پر کے سو کوے بنانا	بے حد مبالغہ سے بات کرنا۔
بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا۔	پارسا کے بھیس میں ظالم۔
گھوڑا پھیرنا / سدھانا	گھوڑے کو سکھا کر سواری کے قابل بنانا۔
گھوڑا چڑھانا۔	بندوق کی چاپ کو بندوق چھوڑنے کے لئے چڑھانا۔
گھوڑی چڑھنا۔	شادی کے موقع پر دولہا کا گھوڑی پر سوار ہونا۔
گھوڑیاں گاتا	لڑکے کی شادی کے موقع پر عورتوں کا گیت گانا۔
گدھا پن	حماقت بے وقوفی۔
گدھوں کے ہل چلوا دینا	تباہ و برباد کر دینا۔
گدھے پر چڑھانا	ذلیل اور رسوا کرنا، مشتہر کرنا۔

گدھے پر کتابیں لادنا۔	بے وقوف کو علم سکھانا۔
گدھا پیٹنے سے گھوڑا نہیں بنتا۔	مارنے پیٹنے سے کوئی اپنی خو نہیں بدل لیتا۔

پوشاکی محاورے

ایسے محاورے جن کی بنیاد پہننے یا اوڑھنے وغیرہ کی کسی چیز کے نام پر رکھی گئی ہو۔ اعضائی اور حیوانی محاوروں کی مثالیں چونکہ زیادہ طویل ہو گئی ہیں اس لئے آئندہ محض چند مثالوں ہی پر اکتفا کی جائے گی :۔

آستین اٹھانا	کسی کام کے لئے تیار رہنا۔
آستین پکڑنا	کسی کام سے روکنا۔
آستین کا سانپ	ایسا شخص جو اپنا بن کر دشمنی کرے۔
پگڑی اتارنا / اچھالنا	کسی کی بے عزتی کرنا۔
پگڑی سنبھالنا	عزت کا بچاؤ کرنا۔
پگڑی بدلنا	بھائی چارہ قائم کرنا۔
پلے پڑنا	زبردستی ذمے داری عائد ہو جانا۔
جوتیاں سیدھی کرنا۔	کسی بڑے آدمی کی خدمت کرنا۔
جوتیاں کھانا	ذلیل ہونا۔ بے عزتی اٹھانا۔
جوتیوں میں دال بٹنا / جوتم پیزار ہونا۔	آپس میں پھوٹ پڑ جانا۔
چادر تان کر سونا۔	بے کھٹکے زندگی بسر کرنا۔
چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا	آمدنی کے مطابق خرچ کرنا۔
چادر چڑھانا	بزرگوں کی قبر پر کپڑے یا پھولوں کی چادر چڑھانا۔
چوڑیاں پہننا۔	عورتوں کی طرح کسی آدمی کا گھر میں گھسے رہنا۔

چوڑیاں ٹھنڈی کرنا	بیوگی یا ماتم کے موقع پر چوڑیاں توڑ ڈالنا۔
چولی دامن کا ساتھ ہونا	بہت نزدیکی، یا گہرا رشتہ ہونا۔
چولا بدلنا	روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں داخل ہو جانا مراد مر جانا۔
دامن بچا کر نکل جانا	احتیاط سے سنبھل کر مصیبت سے پار ہو جانا۔
دامن تر ہونا۔	برائی یا عیب کی لاگ لگ جانا۔
دامن پکڑنا	روک لینا۔
دامن گیر ہونا	کسی چیز کا دعویدار ہونا۔
عقل پر پردہ پڑ جانا	سمجھ میں پھیر آجانا عقل جاتی رہنا۔
کسی کا جامہ پہننا	اصل سے بہتر ہونیکا بہروپ بھرنا۔
گریبان پکڑنا	سخت تقاضا کرنا
گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا	اپنے ذاتی عیبوں کا خیال کرنا۔
گودڑی کا لال ہونا۔	نہایت ہی ہنرمند کا جاہلوں میں دبے رہنا
پردہ فاش کرنا	بھید کھول دینا۔
نقاب الٹنا/اٹھانا	منہ سے پردہ ہٹا کر حسن کی جھلک دکھانا۔

موسمی محاورے

ایسے محاورے جو موسموں اور ان کی مختلف کیفیتوں سے لئے گئے ہیں۔ مثلاً۔

برس پڑنا	بے حد خفا ہونا، برا بھلا کہنا۔
بہار پر آنا	رونق پر ہونا، عالم جوانی میں ہونا۔
بہار دکھانا	جوبن دکھانا۔
ٹوٹ کے برسنا/موسلا دھار برسنا	شدت سے لگاتار بارش ہونا۔

محاورہ	معنی
جھڑی لگنا	متواتر بارش ہونا۔
چھاجوں مینہ برسنا	بے انتہا بارش ہونا۔
دھوپ میں بال سفید ہونا	عمر کے مطابق ناتجربہ کار ہونا۔
صبح کرنا	رات کاٹنا
صبح شام کرنا	حیلے بہانے کرنا۔
امیدوں پر اوس پڑنا	امیدیں دھری کی دھری رہ جانا۔ امید پوری نہ ہونا۔
اوس سے پیاس نہیں بجھتی	نہایت ہی ناکافی چیز ملنے پر بولتے ہیں۔
آگ برسنا	شدت کی گرمی پڑنا۔
طوفان اٹھانا / برپا کرنا	حشر برپا کرنا، فساد کھڑا کرنا۔
ہوا کا رخ دیکھنا	موقع کی تاک میں رہنا۔
ہوا بتانا	ٹالنا، ٹال مٹول کرنا۔
ہوا بدلنا	انقلاب آجانا۔
ہوا پہچاننا	زمانے کا رخ جاننا
ہوا دینا	بھڑکانا یا بہکانا۔
ہوا ہو جانا	تیزی سے بھاگ نکلنا۔
ہوا سرکنا	جھوٹا ثابت ہونے پر کوئی جواب نہ دے سکنا
کڑاکے کی سردی پڑنا	بہت زوروں کا جاڑا پڑنا۔
بسنت پھولنا۔	سرسوں کے پھولوں کا کھلنا۔
بجلی ٹوٹنا	تباہ و برباد ہو جانا
بجلی کوند جانا	بہت ہی تیزی سے نکل جانا۔

بادل پھٹنا / چھٹنا	بادل کے ٹکڑوں کا بکھر جانا، آسمان صاف ہو جانا۔
دلوں میں بجلیاں بھرنا	خوب جوش اور ولولہ پیدا کر دینا۔
سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔	کسی کام کے شروع کرتے ہی خرابی یا رکاوٹ پیدا ہو جانا۔
جاڑا چڑھنا	خوف سے کانپنا یا بے حد سردی کی وجہ سے کانپنا۔
سدا بہار	جو کبھی نہ مرجھائے۔

خورد و نوشی محاورے

ایسے محاورے جن میں کھانے پینے کی چیزوں کے نام کا ذکر ہو مثلاً۔

تل دھرنے کی جگہ نہ ہونا	جگہ کا بہت تنگ ہونا۔
چبا چبا کر باتیں کرنا	غرور سے باتیں کرنا۔
خار کھانا	حسد کرنا۔
داغ کھانا	صدمہ اٹھانا
دال میں کالا ہونا	شک و شبہ ہونا۔
دال نہ گلنا	نباہ نہ ہونا۔ اتفاق نہ ہونا۔
دانہ پانی اٹھ جانا	جگہ تبدیل کر لینا / یا مر جانا۔
دانہ ڈالنا	لالچ دینا۔
زخموں پر نمک چھڑکنا	ستائے ہوئے کو ستانا۔
سونٹھ کی ناس لینا	خاموشی اختیار کرنا۔
کھچڑی داڑھی	کالی داڑھی میں سفید بال ہونا۔

کھچڑی پکانا	سازش کرنا بات کو بگاڑنا۔
گونگے کو گڑ کھلانا	کچھ دے کر خاموش کر دینا۔
گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا	دنیا کا کافی تجربہ ہونا۔
گھڑوں پانی پڑنا	بہت شرمندہ ہونا۔
گھی کے چراغ جلانا	بہت خوشی منانا۔
گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جانا	گناہگار کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جانا۔
لہو پینا	بے حد دکھی کرنا، جانی دشمن ہونا۔
لہو کے گھونٹ پینا	غصہ ضبط کرنا۔
مرچیں لگنا	بہت ناگوار گزرنا۔
نمک مرچ لگانا	بڑھا چڑھا کر کہنا، مبالغہ سے بات کرنا۔
نمک حلال کرنا	حق ادا کرنا۔
نمک حرام کرنا۔	احسان فراموشی
چونی بھی کہے مجھے گھی سے کھاؤ	برے لوگ بھی چاہیں کہ ہماری تعریف ہو، اپنی اصل کو بھول جانا۔
گپ چپ کی مٹھائی	چوری کا مال۔
تھالی کا بینگن	ایک عقیدے کا قائل نہ ہونا، رکابی مذہب والا۔
دانت کاٹی روٹی ایک ہونا	گہری محبت ہونا۔
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہونا	ذمہ داری پڑنے پر تکلیف کا احساس ہونا۔
چپڑی اور دو دو	من مانی چیز بھی چاہنا اور وہ بھی زیادہ مقدار میں۔

ٹیڑھی کھیر	بہت مشکل کام
دودھ کا سا ابال	عارضی جوش
کھچڑی کھاتے پہونچا اترا	نہایت ہی نازک طبیعت والے کیلئے بولتے ہیں۔

فلکیاتی محاورے

ایسے محاورے جن میں آسمان سے متعلق یا فضائے اعلیٰ کے مظاہر کا بڑا حصہ ہو مثلاً

آسمان پر اڑنا	ڈینگیں مارنا۔
آسمان پر تھوکنا	مغرور ہونا۔
آسمان پر چڑھانا	بے حد تعریف کرنا۔
آسمان پر چڑھا کے اتارنا	عزت دے کر بدنام کر دینا۔
آسمان پر دماغ ہونا	خود پسند اور مغرور ہونا۔
آسمان ٹوٹ پڑنا	سخت مصیبت آپڑنا۔
آسمان سر پر اٹھا	بہت شور مچانا، اودھم مچانا۔
آسمان سے باتیں کرنا	بہت اونچا اڑنا۔
آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا	بڑی مصیبت سے چھوٹتے ہی چھوٹی مصیبت میں گرفتار ہو جانا۔
آسمان کے تارے توڑنا	ناممکن اور دشوار کام کرنا۔
آسمان میں چھید کرنا	بہت مکار اور چالاک ہونا
آسمان ہلا دینا	غیر معمولی ہل چل پیدا کر دینا
آسمان کا تارا ہونا	بہت نایاب ہونا
آنکھوں کا تارا	بہت ہی پیارا۔
ستارہ چمکنا	ترقی ہونا۔

محاورہ	معنی
ستارہ ڈوبنا	برے دن آنا۔
ستارہ گردش میں ہونا	قسمت کا چکر میں ہونا
تارے دکھانا	چھٹے دن کے بعد زچہ کو تارے دکھانے کی ایک رسم سے منسوب ہے۔
دن کو تارے دکھائی دینا	بہت بڑے صدمے سے دوچار ہونا
راتوں کو تارے گننا	بے قراری سے رات گزارنا
چار چاند لگنا	مرتبہ بڑھ جانا، حسن بڑھ جانا۔
عید کا چاند ہونا	بہت کم ملنا
سورج کو چراغ دکھانا	دانا کو عقل کی بات بتانا۔
زمین آسمان کے قلابے ملانا	بہت باتونی ہونا، گپ ہانکنا۔
مطلع صاف ہونا	آسمان پر گرد و غبار نہ ہونا۔
چاند کا ٹکڑا	بے حد حسین
سنیچر آنا	مصیبت میں پڑ جانا
مین میکھ نکالنا	باریکیاں چھانٹنا، خواہ مخواہ نکتہ چینی کرنا۔
بری گھڑی آنا	نحوست کی گھڑی آنا۔
چاند پر خاک ڈالنا	بے عیب کو عیب دار بتانا۔
چاند ماری کرنا	نشانہ بازی کی مشق کرنا۔

رزم و شجاعت کے محاورے

ایسے محاورے جن میں میدان جنگ یا اس سے متعلق بہادری کے کاموں کا ذکر ہو مثلاً۔

محاورہ	معنی
بیڑا اٹھانا۔	حامی بھرنا۔

گھمسان کا رن پڑنا	خون ریز لڑائی ہونا
مورچا باندھنا	فوج کے آگے توپیں نصب کرنا۔
دوسرے کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانا	در پردہ وار کرنا۔
ہلہ بول دینا	حملہ کر دینا۔
بال باندھا تیر لگانا	غضب کی نشانہ بازی دکھانا۔
جان پر کھیلنا / جان کی بازی لگانا	جان کی پروانہ کرنا۔
گولہ اگلنا	چلنے سے پہلے گولہ توپ کے منہ سے نکل جانا
گھونگھٹ کھانا	فوجوں کا پیچھے ہٹ جانا۔
چلہ چڑھانا	لڑنے کے لئے ہتھیار تیار کرنا۔

آبی محاورے ایسے محاورے جن کی تہ میں سمندر، دریا یا ان سے متعلق پانی کے دوسرے لوازمات محاورے کے معنی پیدا کریں، مثلاً۔

اتار چڑھاؤ بتانا	چھانٹ دینا۔
الٹی گنگا بہانا	دستور کے خلاف بات کرنا
بیڑی میں بٹے ڈالنا	کام میں رکاوٹیں پیدا کرنا۔
بیڑا بیٹھ جانا	تباہ و برباد ہو جانا
بیڑا پار کرنا	مشکل آسان کرنا۔
بیڑا چڑھانا / بیڑا تیرانا	ایک قسم کی منت پورا ہونے پر عورتوں کا دریا میں بانس کا بیڑا بنا کر چڑھانا یعنی تیرانا۔
پاپ کی ناؤ بھر کر ڈوبتی ہے	برے کاموں کا برا نتیجہ ہوتا ہے۔
پار اترنا	کامیاب ہونا۔

پانی اتر جانا	چمک جاتی رہنا
پانی سر سے اونچا ہو جانا	جھگڑے کا حد سے زیادہ بڑھ جانا۔
پانی بھرنا	غلامی اختیار کرنا۔
پانی پھر جانا	محنت بیکار جانا۔
پانی دینا	آب پاشی کرنا پودوں کو سینچنا
پانی کا بلبلا	ناپائیدار چیز
پانی میں آگ لگانا	ناممکن بات کرنا۔غیر معمولی ہلچل مچا دینا۔
پتھر پانی ہونا	بے رحم کو ترس آجانا۔
گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا	بہت تجربہ کار ہونا۔
سات سمندر پار	بہت دور
گنگا جمنی تہذیب	ہندو مسلمانوں کی مشترکہ ہندوستانی تہذیب۔
لہریں گننا	بے کار وقت کھونا۔ ناممکن کام کرنا۔
لہر بہر ہونا	کسی چیز کی کمی نہ ہونا۔
لہر چڑھنا	سانپ وغیرہ کے زہر کا اثر ہونا۔
موج میں آنا	ترنگ میں آنا۔
موج مارنا	عیش کرنا۔
جہاز کا سا مکان	بہت کشادہ مکان۔
لنگر اٹھانا	جہاز کا روانہ ہونا۔
روپیہ پانی کی طرح بہانا	بہت زیادہ خرچ کرنا
دریا دل	بہت سخاوت کرنے والا۔
مچھلی کانٹا	ایک مخصوص قسم کی سلائی کا نام

دودھ کی ندیاں بہنا — کھانے پینے کی چیزوں کی بہتات ہونا۔

نباتاتی محاورے

ایسے محاورے جن میں پھلوں پھولوں اور درختوں جیسے نباتات کا نام یا خاصیت اپنے مجازی معنی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً۔

محاورہ	معنی
آم املی کی بھینٹ ہونا	ایسے دو آدمیوں کی ملاقات ہو جانا جو آپس میں نہ ملنا چاہیں۔
آنکھوں میں سرسوں پھولنا	دل کی بات آنکھوں سے ظاہر ہونا نشے میں ہونا۔
آم کھانے سے مطلب یا پیڑ گننے سے	کام سے کام رکھنا۔
کہو آم کی سنے املی کی	غیر حاضر طبیعت کا آدمی۔
انگور کھٹے ہیں۔	رسائی نہ ہو سکے تو کسی بہانے ارادہ چھوڑ دینا۔
بانس پر چڑھانا	بے حد تعریف کرنا؛ مشتہر کرنا
سراپے کا بانس	بہت لمبا آدمی
الٹے بانس بریلی کو	دستور یا روایت کے خلاف کام کرنا۔
نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری	کسی چیز کی جڑ کاٹ دینا۔
پھول جھڑنا	بہت شیریں گفتار ہونا۔
پھول چڑھانا	عقیدت یا محبت کا اظہار کرنا۔
پھول چننا	چتا کی راکھ سے مردے کی ہڈیاں چننا
باغ باغ ہونا	بہت خوش ہونا۔
سبز باغ دکھانا	فریب دینا
سر سبز ہونا	ترو تازہ ہونا، ہرا بھرا ہونا۔
گل کھلنا	نئی واردات وقوع میں آنا

کھرا لگڑی کرنا	بہت بے رحمی سے پیش آنا
کچریاں بیچنا	شور مچانا۔ اپنی اپنی بولی بولے جانا۔
مولی گاجر ہونا	بہت معمولی اور عام ہونا۔
کچی کلیاں توڑنا۔	نابالغوں کی شادی کر دینا۔
کچی کلی ٹوٹ جانا	کم عمر میں مر جانا۔
کھجوری چوٹی	بہت قرینے سے گندے ہوئے بالوں کی چوٹی
گھاس کھودنا	کسی کام کو سلیقے سے نہ کرنا۔
ہتھیلی پر سرسوں جمانا	مشکل کام کو بہت جلد کر دکھانا۔
لوہے کے چنے چبانا	بہت مشکل کام انجام دینا۔
نیبو نچوڑ	خوشامدی شخص۔
ہری چگ	مطلب پرست اور خود غرض
گولر کا پیٹ کھولنا	دکھی دل کا حال جاننا
نیل کا ماٹھ بگڑنا	پوری جماعت یا خاندان میں کوئی عیب ہونا
ہاتھی کے منہ سے گنے چھیننا	ناممکن کام کی کوشش کرنا۔
ان تلوں میں تیل نہیں	اس کام سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

عددی محاورے

ایسے محاورے جن میں عدد ہی سے معنی پیدا ہوتے ہیں اور اعدادی محاورے کا سب سے بڑا حصہ مانے جاتے ہیں۔ مثلاً

ایک آنکھ نہ بھانا	ذرا بھی پسند نہ آنا۔
ایک کی چار چار لگانا	بات کو بڑھا چڑھا کر بتانا
ایک ایک کا منہ تکنا	ہر ایک کی خوشامد کرنا۔

ایک جان ہونا	کئی چیزوں کا آپس میں مل جل جانا۔
ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکنا	برے بھلے کی تمیز نہ کرنا۔
ایک اکیلا دو گیارہ	اتحاد و اتفاق میں برکت ہے۔
بارہ باٹ ہونا	آوارہ گرد اور بے کار ہونا۔
بارہ پتھر باہر ہونا	شہر کی حدود سے بہت دور ہونا۔
تیس مار خاں	اپنے کو بہت بہادر سمجھنے والا۔
چار آنکھیں ہونا	بہت ہی تجربہ کار اور ہوشیار ہونا۔
آنکھیں چار ہونا	ملاقات ہو جانا۔
چارپائی پر پڑ جانا	بیمار پڑ جانا۔
چار چاند لگنا	عزت اور مرتبہ بڑھ جانا۔
چودھویں کا چاند	بہت حسین
چوراسی کا چکر	اواگون یعنی مرن جنم کا چکر۔
دو ٹوک بات کرنا	بات کو صاف صاف کہنا۔
کوڑی کے تین تین بکنا	بہت سستا مال۔
دو کوڑی کی بات کر دینا	قدر کھونا ملیامیٹ کر دینا۔
دو کوڑی کی عزت نہ رہنا	بہت بے آبرو ہو جانا۔
سات پردوں میں رہنا	بہت احتیاط سے رہنا۔
سات سمندر پار	بہت دور
آٹھ آٹھ آنسو رونا	پھوٹ پھوٹ کر رونا۔
پو بارہ ہونا	بازی جیت جانا۔
پانچوں سواروں میں ہونا	اپنے آپ کو ناموروں میں شمار کرنا۔

تین تیرہ کرنا	منتشر کرنا، تباہ و برباد کرنا۔
تین پانچ کرنا	حجت کرنا۔
تین میں نہ تیرہ میں	جو کسی بھی گنتی میں نہ ہو۔
چھکے چھوٹنا	بری طرح ہار جانا، عقل گم ہو جانا
چھٹی کا دودھ یاد آنا	بہت مصیبت میں پڑ جانا۔
دو چار ہونا	آمنے سامنے ہونا۔
تین لوک کی خبر ہونا	اندرونی علم ہونا، تینوں دنیا کا گیان ہونا۔
ایک پنتھ دو کاج	ایک تدبیر سے دو کام نکالنا

مذہبی محاورے ہندی اور اردو میں مشترکہ طور پر استعمال ہونے والے ان محاوروں پر کسی ایک زبان یا مذہب کی کوئی خصوصی مہر نہیں لگی ہوئی ہے۔ البتہ موقع و محل کے مطابق کچھ ایسے محاورے بھی دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں جن کا تعلق ہندو مذہب یا اسلام سے ہے۔ مثلاً۔

اللہ بیلی ہونا	خدا ہی مددگار ہونا۔
اللہ کو پیارا ہونا	چل بسنا۔ مر جانا۔
اللہ کو سونپنا	دوست کو وداع کرنا۔
بسم اللہ کرنا۔	شروعات کرنا۔
خدا خدا کر کے	بڑی مشکل سے بہت منت سماجت سے۔
خدا سے لو لگانا	ہمہ تن عبادت میں محو ہونا۔
خدا سے لڑنا	مرضی خدا کے خلاف جانا۔
فاتحہ پڑھنا	کام پورا کر دینا۔

کس کے نام کا کلمہ پڑھنا	محبت سے کسی کو ہر وقت یاد کرتے رہنا۔
قرآن کا جامہ پہننا	اپنے آپ کو نیک اور پارسا ظاہر کرنا۔
قشقہ کھینچنا	تلک لگانا۔
دھونی رمانا	سادھو بن کر ایک جگہ بیٹھ جانا۔
انگ بھبھوت لگانا	جسم پر راکھ مل لینا۔
رت جگا کرنا	شب بیداری کرنا۔
رت جگا ہونا	ضروری ہونا لازم ہونا۔
رام کہانی سنانا	اپنی بات کو طول دے کر کہنا
رام دہائی دینا	چیخ و پکار کرنا۔
رام کلی الاپنا	اپنی راگنی گانا
رام رام کرنا	بجنتے کہنا، انکار کو دہرانے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔
اپنا ہاتھ جگن ناتھ	کام کو خود انجام دینا ہی بہتر ہے۔
منو کامنا پوری ہونا۔	دل کی مراد بر آنا۔
ہری کیرتن / بھجن کرنا	بھگوان کو یاد کرنا۔
ستی ہونا	ہٹ دھرمی پر قایم رہنا۔
رام نام ست ہے	کسی کے مرنے پر مل کر بولا جاتا ہے۔
دو ملاؤں میں مرغی حرام	ہم پیشہ لوگوں میں اکثر ان بن رہتی ہے۔
میاں بیوی راضی کیا کرے گا قاضی	دو آدمی باہم متفق ہوں تو تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی	بہت سے گناہوں کے بعد توبہ کرنا۔

کہاوتیں

محاوروں کے علاوہ ہر زبان میں کچھ کہاوتیں بھی مستعمل ہوتی ہیں۔ یہ کہاوتیں سماج کی طویل زندگی کے تجربات کی مختصر ترین شکل ہیں جو سینہ بہ سینہ ورثہ میں ملتی رہتی ہیں۔ عام بول چال میں مثال کے طور پر لمبے لمبے قصوں کو بار بار دہرانا چونکہ ناگوار گزرتا ہے۔اس لئے موقع و محل کے مطابق ان کے لئے مخصوص اشاروں سے کام لیا جاتا ہے۔ عام لفظوں کی طرح جب یہ مخصوص اشارے بھی خاص و عام کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں تو زبان پر آتے ہی ان سے متعلق بھی پورا قصہ یا واقعہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ ایسے اشاروں کو کہاوتوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تاریخی تہذیبی اور سماجی اعتبار سے ان کہاوتوں کی بنیاد چونکہ بلا امتیاز مذہب و ملت "عموماً" تاریخی واقعات اور مشہور کلاسیکی ادب کے قصے کہانیاں ہیں اس لئے ان کہاوتوں کے وضع کرنے میں بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے دونوں طبقے برابر کے شریک ہیں اور کہاوتوں کے استعمال میں دونوں طبقوں کی سماجی، تاریخی، تہذیبی اور تمدنی قدروں کی نمایاں جھلک دکھائی پڑتی ہے یہ کہاوتیں اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں حسب توفیق استعمال ہوتی ہیں۔

کہاوت اور محاورے میں نمایاں فرق یہ ہے کہ محاورہ بول چال کا جزء بن کر اس میں جذب ہو جاتا ہے۔ جبکہ کہاوت عام بول چال میں اپنی انفرادیت قائم رکھتی ہے۔ مثلاً ان کی ایک بوڑھی ماں تھی۔ وہ بڑھیا بڑی آفت کی پڑیا تھی گھر بھر کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ذرا بگڑ گئی تو بہو کی سات پشتوں کو تو م ڈالا۔ اگر بہو نے کچھ کہہ دیا تو پھر اور بھی قیامت آگئی۔

مذکورہ بالا سطروں میں آفت کی پڑیا، ناک میں دم کرنا، بگڑ جانا، سات پشتوں کو تو م ڈالنا، قیامت آجانا وغیرہ سب محاورے ہیں جو جملوں میں گھل مل کر ان کی

روانی میں رکاوٹ ڈالنے کی بجائے زبان کا حسن دوبالا کرتے ہیں یہ کہاوت اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود جملے میں پوری طرح جذب نہیں ہوتی۔ مثلاً۔ زندگی بھر کے گاڑھے پسینے کی کمائی ٹوڈا کوؤں نے لوٹ لی اوپر سے آپ نے بھی تقاضا شروع کر دیا۔ سچ کہتے ہیں "مرتے کو ماریں شاہ مدار" مانا کہ قسمت کا بھید کوئی نہیں جان سکتا پھر بھی اس مفلسی کی حالت میں میں انہیں کیا منہ دکھاؤں "کہاں راجا بھوج اور کہاں گنگا تیلی"۔

مذکورہ بالا مثالوں میں "مرتے کو ماریں شاہ مدار" اور "کہاں راجا بھوج اور کہاں گنگا تیلی"، کہاوتیں ہیں جو جملوں میں پوری طرح جذب نہیں ہو پاتیں۔ تاہم ان اشاروں نے پورے قصوں یا واقعوں کے تفصیلی ذکر میں ضائع ہونے والے وقت کو بچالیا ہے ورنہ تفصیل کے لئے ان قصوں کو یوں دہرانا پڑتا

مرتے کو ماریں شاہ مدار:۔ شاہ مدار کا نام بدیع الدین تھا۔ ان کا مزار مکن پور میں ہے۔ عہد وسطیٰ میں ہفتوں تک شاہ مدار کی چھڑیاں دھوم دھام سے منائی جاتی تھیں۔ لوگ جوق در جوق جھنڈے لے کر شاہ مدار کی زیارت کو جاتے تھے اور یہ جھنڈے شاہ مدار کی چھڑیاں کہلاتے تھے۔ بندر اور بھالو وغیرہ نچانے والے مداری لوگ شاہ مدار کے مرید ان خاص میں سے تھے۔ یہ لوگ سال بھر کے گاڑھے پسینے کی کمائی صرف ایک ہفتہ میں شاہ مدار کے نام پر لٹا دیتے تھے۔ یہ لوگ چونکہ ویسے بھی غریب ہوتے ہیں۔ سال بھر کی کمائی ایک ہفتہ میں لٹا کر اور بھی بھوکے مرتے تھے۔ اسی لئے مرتے کو ماریں شاہ مدار کی کہاوت مشہور ہو گئی۔

کہاں راجہ بھوج کہاں گنگا تیلی: راجا بھوج ہندوستان کا

ایک مشہور راجا گزرا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار اس پر بھی سخت مصیبت آئی۔ راج پاٹ چھن جانے سے وہ در در کی ٹھوکریں کھانے لگا۔ ایک بار بھیک مانگتے ہوئے وہ کسی دوسرے راجا کے محل میں چلا گیا۔ عین اسی وقت ایک پرندہ کھونٹی پر ٹنگے ہوئے رانی کے ہار پر جھپٹا اور اسے اپنے پنجے میں پھنسا کر اڑ گیا۔ رانی نے بھوج کو چور سمجھ کر راجا کے حوالے کیا۔ چوری کی سزا کے طور پر راجا نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر شہر سے باہر پھنکوا دیا۔ اتفاق سے گنگا نامی ایک تیلی ادھر جا نکلا۔ گھر میں کوئی اولاد نہ تھی۔ اسی لنڈ منڈ کو غنیمت سمجھ کر اٹھا لایا۔ علاج معالجے سے اچھا ہو جانے پر اسے کولہو کا بیل ہانکنے پر لگا دیا۔ گنگا تیلی کا گھر راجا کے محل کے پاس ہی پڑتا تھا۔ ایک رات کولہو کا بیل ہانکتے ہوئے بھوج دیپک راگ گا رہا تھا۔ اسی وقت راج کماری نے محل کے چراغ گل کرنے کا حکم دیا۔ مگر راگ کے سروں کی تاثیر سے چراغ پھر جل اٹھے۔ بار بار ایسا کرنے پر حقیقت معلوم ہوئی کہ گنگا تیلی کے گھر کوئی دیپک راگ گا رہا ہے۔ صبح ہوتے ہی راج کماری نے راجا کے سر ہو کر گنگا تیلی کے گھر شادی کا پیغام بھجوایا۔ راجا نے بہتیرا سمجھایا لیکن راج کماری نے ایک نہ مانی اور بھوج کے ساتھ شادی کر لی۔ شادی کے بعد قسمت نے پھر پلٹا کھایا اور پھر سے ہاتھ پاؤں بھی نکل آئے اور کھویا ہوا راج پاٹ بھی اسے مل گیا۔ اس کے بعد بھی راجا بھوج نے گنگا تیلی کو ہمیشہ اپنا باپ سمجھا اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔ چنانچہ امیر اور غریب میں کوئی نسبت نہ ہونے کے باوجود تقدیر کے ہاتھوں سب ممکن ہونے کے موقع پر عوام میں یہ کہاوت مشہور ہو گئی کہ کہاں راجا بھوج کہاں گنگا تیلی۔

اسی طرح ہر کہاوت کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ وضاحت کے لئے چند اور کہاوتوں کے پس منظر مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔

اونٹ کے گلے میں بلی : اپنے اونٹ کی ضد سے نالاں ہوکر ایک آدمی نے قسم کھائی کہ وہ اسے دس روپے میں بیچ دے گا۔ غصہ اتر جانے پر جب اسے اپنی قسم کا خیال آیا تو بہت پشیمان ہوا۔ اب اگر وہ قسم پوری نہیں کرتا تو خدائی قہر سے ڈرتا ہے اور اگر پوری کرتا ہے تو مالی نقصان اٹھاتا ہے۔ کئی تدبیریں سوچنے کے بعد آخر اس نے ایک بلی پکڑی اور اونٹ کے گلے میں لٹکا دی اور بازار میں اونٹ بیچنے نکل پڑا۔ جو بھی اونٹ کی قیمت پوچھتا وہ یہی بتاتا کہ اونٹ کی قیمت تو صرف دس روپے ہے۔ لیکن اس کے گلے میں بندھی بلی کی قیمت دو سو روپے ہے جو لازمی طور پر اونٹ کے ساتھ ہی بکے گی۔ اس طرح اس نے اپنی قسم بھی پوری کر دی اور مالی نقصان سے بھی بچ گیا۔ لیکن اسی وقت سے ایسی بے ہودہ دلیلوں اور بے میل کاموں کے لیے "اونٹ کے گلے میں بلی کی کہاوت مشہور ہو گئی۔

چور کی داڑھی میں تنکا :- کسی گاؤں میں چوری ہو گئی۔ بہت تلاش کرنے پر چور کا پتہ نہ چلا تو معاملہ قاضی کے سپرد کیا گیا۔ قاضی نے گاؤں کے سب لوگوں کو بلا کر کہا: بھائیو! مجھے چور کا پتہ چل گیا ہے۔ اب سب لوگوں کے سامنے اس کا نام لے کر میں اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف اتنا ہی بتاؤں گا کہ اس وقت بھی اس کی داڑھی میں ایک تنکا ہے۔ یہ سنتے ہی چور نے شرم سے سر جھکا لیا اور لوگوں کی آنکھ بچا کر جلدی جلدی داڑھی کے بالوں کو جھاڑنے لگا۔ لوگ پہلے ہی ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ اس کی یہ حرکت دیکھ فوراً اسے پکڑ لیا گیا۔

دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے :- دو اونٹ ساتھ ساتھ جا رہے تھے ایک پر چارہ لدا تھا دوسرے پر کانچ کی چوڑیاں۔ چارے والا اونٹ گردن

موڑ کر چارے پر منہ مارتا جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر چوڑی والا ہنستا اور چارے والے سے کہتا جاتا تھا کہ منزل پر پہنچے پہنچے تمہارا اونٹ آدھا چارہ کھا جائے گا۔ چارے والا اُسے صرف یہی کہتا کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ چوڑی والے کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ کیا بکتا ہے۔ آخر دونوں اونٹ منزل پر جا پہنچے۔ اب چوڑی والے کا اونٹ جو بیٹھا تو اسی کروٹ جدھر چوڑیاں زیادہ تھیں وہ سب چوڑیاں چکنا چور ہوگئیں۔ وہ اپنے نقصان پر منہ لٹکائے بیٹھا تھا کہ چارے والے نے کہا کہ کیوں میاں! میں نہ کہتا تھا کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا تھا۔ اب آیا سمجھ میں۔

ٹیڑھی کھیر:۔ ایک اندھے کو کسی نے دعوت پر بلایا۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا تو اندھا ایک ایک چیز کو پوچھتا تھا یہ کیا ہے'۔ وہ کیا ہے۔ جب اس کے سامنے کھیر رکھی گئی تو اندھے نے پوچھا' یہ کیا ہے۔ میزبان نے بولا کھیر۔ اندھے نے زندگی بھر نہ کبھی کھیر کھائی تھی اور نہ کھیر کا نام سنا تھا۔ اس لئے اندھے نے پھر پوچھا' بھائی' یہ کھیر کیسی ہوتی ہے۔ وہ بولا سفید سفید' اندھے نے پوچھا' سفید کس کو کہتے ہیں۔ وہ بولا جیسے بگلا ہوتا ہے۔ اندھے کی سمجھ میں اب بھی کچھ نہ آیا۔ اس نے پھر پوچھا۔ بگلا کیسا ہوتا ہے۔ میزبان نے بگلے کی گردن کی طرح اپنے کو کوہنی تک مروڑ کر اس کے سامنے کر دیا۔ اندھے نے اس کے ہاتھ کو نیچے تک ٹٹولا اور پریشان ہو کر کہنے لگا۔ بھائی! یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ کہیں میرے حلق ہی میں نہ پھنس کر رہ جائے۔ چنانچہ اس وقت سے یہ کہاوت کے طور پر مشہور ہو گیا اور ہر مشکل کام طنز کے طور پر ٹیڑھی کھیر کہا جانے لگا۔

بھائی بھائی کا گلا کاٹتا ہے:۔ ایک صاحب نے کسی مزدور کو کام پر

لگایا۔ مزدور نے پوچھا، صاحب کیا مزدوری دیں گے وہ بولا کچھ دے دیں گے۔ کام پورا کر کے مزدور نے اپنی مزدوری مانگی تو انہوں نے اسے آٹھ آنے دینے چاہے۔ مزدور نے لینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے آٹھ آنے اور ملا کر ایک روپیہ کر دیا۔ مزدور نے پھر بھی انکار کرتے ہوئے کہا۔ میں تو صرف "کچھ" ہی لوں گا جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ صاحب بیچارے پریشان تھے کہ وہ اس مصیبت سے پیچھا کیسے چھڑائیں۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا اور بولا آپ تکرار نہ کریں میں ابھی فیصلہ کروائے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ پاس ہی کے ہوٹل پر گیا اور ایک کٹوری میں دو آنے کی دال لے آیا لیکن آتے آتے اس میں کوئلے کا ایک کالا کنکر بھی ڈال لایا۔ مزدور اب بھی ویسے ہی تقاضا کیے جا رہا تھا۔ دال کی کٹوری اسے دکھا کر وہ پوچھنے لگا۔ ذرا دیکھنا تو اس میں کیا پڑ گیا ہے۔ مزدور اس کی چال کو نہ سمجھتے ہوئے بولا "ہاں دال میں کچھ کالا ہے۔ اس شخص نے وہی "کچھ" نکال پر مزدور کے حوالے کیا اور کہا لے بھائی اسی "کچھ" کے لئے اتنی دیر سے تقاضا کر رہا تھا۔ اپنا "کچھ" تم لے جاؤ۔ مزدور نے لاجواب ہو کر پوچھا۔ جناب یہ تو بتائیں کہ آپ ہیں کون۔ وہ بولا میں بھی تمہارے ہی علاقے کا رہنے والا ہوں۔ مزدور نے کہا مجھے بھی ایسا ہی لگتا تھا۔ کیونکہ بھائی ہی بھائی کا گلا کاٹتا ہے۔ اسی سے دال میں کچھ کالا ہے کی کہاوت بھی مشہور ہوئی تھی۔

ڈھائی دن کی بادشاہت :۔ یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ جب ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر دریا میں کود پڑا تھا تو نظام سقہ نے اسے ڈوبتے ڈوبتے بچایا تھا۔ اس نیکی کے بدلے میں ہمایوں نے اسے ڈھائی دن کے لئے حکومت بخش دی تھی۔ چنانچہ ایسی تھوڑے دنوں کی حکومت یا ناپائدار حکومت

ے لئے ڈھائی دن کی بادشاہت کی کہاوت مشہور ہے ۔

چام کے دام چلانا :۔ حکومت کے اس تھوڑے سے عرصے میں نظام سقہ کے لئے اپنا
کوئی مخصوص سکہ رائج کروانا چونکہ ممکن نہ تھا اس لئے اس نے چمڑے کے گول ٹکڑے
میں ہی سونے کی کیل جڑ کر بطور سکہ رائج کر دیا تھا۔ چنانچہ جبراً کام لینے یا جوتے کے
زور سے حکومت کرنے کے لئے اسی واقعہ سے دوسری کہاوت چام کے دام چلانا
بھی مشہور ہو گئی ۔

ابھی دلی دور ہے :۔ یہ کہاوت ایسے موقعوں پر بولی جاتی ہے ۔ جب کسی
کام کے پورا ہونے میں بہت دیر ہو یا کام کا بہت سا حصہ باقی رہتا ہو۔ کہتے ہیں کہ غیاث الدین
تغلق دل ہی دل میں حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی سے عناد اور رنجش رکھتا
تھا۔ بنگال سے واپس آتے ہوئے اس نے حضرت محبوب الٰہی کو پیغام بھیجا کہ "میرے پہنچنے
سے پہلے آپ دلی خالی کر دیں" یہ سن کر حضرت نے صرف اتنا ہی فرمایا تھا کہ "بابا ہنوز
دلی دور است" یعنی بابا ابھی دلی دور ہے ۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا اور غیاث الدین
کے لیے دلی ہمیشہ کے لیے دور ہی رہی اور وہ قصر تغلق میں دب کر افغان پور ہی میں مر گیا تھا۔

الہ دین کا چراغ :۔ الہ دین ایک غریب درزی کا بہت ہی جاہل اور کھلنڈرا لڑکا
تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد گھر میں فاقے ہونے لگے ۔ ایک دن اسے افریقہ کا ایک جادوگر
مل گیا۔ جادوگر کو جادو کا ایک چراغ حاصل کرنے کے لئے کسی آدمی کی قربانی دینا
تھا۔ بہلا پھسلا کر وہ الہ دین کا مصنوعی ماموں بن گیا اور الہ دین کی قربانی دینے
کے لیے اسے اس طلسمی مقام پر لے گیا۔ الہ دین کو جب قربانی کے لئے اندر دھکیلا

گیا تو جاتے ہی اس نے چراغ پر قبضہ کر لیا۔ اس چراغ کے تابع بہت سے جن اور بھوت تھے جو چراغ کو رگڑتے ہی حاضر ہو جاتے اور صاحب چراغ کی ہر خواہش کو فوراً پورا کر دیتے۔ چند ہی دنوں میں الہ دین نے اس چراغ کی مدد سے بے انتہا دولت اکٹھی کر کے ایک ایسا محل تعمیر کرایا جس کی مثال دنیا میں نہ تھی۔ اب الہ دین نے جادوگر کو بھی بھگا دیا اور وہ بیچارہ چراغ سے محروم رہ گیا۔ اس کے بعد الہ دین نے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی اور بعد میں خود بادشاہ بن بیٹھا چنانچہ کہاوت کے طور پر الہ دین کا چراغ ایسی چیز کو کہنے لگے جس کی بدولت بلا مشقت بہت سامان ہاتھ لگ جائے۔

اندھیر نگری چوپٹ راجا:۔ کہتے ہیں کہ ایک گرو اور اس کا چیلا کسی ایسی بستی میں پہنچ گئے جہاں ہر چیز ٹکے سیر بکتی تھی۔ چیلے نے کہا، گروجی میں تو یہیں رہوں گا اور ٹکے سیر کی مٹھائیاں اور دوسری اچھی اچھی چیزیں کھا کر خوب عیش سے زندگی گزاروں گا۔ گروجی نے بہت سمجھایا کہ یہ اندھیر نگری ہے۔ یہاں سارے کام اندھا دھند ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ لیکن وہ نہ مانا۔ گروجی اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ چیلا کچھ ہی دنوں میں مٹھائیاں کھا کھا کر خوب ہٹا کٹا بن گیا۔ ایک دن اسی بستی میں کسی مکان کی دیوار گرنے سے ایک آدمی مر گیا۔ مالک مکان کو گرفتار کر کے راجا کے سامنے پیش کیا۔ راجا نے فوراً پھانسی کا حکم دے دیا۔ مالک نے عذر پیش کیا کہ قصور تو اس معمار کا ہے جس نے کمزور دیوار تعمیر کی ہے تو راجا نے معمار کو پھانسی کا حکم دیا۔ ٹلتے ٹلتے بات آخر گارے میں پانی ڈالنے والے مزدور تک آپہنچی۔ وہ بیچارہ کچھ نہ بول سکا۔ پھانسی کا پھندا اسی کے گلے میں ڈالا گیا۔ اس کی گردن اتنی پتلی تھی کہ پھندا کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے راجا نے کہا کہ کسی

موٹی گردن والے کو پھانسی دے دو۔ آخرکار اسی چیلے کو پکڑ کر پھانسی دیا جانے لگا۔ اتفاقاً گرو جی بھی وہاں آنکلے۔ وہ فوراً راجا کے پاس پہنچے اور بتایا کہ پھانسی پانے والا تو سیدھا سورگ میں جاتا ہے۔ اس لئے پھانسی مجھے دی جائے۔ یہ سن کر وزیر نے کہا۔ سورگ میں میں جاؤں گا، پھانسی مجھے دی جائے۔ راجا نے کہا میرے ہوتے ہوئے آپ سورگ میں کیسے جا سکتے ہیں۔ پھانسی مجھے دو۔ آخر راجا کو پھانسی دی گئی۔

وہ پانی ملتان گیا:۔ یہ کہاوت ایسے موقع پر بولی جاتی ہے۔ جب تھوڑی سی غفلت سے کوئی سنہری موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن مشہور جوگی گورکھ ناتھ کسی کام سے بھگت ریداس کے پاس گیا۔ اسے پیاس لگی ہوئی تھی۔ پانی اس نے مانگ تو لیا لیکن چمار کے ہاتھ کا پانی پینے میں کچھ شرم محسوس کی۔ وہ پانی وہیں رکھ کر بھگت کبیر داس کے پاس چلا گیا۔ کہتے ہیں اتنے میں کبیر داس کی لڑکی نے وہ پانی پی لیا۔ جس کے پیتے ہی اس پر تینوں لوک روشن ہو گئے۔ گورکھ ناتھ کو پانی کی خوبی معلوم ہوئی تو وہ بہت پچھتایا۔ بھاگا ہوا پھر ریداس کے پاس پہنچا اور پانی مانگا۔ ریداس جی کو معلوم تھا کہ اس نے گھمنڈ میں پانی نہیں پیا تھا۔ اس لئے اس نے یہ دوہا پڑھا:۔

پیاسے تھے جب پیا نہیں تم نے یہ ابھمان کیا
بھولا جوگی پھرے دوانہ وہ پانی ملتان گیا

ملتان جانے کا مطلب یہ تھا کہ کبیر داس کی وہی لڑکی کمالی ملتان میں بیاہی گئی تھی۔ اور وہ پانی جو گورکھ ناتھ کی قسمت میں نہ تھا کمالی کے ذریعے ملتان پہنچ گیا۔

تیس مار خاں :۔ کہاوتاً بہادری کی بڑ ہانکنے والے بزدل اور ڈرپوک شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی بے کار سپاہی زادہ روزی کی تلاش میں نکلا۔ چلتے وقت بیوی نے تیس لڈو بنا کر کھانے کو دیئے۔ لیکن بناتے وقت چونکہ سانپ جیسا کوئی زہریلا جانور بھی ان کے مواد میں تلا گیا تھا۔ اس لئے یہ لڈو بھی زہریلے ہو گئے تھے۔ کافی دور جانے کے بعد جب اسے بھوک اور پیاس لگی تو سر راہ وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر لڈوؤں کی پوٹلی کھولنے لگا۔ اتفاقاً اسی وقت کہیں سے تیس ڈاکو بھی آ نکلے۔ سپاہی زادہ کے پاس رکھا ہی کیا تھا۔ انہوں نے لڈوؤں کی پوٹلی ہی چھین لی اور وہیں کھڑے کھڑے ایک ایک لڈو کھا گئے۔ لڈوؤں کا کھانا تھا کہ ایک ایک کر کے وہ سب وہیں ڈھیر ہو گئے۔ سپاہی زادہ نے ان سب کے ناک کان کاٹ کر رومال میں باندھے اور آگے چل دیا۔ اگلے شہر پہنچ کر اس کی پیشی وہاں کے راجا کے سامنے ہوئی۔ سپاہی زادہ نے باپ دادا کے کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بتاتے ہوئے بڑے فخر سے کہا کہ ابھی ابھی میں تیس ڈاکوؤں کو موت کے گھاٹ اتار کر آ رہا ہوں۔ اصل میں یہی وہ ڈاکو تھے۔ جنہوں نے راجا کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ راجا نے ان سب کے ناک کان دیکھے تو اسے بہت سا انعام دے کر فوج میں بڑے اچھے عہدے پر ملازم رکھ لیا اور وہ تیس مار خاں کے نام سے مشہور ہو گیا۔

ٹپکے کا ڈر :۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے ٹٹو پر سوار کہیں جا رہا تھا۔ شام کے وقت گھٹا چھائی اور بجلی چمکنے لگی۔ ٹٹو کو ایک درخت سے باندھ کر وہ ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں چلا گیا اور پوچھا کہ مائی یہاں شیر تو نہیں آتا میں نے اپنا ٹٹو باہر ہی باندھ دیا ہے بڑھیا بیچاری آنے والی بارش کے بارے میں سوچ رہی تھی بولی شیر کا مجھے ڈر

نہیں میں ٹپکے سے ڈر رہی ہوں۔ اتفاق سے ایک شیر بھی پاس ہی سن رہا تھا۔ سوچنے لگا، ٹپکا کونسی آفت ہے جو مجھ سے بھی خطرناک ہے۔ اتنے میں ٹٹو ہنہ ہنایا۔ سپاہی ڈنڈا لے کر نکلا اور شیر کو ٹٹو سمجھ کر پیٹنے لگا۔ شیر نے سمجھا شاید یہی ٹپکا ہے وہ چپکے سے پٹتا رہا۔ منہ اندھیرے ہی میں وہ ٹٹو کے بجائے شیر کو لے کر اگلے شہر پہنچ گیا۔ اتنے میں بارش ہونے لگی تھی۔ وہ اپنا جانور ایک درخت سے باندھ کر ایک عالی شان عمارت کے برآمدے میں کھڑا ہو گیا۔ یہ راجا کا محل تھا۔ پہرے داروں نے راجا سے اس کی بہادری کا ذکر کیا۔ راجا نے اپنی آنکھوں سے شیر کو درخت سے بندھا دیکھا تو اس آدمی کو بہت انعام دیا چنانچہ ٹپکا ایک فرضی مصیبت کے لیے مشہور ہو گیا۔

اود بلاؤ کی ڈھیری:۔ ایسے جھگڑے کو کہتے ہیں جس کا فیصلہ ہونا مشکل ہو۔ جب کئی اود بلاؤ مل کر مچھلیاں پکڑتے ہیں تو دریا کے کنارے ڈھیر لگاتے رہتے ہیں۔ بعد میں وہ برابر برابر حصے کر لیتے ہیں مگر کوئی نہ کوئی اود بلاؤ اپنے حصے کو کم سمجھ کر سب کے حصوں کو گڈمڈ کر دیتا ہے۔ نئے سرے سے پھر ڈھیریاں ڈالی جاتی ہیں۔ لیکن اس بار بھی نتیجہ یہی ہوتا ہے اور وہ ایسے جھگڑے میں پڑ جاتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

نیبو نچوڑ:۔ چالاک اور بن بلائے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی سرائے میں ایک مفت خورا ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جب کوئی نیا مسافر سرائے میں آتا اور کھانا کھانے بیٹھتا تو یہ حضرت ایک نیبو لے کر اس کے پاس پہنچ جاتے۔ مسافر کے سامنے سالن سبزی دیکھ کر خواہ مخواہ ہمدردی جتاتے ہوئے کہتے واہ صاحب اس سبزی میں نیبو کیا مزا دے گا۔ ذرا نچوڑ کر دیکھئے۔ مسافر

بیچارہ مروت میں آکر اس سے بھی کہتا کہ آیئے آپ بھی کھایئے اور وہ بے تکلف اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتا۔

نمازی کا ٹکا:۔ ایسی بیہودہ حرکت کو کہتے ہیں جس کا خمیازہ کہیں نہ کہیں ضرور بھگتنا پڑے۔ ایک شرارتی نماز پڑھنے والوں کی ٹانگ گھسیٹ کر گرا دیا کرتا تھا۔ ایک بار جب اس نے سجدہ کرتے ہوئے کسی نمازی کی ٹانگ گھسیٹی تو سلام پھیرتے ہی اس نے شرارتی کو برا بھلا کہنے کے بجائے ایک ٹکا انعام میں دے دیا۔ پھر کیا تھا اسے تو ٹکے کی چاٹ سی لگ گئی۔ اب اس نے ہر نمازی کی ٹانگ گھسیٹ کر ٹکا بٹورنے کا فیصلہ کر لیا۔ بدقسمتی سے ایک دن وہ کسی پٹھان کے ساتھ بھی یہی حرکت کر بیٹھا۔ پٹھان نے سلام پھیرتے ہی جوتا اٹھایا اور اس کے سر پر دے جوتا دہ جوتا۔ اس طرح مار مار کر اس کا بلیتھن نکال دیا۔

حساب جیوں کا تیوں کنبہ ڈوبا کیوں:۔ ادھورے علم کی شیخی میں آکر نقصان اٹھانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کسی دیہاتی نے اپنے لڑکے کو شہر کے کسی اچھے اسکول میں پڑھنے کے لئے بھیجا۔ پڑھ لکھ کر اس نے علم تو جو حاصل کیا سو کیا لیکن اپنے آپ کو اصل سے زیادہ عالم فاضل سمجھنے لگا۔ گھر والوں کو بھی اس کے علم پر بہت ناز تھا۔ ایک بار پورے خاندان کو کہیں باہر جانا پڑا۔ راستے میں ایک ندی پڑتی تھی۔ لڑکے نے سوچا کہ ملاح کو بے کار پیسے دینے سے پہلے پانی کی پڑتال کر لینی چاہیے۔ وہ کاغذ پنسل لے کر ناؤ میں بیٹھ گیا اور ایک بانس کئی جگہ ندی میں ڈال ڈال کر پانی کا گہراؤ نوٹ کرتا گیا۔ واپس آکر اس نے مختلف جگہوں کی گہرائی کا اوسط نکالا اور بولا ندی کے پانی کی اوسط گہرائی

آدمی ڈباؤ نہیں ہے۔ جب پیدل چل کر ہی اسے آسانی سے پار کیا جا سکتا ہے تو ملاح کو بیکار میں پیسے کیوں دیئے جائیں۔ ملاحوں نے لاکھ منع کیا۔ مگر اس نے کسی کی ایک نہ مانی۔ پورے کنبے کو آگے لگا کر خود پیچھے پیچھے ندی میں اتر پڑا۔ جب عین بیچ میں پہنچے ایک ایک کر کے سب ڈوبنے لگے۔ وہ ڈر کر واپس کنارے پر بھاگ آیا۔ روتے روتے دہی کا غذ پنسل اٹھا کر وہ پھر حساب کی جانچ کرتا اور بار بار یہی کہتا جاتا تھا کہ "حساب جیوں کا تیوں، کنبہ ڈوبا کیوں۔؟"

بھیگی بلی بتانا:۔ یہ کہاوت کسی بے کار حیلے بہانے تراشنے کے موقع پر بولی جاتی ہے۔ ایک صاحب اپنے مکان کے دالان میں سو رہے تھے۔ پاس ہی ایک کونے میں ان کا نوکر بھی پڑا تھا۔ مالک نے کئی بار نوکر کو مختلف کاموں کے لئے باہر جانے کے لئے کہا لیکن ہر بار وہ کوئی نہ کوئی بہانہ تراش کر ٹال دیتا۔ تاکہ اسے اٹھ کر باہر نہ جانا پڑے۔ آخر میں مالک نے نوکر سے کہا۔ باہر بارش ہو رہی تھی ذرا اٹھ کر دیکھو کہ اب تھم گئی ہے یا نہیں۔ نوکر نے پڑے پڑے جواب دیا۔ صاحب بارش ابھی تک نہیں تھمی۔ مالک نے پوچھا۔ ارے! اٹھے بغیر تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ بارش ابھی تک ہو رہی ہے۔ نوکر بولا۔ حضور ابھی ابھی تو بلی باہر سے اندر آئی ہے۔ میں نے اس پر ہاتھ پھیر کر دیکھا ہے۔ وہ بھیگی ہوئی ہے۔

ایک مایا کے تین نام، پرسو، پرسا، پرس رام:۔ پرسو ایک بنئے کا لڑکا تھا۔ جب وہ ذرا بڑا ہوا تو باپ نے اسے چنے بیچنے کے کام پر لگایا۔ جب وہ گرما گرم چنے کی آواز لگاتا تو لوگ اسے کہتے "او پرسو دو پیسے کے چنے دے جا۔" کچھ ہی برسوں میں جب اس نے اچھی خاصی کمائی کر لی تو وہ پھیری کا کام چھوڑ کر خوانچہ

لگانے لگا تو لوگ کہنے لگے بھائی پرسا جی چار آنے کی فلاں چیز دے دو۔ اس طرح جب اس کے پاس کافی روپیہ جمع ہو گیا تو اس نے بھی بنیے کی دوکان کھول لی۔ اب جب وہ دوکان پر بیٹھتا تو سبھی گاہک اسے لالہ پرس رام کہتے ایک دن کسی گاہک نے پوچھا، لالہ جی آپ کا نام ؟ لالہ جی بولے، پرسو، پرسا، پرس رام۔ گاہک نے پوچھا۔ یہ تین نام کیسے۔ تو لالہ جی نے بتایا۔ جب چنے بیچتے تھے تو پرسو تھے، جب خوانچہ لگایا تو پرسا کہلائے۔ اب دوکان پر بیٹھے ہیں تو لالہ پرس رام ہیں۔ بھائی دنیا میں کوئی نام نہیں۔ مایا کے مطابق ہی اسے نام ملتا ہے۔ یعنی مایا کے ہیں تین نام، پرسو پرسا پرس رام

ناؤ میں خاک اڑانا :۔ یعنی جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگانا۔ کہتے ہیں کہ شیر اور بکری ایک ہی ناؤ میں سوار تھے۔ جب ناؤ دریا کے بیچ پہنچی تو شیر کی نیت بدل گئی۔ بکری کو کھا جانے کی نیت سے ڈانٹتے ہوئے بولا۔ آرام سے بیٹھو، ناؤ میں خاک کیوں اڑاتی ہو۔ بکری نے بڑی عاجزی سے جواب دیا۔ حضور ناؤ میں خاک ہے کہاں جسے میں اڑاؤں۔ شیر نے غضب ناک ہو کر کہا تو ہماری بات کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ٹھہر جا ابھی تجھے اس گستاخی کا مزا چکھاتا ہوں یہ کہہ کر اس پر جھپٹا اور دوسرے ہی لمحہ بکری کو دبوچ لیا۔

نادر شاہی یا نادری حکم :۔ نادر شاہ عہد وسطیٰ میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ وہ بہت سفاک اور ظالم شخص تھا۔ اس کے حکم سے دلی میں خوب لوٹ مار ہوئی اور مال غنیمت سمیٹ کر وہ واپس چلا گیا۔ آج بھی کسی حکومت کی اندھیر گردی کے لئے نادر شاہی اور ایسے ہی اٹل حکم لئے نادری حکم بطور کہاوت مشہور ہیں۔

سکھا شاہی:۔ اسی طرح مہاراجا رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد پنجاب میں بھی بد امنی اور بد انتظامی پھیل گئی تھی اور ان کے وارث من مانی کرنے لگے تھے۔ اس برائے نام عرصے کے علاوہ پنجاب میں سکھ حکومت کی تاریخ اگرچہ قابل رشک واقعات سے پر ہے تاہم اس قلیل مدت کے لیے سکھا شاہی کی کہاوت مشہور ہو گئی۔

مرہٹی گھس گھس:۔ مرہٹوں کے زمانے میں دفتری کارروائیاں بہت پیچیدہ تھیں۔ معمولی معاملوں کے فیصلے دینے میں بھی بہت دیر لگائی جاتی تھی جہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے محکموں کی رپورٹوں پر بھی ضرورت سے زیادہ قلم گھسایا جاتا تھا چنانچہ معمولی معاملوں کے فیصلوں میں ضرورت سے زیادہ دیر لگانے کے موقعوں پر لوگوں میں مرہٹی گھس گھس کی کہاوت مشہور ہو گئی۔

پارس سے چھو کر لوہا بھی سونا بن جاتا ہے:۔ پارس ایک من گھڑت پتھر کا نام ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر وہ لوہے سے چھو جائے تو لوہا بھی سونا بن جاتا ہے یہ محض افسانوی مبالغہ ہی سہی لیکن جس معنی میں یہ کہاوت مشہور ہے۔ اس میں ضرور کسی نہ کسی حد تک سچائی کا وجود ہے یعنی کسی ممتاز ہستی کی قربت حاصل کر کے ایک معمولی آدمی بھی کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔

شیخ چلی:۔ کہاوت کے طور پر ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو بے پر کی اڑاتا ہے اور خیال ہی خیال میں ہوائی محل تیار کرتا رہتا ہے۔ دراصل یہ ایک فرضی شخص ہے اور لوگ بے بنیاد اور حماقت پر مبنی قصے گھڑ کر اس کے نام کے ساتھ

چپکا دیتے ہیں۔ جیسے مشہور ہے کہ ایک بار کسی نے شیشے کے کھلونوں سے بھرا ایک ٹوکرا شیخ جی کے سر پر رکھوا کر کہا کہ فلاں جگہ پہنچانے کا ایک روپیہ دوں گا۔ شیخ جی نے راستے ہی میں ٹوکرے کو سر سے اتارا اور سوچنے لگے کہ آج کی مزدوری سے ایک مرغا اور مرغی خریدوں گا۔ مرغی انڈے دے گی۔ ان میں سے کئی بچے نکلیں گے۔ انہیں بیچ کر ایک بکری لے لوں گا۔ دو ایک سال میں اس بکری سے کئی بکریاں ہو جائیں گی تو انہیں بیچ کر ایک گائے خرید لوں گا۔ گائے بچھڑے دے گی انہیں بیچ کر ایک بھینس لے لوں گا۔ اسی طرح جب میرے پاس کئی بھینسیں ہو جائیں گی تو انہیں بیچ کر میں کسی امیر گھرانے میں شادی کرونگا۔ حسین بیوی کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھوں گا۔ اگر وہ میرا حکم نہیں مانے گی تو اس کی پیٹھ پر پورے زور سے یوں لات ماروں گا۔ غصے سے بھرے شیخ جی کی لات اس وقت اپنی خیالی بیوی کی بجائے پاس پڑے ٹوکرے پر ایسی پڑی کہ شیشے کے تمام کھلونے چکنا چور ہو گئے۔

لال بجھکڑ:۔ شیخ چلی کی طرح یہ بھی ایک من گھڑت شخصیت ہے جس سے مراد ایک ایسا شخص لیا جاتا ہے جو اصل میں بے وقوف لیکن آپ کو سب سے زیادہ عقل مند سمجھتا ہو۔ کہتے ہیں کہ لال بجھکڑ کے گاؤں والوں نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک بار رات کو اس گاؤں میں سے ہاتھی گزرا ہو گا۔ صبح کو اس کے پاؤں کے نشان دیکھ کر لوگ بہت حیران ہوئے کہ یہ نشان یہاں کیسے بن گئے۔ لال بجھکڑ کو بلا کر نشان دکھائے گئے۔ دیکھتے ہی اس نے کہا ارے احمقو! تمہیں یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا کہ کوئی ہرن اپنے پاؤں سے چکی کا پاٹ باندھ کر کودتا ہوا یہاں سے نکلا ہے۔ یہ اسی کے پاؤں کے نشان ہیں۔

سات سمندر پار:۔ اس کہاوت سے مراد کسی چیز کے بہت دور ہونے سے لی جاتی ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق یہ سات سمندر بحیرہ شام، بحیرۂ قلزم بحیرہ عرب، بحیرہ عمان، بحیرہ فارس اور بحیرہ اسود ہیں جبکہ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق پہلا سمندر نمک کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا گھی کا، چوتھا دہی کا، پانچواں شراب کا، چھٹا گنے کا رس کا اور ساتواں شہد کا ہے۔

اسی طرح اور بھی سینکڑوں کہاوتیں خاص و عام کی زبان پر ہیں۔ طوالت سے بچنے کیلئے انکے پس منظر پر روشنی نہیں ڈالی جائے گی بلکہ صرف چند ایسی کہاوتیں ہی (ان سے مراد لئے جانے والے معنی کے ساتھ) پیش کی جائیں گی جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں استعمال ہوتی ہیں:۔

متفرق کہاوتیں

کہاوت	مراد لئے جانے والے معنی
آ پڑوسن لڑ	ہر ایک سے خواہ مخواہ لڑنے کو تیار رہنا۔
آ پڑوسن مجھ سی ہو	مصیبت میں دعا کرنا کہ دوسرے لوگ بھی میری طرح ہو جائیں۔
آپ کاج مہا کاج	دوسروں سے کروانے کی نسبت اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام بہتر ہوتا ہے۔
پہلے آتما پھر پرماتما / پہلے پیٹ پوجا پھر کام دوجا	پیٹ کی فکر پہلے دوسرے کام بعد میں۔

کہاوت	مراد لئے جانے والے معنی
آج کے بنیئے کل کے سیٹھ	زمانہ بدلتا رہتا ہے۔
آج مرے کل دوسرا دن	مرنے کے بعد قریبی رشتہ دار بھی بھلا دیتے ہیں۔
آس پاس برسے دلی پڑی ترسے	حق دار تو دیکھتے رہ جائیں لیکن غیر فائدہ اٹھائیں
آفت کی پڑیا	بے حد شرارتی۔
آگ کھائے انگارے ہگے	برے کام کا برا نتیجہ
آگ کہنے سے منہ نہیں جلتا	بری چیز کا نام لینے سے برا اثر نہیں پڑ جاتا۔
آگ لگا دن دریا بجھا دن	باطن میں فتنے برپا کریں بظاہر انہیں فرو کرنے کا ڈھونگ رچائیں۔
آگے کنواں پیچھے کھائی۔	ایسا کام جسے کریں تو خرابی نہ کریں تو بھی خرابی ہو
آگ لینے آئی گھر والی بن بیٹھی	بدچلن عورت جس کے لئے ذرا سا بہانہ کافی ہو۔
ابھی دلی دور ہے	کام پورا ہونے میں ابھی دیر ہے۔
اپنا لال گنوا کے در در مانگے بھیک	خود اپنا نقصان کر کے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا۔
اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ	جہاں ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف رائے رکھتا ہو۔
اپنا پیسہ کھوٹا تو پرکھنے والے کا کیا دوش۔	برے عزیز کے لئے دوسروں سے برا بھلا سننا ہی پڑتا ہے۔
اٹھاؤ میرا لکنا گھر سنبھالو اپنا	ایسی عورت جو شادی ہوتے ہی شوہر کو لے کر الگ ہونے کا شور مچائے۔
اندھیر نگری چوپٹ راج	حاکم وقت کی لاپرواہی سے بدنظمی اور بدعنوانی پھیلتی ہے۔

اونگھتے کو ٹھیلے کا بہانہ	کام چور کو ذرا سا منع کرنے پر بھی کام چوری کا عمدہ بہانہ مل جاتا ہے۔
باپ بھکاری پوت بھنڈاری۔	کام چور کو ذرا سا منع کرنے بھی کام چوری کا عمدہ بہانہ مل جاتا ہے۔
باپ سے بیر پوت سے سگائی۔	دشمن کے یگانوں سے دوستی کا ہاتھ بڑھانا۔
بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔	ضرورت کے اتفاقیہ پورا ہو جانے پر بولا جاتا ہے۔
پٹھان کا پوت گھڑی میں اولیا گھڑی میں بھوت۔	جذباتی آدمی کے مزاج کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔
پڑھیں فارسی بیچیں تیل دیکھو قدرت کے کھیل	بد قسمت ہنرمند کی طرف اشارہ ہے۔
تم ڈال ڈال ہم پات پات	کسی کی چالاکیوں کو خوب سمجھ جانے کے موقع پر بولا جاتا ہے۔
جس کا بنیا یار اس کا دشمن کیا درکار	مشہور ہے کہ بنیا کسی سے وفا نہیں کرتا۔ بے وفا دوستی بیکار ہے۔
جس کا کام اسی کو ساجے اور کرے تو ٹھینگا باجے	ہر کام کے لئے اس کا ماہر ہونا ضروری ہے۔
جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔	کسی بھی کام میں شرمانا اچھا نہیں ہوتا۔
جو نہ بھائے آپکو دے دے بھوکے باپ کو م جلی ہوئی روٹی خدا کے نام۔	جو چیز خود کو پسند نہ ہو اسے خیرات میں دیتے ہوئے سخاوت کی ڈھینگ مارنا۔
چور چوری سے گیا تو کیا ہیرا پھیری سے بھی گیا۔	چھوٹنے پر بھی بری عادت اپنا اثر باقی رکھتی ہے۔

حرام زادے کی رسی دراز۔	بدمعاش آدمی کی پہنچ دور دور تک ہوتی ہے؛ وہ آسانی سے قابو نہیں آتا۔
خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے	خدا کی جب نگاہ کرم ہوتی ہے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔
داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھولے۔	دینے والا خوشی سے دیتا ہے دیکھنے والے خواہ مخواہ جلتے ہیں۔
دور کے ڈھول سہاونے	دور سے دکھائی/سنائی دینے والی ہر چیز بھلی معلوم ہوتی ہے۔
دیس چوری پردیس بھیک۔	بے غیرت کو بے حیائی کا کام کرتے ہوئے کہیں بھی شرم نہیں آتی۔
دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔	راز کی بات بہت احتیاط سے کہنا چاہیئے۔ ممکن ہے دیوار کے پیچھے کوئی چھپا ہو۔
ڈولی نہ کہار بی بی بیٹھی ہیں تیار۔	پلّے کچھ ہے نہیں منصوبے بڑے بڑے بناتے ہیں۔
بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا	پاس پڑی چیز کے لئے دور دور تک تلاش کرنا۔
ڈھول کے اندر پول۔	اصلیت کم ظاہری رکھ رکھاؤ زیادہ۔
راجا کے گھر موتیوں کا کال؛	صاحب اقتدار کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔
رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔	اقتدار کھو جانے پر بھی غرور نہیں جاتا۔
ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف۔	زن مرید شخص جو ہمیشہ سسرال والوں کی حمایت کرے۔
سانچ کو آنچ نہیں۔	سچے آدمی کو کوئی کہیں بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سُمی سے سوم بھلا جو ترت دے جواب	بلا وجہ انتظار میں رکھنے سے بہتر ہے صاف انکار کر دے۔
سونا جانے کسے آدمی جانے بسے	بغیر پرکھے کسی کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔
سونے سے گھڑاون مہنگی۔	اصلی قیمت سے لاگت زیادہ۔
دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی	
سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا	رشتے دار کے صاحبِ اقتدار ہونے سے کسی کا ڈر نہیں رہتا۔
غریبوں نے روزے رکھے تو دن بڑے ہو گئے۔	نیک کاموں کا ذمہ لینے سے ہمیشہ پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔
کاجل کی کجلوٹی پھولوں کا سنگار	کسی بدشکل کا ضرورت سے زیادہ بناؤ سنگار کرنا۔
کاجل کی کوٹھڑی میں دھبوں کا ڈر کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا۔	بدنام جگہ پر قدم رکھنے سے بدنام ہونا لازمی ہے۔
کام پیارا ہے چام پیارا نہیں۔	صورت سے زیادہ لوگ سیرت کے غلام ہوتے ہیں۔
کنواری ارمان بیاہی پشیمان	کامیابی کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہونا۔
وقت پہ کھوٹا پیسہ کبھی کام آجاتا ہے	نکمی چیز کبھی کبھی بہت کام آجاتی ہے۔
کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔	مختلف جگہوں کے لوگوں کا باہم متحد و متفق ہو کر رہنا۔
گاؤ بجاؤ کوڑی نہ پاؤ۔	خوب خدمت کرنے کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہو۔
عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا۔	بے وقوف مالدار۔
گزر گئی گزران کیا جھونپڑی کیا میدان	ماضی، برا بھلا جیسا بھی تھا گزر گیا اس پر کڑھنے سے کیا حاصل۔

لادو لدا دے لادنے والا ساتھ دے۔	ایسا کام چور جو چاہے کہ سارا کام کوئی دسرا ہی پورا کر دے۔
ماں ٹینی باپ کلنگ بچے نکلے رنگ برنگ	نالائق خاندان کی نالائق اولاد۔
مان نہ مان میں تیرا مہمان۔	بغیر جان پہچان رسوخ ظاہر کرنا۔
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔	ایسا آدمی جسے کام کرنے کا نو سلیقہ نہ ہو بے کار نقص نکالتا ہے۔
ناچنے لگی تو گھونگھٹ کیسا۔	جب کسی کام کو شروع ہی کر دیا تو شرم کیسی
نائی نائی بال کتنے، ججمان جی کے آگے آتے ہیں۔	عنقریب پیش آنے والے واقعہ پر پریشانی کیسی۔
نانی خصم کرے دوہتا چٹی بھرے	برے کام کوئی کرے خمیازہ کوئی دوسرا بھگتے۔
نہ اینٹ ڈالے نہ چھینٹ کھائے۔	نہ برا کام کرو نہ کسی سے برائی سنو۔
نہ جنتی نہ ڈھول بجتا۔	برے آدمی کو نہ اس کی ماں جنم دیتی نہ اس کی رسوائی ہوتی۔
ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ آئے چوکھا	خرچ بھی کم ہو اور کام بھی بہتر۔
وہی سہاگن کہلائے جو پیا من بھائے۔	خدا جسے چاہے، عزت دیتا ہے۔
آندھی آئے بیٹھ جائے مینہ آئے بھاگ جائے۔	معمولی تکلیف تو برداشت کرے بڑی مصیبت پڑے تو بھاگ جائے۔
اندھا کیا جانے بسنت کی بہار	جس نے کسی چیز کا لطف نہیں اٹھایا وہ اس کی قدر نہیں کر سکتا۔
ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا دکھائی دیتا ہے۔	اپنے ہی تصورات میں مست۔ دل پر بیٹھی ہوئی بات نہیں نکلتی۔

ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے	ہمیشہ ایک سی حالت میں رہنے والا۔
سب دن چنگے تہوار کے دن ننگے۔	ایسا شخص جو ہمیشہ بے وقت بن ٹھن کر رعب جمائے۔
صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو بھولا نہ کہیئے۔	اگر کوئی جلدی ہی برے کاموں سے توبہ کرلے تو اسے اچھا سمجھنا چاہیئے۔
آپ میاں صوبیدار گھر میں بی بی جھونکے بھاڑ۔	مفلسی میں بھی امیرانہ ٹھاٹھ۔
تلوار مارے ایک بار احسان مارے بار بار۔	کسی کے احسان کا بوجھ کبھی نہیں اتارا جا سکتا۔
کاٹے باڑھ نام تلوار کا۔ لڑے فوج نام سرکار کا	کام کے کرنے والوں ہی کی ہمت سے مالک کا نام روشن ہوتا ہے۔
کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتا	زبان سے نکلی ہوئی بات کو واپس نہیں لیا جاسکتا۔
لڑائی میں مٹھائی نہیں بٹتی۔	جنگ سے کبھی فائدہ نہیں پہنچتا۔
لگا تو تیر نہیں تو تکا۔	ہمت نہیں ہارنا چاہیئے کامیاب ہوگئے تو بہتر ورنہ نہ سہی۔
کہو دن کی سنے رات کی۔	سوال کچھ اور جواب کچھ۔
بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔	سراسر ناامیدی سے جو مل جائے وہی غنیمت۔
جب اوڑھ لی لوئی تو کیا کرے گا کوئی	بے حیا اپنی کرتوتوں پر کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔
جتنی چادر دیکھو اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ	ہمیشہ اپنی آمدنی کے مطابق ہی خرچ کرو۔
کملی اوڑھنے سے فقیر نہیں ہوتا۔	بھیس بدل لینے سے خوبیاں پیدا نہیں ہوجاتیں
گودڑی کا لال۔	جاہلوں میں باہنر کا چھپے رہنا۔

چمڑی جائے دمڑی نہ جائے۔

کنجوس پیسہ بچانے کے لئے جانی نقصان تک برداشت کر لیتا ہے۔

مدعی سست گواہ چست۔

جہاں صاحب معاملہ تو خاموش رہے، دوسرے لوگ اس کی جگہ بولتے جائیں۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

اچھی چیز کے آثار ابتدا ہی سے دکھائی دینے لگتے ہیں

گھر کا جوگی جوگنا آن گاؤں کا سدھ

اپنوں سے بے رخی اور غیروں سے دوستی۔

اعضائی کہاوتیں

آپو دھاپ، اپنا منہ اپنا ہی ہاتھ۔

دوسروں کی پرواہ نہ کر کے اپنی ہی فکر میں رہنا۔

آنکھ نہ دیدہ کاڑھے کشیدہ۔

لیاقت سے بڑھ کر دعویٰ کرنا۔

آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ۔

ایسا نادان جو اپنے آپ کو دانا سمجھے۔ حقیقت کے خلاف۔

آنکھوں پر پلکوں کا بوجھ نہیں۔

قابل محبت چیز دل پر گراں نہیں گزرتی۔

آنکھ پھڑکے بائیں پیر ملے یا سائیں
آنکھ پھڑکے داہنی ماں ملے یا بائیں

وشواس کہا جاتا ہے کہ اگر آدمی کی دائیں اور عورت کی بائیں آنکھ پھڑکے تو کسی عزیز یا رشتہ دار سے ملاقات کی علامت ہوتی ہے۔

اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا۔

اپنے ہی کئے کی وجہ سے نقصان اٹھانا۔

اتنی سی جان گز بھر کی زبان۔

حد سے زیادہ ڈینگیں مارنا۔

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔

حاجت مند پر ہمیشہ اپنی حاجت پورا کرنے کی دھن سوار رہتی ہے۔

کہاوت	مطلب
اندھوں میں کانا راجہ	بے عقلوں کے گروہ میں تھوڑا سا بھی عقل مند بازی لے جاتا ہے۔
اندھے کے آگے روئے اپنے ہی دیدے کھوئے۔	احمق کو نصیحت، اور بے رحم کے آگے اپنی مصیبت، کہنا بے کار ہے۔
جادو وہ جو سر چڑھ بولے	تدبیر وہی کارگر ہوتی ہے جس کا مخالف بھی اعتراف کرے۔
جتنے منہ اتنی باتیں۔	کسی مسئلہ پر ہر ایک کی الگ الگ رائے ہونا۔
جس کی پھوٹی نہ ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی۔	جسے خود کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو وہ دوسروں کا درد نہیں جان سکتا۔
جس کی گود میں بیٹھنا اسی کی داڑھی کھسوٹنا۔	احسان فراموش کے لئے بولا جاتا ہے۔
چکنے منہ کو سبھی چومتے ہیں۔	اچھے آدمی کی ہر جگہ خاطر تواضع ہوتی ہے۔
چھوٹا منہ بڑی بات۔	اپنی حیثیت سے بڑی بات کہنا۔
خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔	خدا کمینے کو صاحب اختیار نہ بنائے۔
دائی سے پیٹ چھپانا	بھیدوں کے جاننے والے سے کسی بھید کو چھپانے کی کوشش کرنا۔
سر سہلائے بھیجا کھائے۔	دوست بن کر نقصان پہنچانا۔
سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔	کسی کام کے شروع ہوتے ہی رکاوٹ پڑ جانا۔
سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلتا۔	جہاں نرمی اور شرافت سے کام نہ چلے وہاں بولا جاتا ہے۔
کل کے جوگی کندھے پر جٹا۔	کمال حاصل کئے بغیر بزرگوں کا بھیس بنائے پھرنا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

کھویا ہوا موقع بار بار میسر نہیں ہوتا۔

منہ چڑھتے ہی گال کاٹا۔

شروع ہی میں نقصان پہنچایا۔

منہ کا میٹھا دل کا کھوٹا۔

بظاہر شریف بہ باطن مکار۔

منہ لگائی ڈومنی گائے تال بے تال۔

ایسا آدمی جو ذرا سی نرمی دکھانے سے سر پہ چڑھ جائے۔

منہ سے نکلی کوٹھوں چڑھی۔

منہ سے نکلی بات فوراً پھیل جاتی ہے۔

نکٹے کی ناک کٹی سوا گز اور بڑھی۔

بے حیا اپنی بدنامی پر بھی خوش ہوتا ہے۔

نکلے دانت پھر اندر نہیں آتے۔

ظاہر ہو جانے کے بعد کسی بھید کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

ہاتھ کی لکیریں نہیں مٹتیں۔

قسمت کا لکھا اٹل ہوتا ہے۔ اپنے کبھی غیر نہیں ہوتے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام
ہاتھ میں سمرنی بغل میں کترنی

بظاہر پارسا بہ باطن دغا باز۔

خورد و نوشی کہاوتیں

آٹا نبڑا بوچا سٹکا۔

(بوچا- کان کٹا کتا مراد خوشامدی) مالدار کے غریب ہوتے ہی خوشامدی بھاگ جاتے ہیں۔

آٹے کا چراغ گھر میں رکھو تو چوہا کھائے باہر رکھو تو کوا لے جائے۔

ایسا کام جس میں ہر طرح نقصان ہی نقصان ہو۔

گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔

مجرم کے ساتھ بے گناہ کے بھی سزا پانے کے موقع پر بولا جاتا ہے۔

آدھ پاؤ کھچڑی چوبارے رسوئی۔

شیخی بگھارنے والے شخص کے متعلق بولا جاتا ہے۔

کہاوت	مطلب
اپنا رکھ پرایا چکھ	اپنی چیز کی حفاظت کرنا اور دوسروں کا مال اڑانا
اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا	اتفاق میں برکت ہے۔ اکیلا کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔
اونچی دکان پھیکا پکوان۔	مشہوری زیادہ حقیقت بہت کم۔
ایک انڈا وہ بھی گندا۔	ایک ہی بیٹا وہ بھی نالائق۔
بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔	کسی چیز کا مذاق نہ رکھنے والا اس کی خوبی سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔
بور کے لڈو کھائے تو پچھتائے نہ کھائے تو پچھتائے۔	ایسا کام جس کے کرنے اور نہ کرنے دونوں طرف سے پشیمانی ہو۔
بھات ہوگا تو کوّے بہتیرے۔ گڑ ہوگا تو چیونٹیاں بہت۔	خوبیاں موجود ہوں تو قدر شناس بھی مل جاتے ہیں۔
بھری تھالی میں لات مارنا۔	بنے بنائے کام بگاڑ دینا۔
بھوک میں گولر پکوان / بھوک میں چنے بادام	بھوکے کو بدمزا چیز بھی مزیدار لگتی ہے۔
بھولے بامن گائے کھائی اب کھائے تو رام دہائی۔	ایک بار فریب میں آکر محتاط ہو جانا۔
پانڈے جی پچھتائیں گے وہی چنے کی کھائیں گے۔	ضدی آدمی ہمیشہ گھاٹے میں رہتا ہے۔
پیاسا ہی کنوئیں کے پاس جاتا ہے	طلب گار کو ہی مطلوب کے پاس پہنچنا پڑتا ہے۔
پیٹ میں پڑا چارہ تو کودنے لگا بچارا۔	نودولتا خاندانی غریبی کو بھول کر بہت ظلم کرنے لگتا ہے۔
تو بھی رانی میں بھی رانی کون بھرے پن گھٹ سے پانی۔	جہاں سب اکڑباز ہوں وہاں کام کون کرے۔

تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔
کام شروع کرنے سے پہلے حالات کا جائزہ لو۔

ٹکڑے کھائے دل بہلائے کپڑے پھٹے تو گھر کو آئے۔
نکما آدمی جو بیٹھے بٹھائے ہر چیز طلب کرے۔

ٹکے کے دودھ میں مکھی۔
سستی چیز میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی خرابی۔

جتنا گڑ ڈالو اتنا ہی میٹھا ہوگا۔
جتنے زیادہ دام خرچ کروگے اتنی ہی اچھی چیز ملے گی۔

جس برتن میں کھائے اسی میں چھید کرے
ایسا آدمی جو بھلا کرنے والے کے ساتھ برائی کرے

جہاں دیکھے توا پرات وہیں گاوے ساری رات۔
غرض مند کی جہاں سے غرض پوری ہو وہیں کے گن گاتا ہے۔

چولھے آگ نہ گھڑے پانی۔
بے حد مفلس، جس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو۔

حیلے رزق بہانے موت
روزی کے لئے ذریعہ اور موت کے لئے بہانہ ضروری ہے۔

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔
جہاں سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو وہ وہاں سے محتاط رہتا ہے۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔
پورا پورا انصاف کرنا۔

ساجھے کی ہانڈی چوراہے میں پھوٹے
حصہ داری میں اکثر لڑائی جھگڑا ہی رہتا ہے

سات ماموں کا بھانجا بھوک بھوک پکارے
کئی گھروں کا مہمان اکثر بھوکا ہی رہتا ہے۔

سب دھان بائیس پنسیری
برے بھلے کی کوئی تمیز نہ ہونا۔

شکر خورے کو شکر اور موذی کو ٹکر۔
اچھے سے اچھا برتاؤ اور بُرے کو بدی کی سزا ضرور ملتی ہے۔

پیٹ نہ پڑی روٹیاں تو سبھی باتاں کھوٹیاں
بغیر کھائے کچھ بھی کام نہیں ہو سکتا۔

جس کی کوٹھی دانے اس کے چوہے بھی سیانے

مالدار گھر کے بچے بھی خواہ احمق ہی کیوں نہ ہوں عقلمند سمجھے جاتے ہیں۔

کاٹھ کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی

دھوکا اور فریب بار بار کام نہیں آتا۔

کس کھیت کی مولی ہو۔

تم کس گنتی میں ہو۔ تمہاری قدر ہی کیا ہے۔

کھلائے کا نام نہیں رلائے کا نام ہے

نیکی کا صلہ نہیں ملتا ذرا سا قصور ہو تو ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے۔

گڑ سے مرے تو زہر کیوں دو۔

اگر نرمی سے کام چل سکے تو سختی کی کیا ضرورت ہے۔

گئی بوٹی نیا شوربا۔

بات بات میں حساب۔

گھر کی کھانڈ کرکری چوری کا گڑ میٹھا

ایسا آدمی جو حق حلال کی کمائی سے حرام کی کمائی کو اچھا سمجھے۔

گھر کی مرغی دال برابر۔

یگانوں یا گھر کی چیزوں کی خاطر خواہ قدر نہ کرنا۔

گھر میں دھان نہ پان بیٹی کو بڑا گمان

ناداری کی حالت میں غرور سے اکڑنے والوں کے لئے کہا جاتا ہے۔

لگی تو روزی نہیں تو روزہ۔

کام مل گیا تو کھا لیں گے ورنہ فاقہ ہی کرنا پڑیگا۔

مان کا پان بھی بہت ہوتا ہے۔

عزت کے ساتھ کی جائے تو تھوڑی سی خاطر بھی بہت ہوتی ہے۔

بکری کی جان گئی کھانے والے کو سواد نہ آیا۔

بے رحم کے لئے اگر کوئی جان بھی قربان کر دے تو وہ اس کی قدر نہیں کرتا۔

مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال۔

مفت کا مال کسی کو بھی برا نہیں لگتا۔

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔

اچھے کام کا دعوی کرنا کہ میں نے کیا، برا کام خود کرکے بھی انکار کر دینا۔

میٹھے کے لالچ میں لوگ جھوٹا بھی کھالیتے ہیں۔
نفع کے لالچ میں تکلیف بھی اٹھائی جاتی ہے۔

ننگوں کو بھوگوں نے لوٹ لیا۔
جہاں سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دغاباز اور فریبی ہوں۔

نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔
چیز فالتو نہیں ہوگی تو ضائع نہیں ہوگی۔

یہ وہ گڑ نہیں جسے چیونٹیاں کھائیں
ہر ایک کو یہ بات نصیب نہیں ہوتی۔

نباتاتی کہاوتیں

آم کھانے سے مطلب یا پیڑ گننے سے۔
بے فائدہ حجت سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کام سے کام رکھنا۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام
ایسا کام جس سے دوہرا نفع ہو۔

کہو آم کی سنے املی کی۔
غیر حاضر طبیعت کے آدمی کے لئے بولا جاتا ہے۔

پیڑ بوئے ببول کے آم کہاں سے کھائے۔
برائی کرنے والے کو بھلائی کی امید نہیں رکھنا چاہیے۔

پھولوں کی سیج
آرام دہ بستر یا کام

جڑ سے بیر پتوں سے یاری۔
بزرگوں سے دشمنی ان کی اولاد سے دوستی۔

جو بوؤگے سو کاٹو گے۔
جیسی کسی کے ساتھ کروگے ویسی ہی بھروگے۔

چونی بھی کہے مجھے گھی سے کھاؤ۔
کم اصل بھی اپنی حیثیت کو بھول جاتا ہے۔

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔
صحبت کا اثر ضرور پڑتا ہے۔

آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
ایک مصیبت سے چھٹکارا پاکر دوسری میں پھنس گیا۔

الٹے بانس بریلی کو

روایت یا دستور کے خلاف کام کرنا۔

نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری

کسی برائی کی جڑ ہی کو ختم کر دینا۔

انگور کھٹے ہیں

رسائی نہ ہو سکنے کی صورت میں چیز میں عیب نکالنا۔

عددی کہاوتیں

آٹھ چولا ہے نو حقہ اس پر دھکم دھکا

ضرورت سے زیادہ چیز ہوتے ہوئے بھی دنگا فساد کرتے رہنا۔

آٹھ گاؤں کا چودھری بارہ گاؤں کا راؤ۔

ایسا مال دار جس سے کسی کو فیض نہ پہنچے۔

آدھی رات جاہی آئے شام ہی سے منہ پھیلائے۔

کسی کام کے لئے قبل از وقت تیاریاں شروع کر دینا۔

آدھی چھوڑ ساری کو دھائے آدھی ملے نہ ساری پائے۔

آدھی پر صبر نہ کرنے والا ساری چیز سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

ایک اینٹ کے لئے مسجد ڈھانا۔

تھوڑے سے فائدے کے لئے بڑا نقصان گوارا کر لینا۔

ایک پر کے سو کوے بنانا

بے حد مبالغہ سے کام لینا۔

ایک پنتھ دو کاج

ایک ہی تدبیر سے دو کام نکالنا۔

ایک تو چوری اس پر سینہ زوری

قصور وار ہوتے ہوئے بھی ڈھٹائی پر اڑے رہنا۔

ایک تو کانی جائی دوسرے پوچھنے والوں نے جان کھائی۔

مصیبت میں ہمدردی ظاہر کرنے والے بھی بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔

کہاوت	مطلب
ایک کریلا دوسرے نیم چڑھا۔	برے آدمی کا مزید برے کام کرنا۔
ایک انار سو بیمار	جہاں ایک چیز کے کئی طالب گار ہوں۔
ایک ہی توے کی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی۔	خاندان یا جماعت کی عزت میں سب کی عزت۔
ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے۔	ایک ہی آدے کے برتن - ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر۔
ایک چپ ہزار سکھ۔	ایک خاموشی کئی مصیبتوں کو ٹال سکتی ہے۔
ایک حمام میں سب ننگے	جہاں سبھی عیبی ہوں تو کون کسی کو برا کہہ سکتا ہے۔
ایک کو رسائی ایک کو بدھائی۔	مکروفریب سے لوگوں کو جھوٹی آس بندھائے رکھنا۔
ایک کی لاٹھی دس کا بوجھ	ایک حاجت روائی کے لئے کئی آدمیوں کا احسان مند ہونا۔
ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔	ایک ہی چیز کے طلب گاروں میں باہم صلاح نہیں رہ سکتی۔
ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔	لڑائی کے لئے ہمیشہ دو پارٹیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔
باپ نہ دادا سات پشت حرام زادہ	خاندانی کمینے کے لئے بولا جاتا ہے۔
تولہ بھر کی آرسی نانی بولے فارسی۔	معمولی احسان کر کے زیادہ دباؤ ڈالنا۔
تیسرا آنکھ کا ٹھیکرا۔	دو دوستوں میں تیسرا ہمیشہ ناگوار گزرتا ہے۔
جان بچی لاکھوں پائے گھر کے بدھو گھر کو آئے۔	ایسی مصیبت جس سے جان بچ جانا ہی غنیمت ہو۔

جس راہ نہ چلنا ہو اس کے کوس کیا گننا۔
جس کام سے کوئی واسطہ نہ ہو اس کا ذکر ہی کیوں۔

دس کی لاٹھی ایک کا بوجھ
سب مل کر مدد کریں تو کسی ایک کی حاجت بہ آسانی روا ہو سکتی ہے۔

ایک گھر تو ڈائن بھی چھوڑ دیتی ہے۔
بدنام سے بدنام آدمی بھی کسی نہ کسی سے شرم کرتا ہے۔

ڈھاک کے تین پات
ایسا ضدی جو کسی دلیل سے قائل نہ ہو۔

سیر پر سوا سیر / نہلے پہ دہلا۔
جہاں زبردست کی سرکوبی کے لئے اس سے زیادہ زبردست موجود ہو۔

گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ
ایسا آدمی جو ایک حالت پر قائم نہ رہے۔

نو نقد نہ تیرا ادھار۔
ادھار کے زیادہ کی نسبت نقد کے کم ہی بہتر۔

سو سنار کی ایک لہار کی
کمزور کی معمولی سی دھمکیوں سے زبردست کی ایک ہی چوٹ زیادہ کام کرتی ہے۔

نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔
ایسا عذر جس کو جھٹلانا مشکل ہو۔

آپ کہاوتیں

آپ ڈوبے سو ڈوبے اوروں کو بھی لے ڈوبے۔
اپنے ساتھ اوروں کو بھی نقصان یا مصیبت میں ڈالنا۔

آپ ڈوبے جگ ڈوبا / آپ موئے جگ پرلے
خود ہی تباہ ہو گئے، تو دنیا کے مزے سے کیا کام

آئی موج فقیر کی دیا جھونپڑا جلا۔
آزاد منش ذاتی نقصان پر زیادہ افسوس نہیں کرتا۔

کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبی
ناپائیدار سہاروں کا بھروسہ نہیں ہوتا۔

کنوئیں کی مٹی کنوئیں کو لگ جاتی ہے

آمدنی کے مطابق خرچ بھی بڑھ جاتا ہے۔

کیا ننگی نہائے کیا نچوڑے۔

رکھ رکھاؤ کے لئے غریبوں کے پاس ہوتا ہی کیا ہے۔

گر پڑے کی ہر گنگا۔

مجبوری پر بس نہیں چلتا۔

لاٹھی مارنے سے پانی جدا نہیں ہوتا

خون کے رشتے آسانی سے نہیں ٹوٹتے۔

لاج کی آنکھ جہاز سے بھاری۔

شرمیلی آنکھ اٹھائے نہیں اٹھتی۔

من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا

صدق دلی سے عمل کرنے والے کے لئے خدا ہر جگہ موجود ہے۔

نیکی کر دریا میں ڈال۔

نیکی کر کے احسان نہیں جتانا چاہیئے۔

دریا میں رہنا مگر مچھ سے بیر۔

اپنے حاکم اعلیٰ سے بگاڑنا ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

کوزے میں دریا بند کرنا۔

بہت اختصار سے کام لینا۔

بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگلتی ہیں۔

امیر غریبوں کی کمائی ہڑپ کر جاتے ہیں۔

حیوانی کہاوتیں

آ بیل مجھے مار

اپنے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا ہونا۔

آپ راہ راہ دُم کھیت کھیت

ایسا مکار جو اپنے آپ کو پارسا ظاہر کرے۔

آپ کھائے بلی کو بتائے۔

خود چوری کر کے دوسروں پر الزام لگانا۔

آتی ہے گھوڑے پر سوار جاتی ہے چیونٹی کی چال۔

بیماری کے بڑھنے میں دیر نہیں لگتی لیکن شفا آہستہ آہستہ ملتی ہے۔

آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا سب سے بھلا کمہار کا گدھا

لاوارث جسے کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

ضرب المثل	مفہوم
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا۔	غافل اور پھوہڑ عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے۔
اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔	موقع ہاتھ سے کھو کر پچھتانے سے کیا حاصل
اب رنگ لائی گلہری۔	کسی کی چھپی چالاکی ظاہر ہونے کے موقع پر بولا جاتا ہے
اپنا کتا باندھو ہم بھیک سے باز آئے۔	جہاں معمولی فائدے کے بدلے بھاری نقصان کا خطرہ ہو۔
اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔	حمایتیوں کی شہ پر آدمی جوش میں آجاتا ہے۔
انڈے سیوے فاختہ کوے میوے کھائیں	محنت کوئی کرے اور مزے کوئی اڑائے۔
اونٹ جب بھی بھاگتا ہے تو پچھم کو۔	ہر آدمی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔
اونٹ جب تک پہاڑ کے نیچے نہیں آتا اپنے سے اونچا کسی کو نہیں سمجھتا	جب تک اپنے سے زبردست سے پالا نہ پڑے اپنی طاقت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔
اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔	بے ڈھنگ آدمی کے لئے بولا جاتا ہے۔
ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔	کسی چیز کا نشان تک باقی نہ رہنا۔
باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔	ہر نسل میں اپنے باپ دادا کی عادات کا ہونا ضروری ہے۔
باپ نہ ماری پدڑی بیٹا تیر انداز	خاندانی اوصاف سے بڑھ کر گپ ہانکنا۔
بچھڑا کھونٹے کے بل پر کودتا ہے۔	حمایتیوں کے بھروسے پر اکڑنے والا۔
اندھی پیسے کتا چاٹے۔	کسی کے پھوہڑپن یا بدنظمی کے موقعہ پر بولتے ہیں۔

بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا	برے آدمی سے جان چھڑانے کیلئے کہا جاتا ہے
بکری کی ماں کب تک خیر منائیگی ۔	ایک نہ ایک دن کیئے کی سزا ضرور ملے گی ۔
بلی بھی لڑتی ہے تو منہ پر پنجہ رکھ لیتی ہے	حیوان بھی لڑتے ہوئے شرماتے ہیں ۔
بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ۔	ناممکن چیز کا ہاتھ لگ جانا ۔
بلی کے خواب میں چھیچھڑے ہی چھیچھڑے	سوتے جاگتے اپنی ہی فکر میں غرق رہنا ۔
بندر کو ملی ہلدی کی گرہ پنساری بن بیٹھا	کم ظرف جو ذرا سی بات پر اترانے لگے ۔
بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا	فسادی آدمی کو منہ لگانا ۔
بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے ۔	بے ہنر کے سامنے ہنر کا مظاہرہ بے سود ہے ۔
بیل نہ کودا کودی گون یہ تماشا دیکھے کون ۔	مدعی تو خاموش ہے لیکن مدعا علیہ برس پڑے ۔
جس کی لاٹھی اس کی بھینس ۔	زبردست ہی سب پر غالب آتا ہے ۔
جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ۔	ایسا سخی جس کی سخاوت قریبی رشتے دار محروم…
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں	فضول خرچی ہمیشہ خالی ہاتھ رہتا ہے ۔
چیونٹی کے پر نکل آنا ۔	موت کے دن قریب ہونا ۔
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل	کمینے کو بلند مرتبہ مل جانا ۔
خارشی کتیا مخمل کا جھول ۔	بدشکل آدمی کا بیش قیمت لباس پہننا ۔
دانہ نہ گھاس گھوڑے تیری آس	بغیر کھلائے پلائے کام لئے جانا ۔
دانہ نہ گھاس کھریرا تین تین بار ۔	نمائشی خاطر تواضع ۔
دبنے پر چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہے ۔	مجبور ہو کر کمزور بھی حملہ کر دیتا ہے ۔
دودھیل گائے کی لاتیں بھی بھلی	فائدے کے لئے سختی بھی برداشت کرنی پڑتی ہے

دھوبن پر بس نہ چلے تو گدھے کے کان مروڑے	زبردست پر بس نہ چلے تو کمزور کو دبا لیا۔
پیٹ میں چوہے ناچنا۔	بہت بھوکا ہونا۔
دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔	ایسا شخص جو کہیں کا نہ رہے۔
سانپ کے منہ میں چھپکلی نگلے تو اندھا اگلے تو کوڑھی۔	ایسا کام جس میں ہر طرح بدنامی کا ڈر ہو۔
سارس کی سی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی۔	نکمے کا نکما دوست۔
سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔	کام بھی نکل آئے نقصان بھی نہ ہو۔
سانپ نکل گیا لکیر پیٹا کر۔	موقع نکل جانے پر تدبیریں سوچنا بے کار ہے۔
شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔	اعلیٰ عدل و انصاف کی تعریف میں بولا جاتا ہے۔
ضرورت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔	مجبوری میں آدمی سب کچھ کر گزرتا ہے۔
کالے کا کاٹا جنتر نہ منتر۔	دغاباز سے چھٹکارا ناممکن ہے۔
کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔	زبردست کے آگے کوئی پیش نہیں جاتی۔
کتا راج بٹھایئے چکی چاٹے۔	بلند مرتبہ پانے پر بھی کمینے آدمی کی حرکتیں نہیں بدل جاتیں۔
نہ چور دیکھے نہ کتا بھونکے	نہ کمینے کے منہ لگو نہ برا بھلا سنو۔
کہنے سے کمہار بھی گدھے پر نہیں چڑھتا۔	ایسا آدمی جو بغیر کہے تو کوئی کام کرے لیکن کہنے پر اڑ جائے۔
بوڑھی گھوڑی لال لگام	بوڑھوں کا جوانوں جیسا فیشن کرنا۔

سینگ کٹا کر بچھڑوں میں داخل ہونا۔
کتے بھونکتے رہے ہاتھی نکل گیا۔
کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔

گدھا کیا جانے زعفران کا بھاؤ۔
گدھوں سے ہل چلیں تو بیل کیوں بسائیں
گھوڑا گھاس سے دوستی کرے تو کھائےگا کیا۔

گھوڑا گھڑسال پر ہی قیمت پاتا ہے
نامراد ہاتھی اپنے ہی لشکر کو لتاڑتا ہے۔
نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی۔
ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جس کا ہاتھی اس کا ناؤں۔

ہاتھی کا بوجھ ہاتھی ہی اٹھاتا ہے۔
ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔
ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔
ہاتھی نکل گیا دم رہ گئی۔

بوڑھوں کا جوان ہونے کا ڈھونگ رچانا۔
دشمن برا چاہتے رہتے ہیں آدمی اپنا کام کر جاتا ہے
دوسروں کی نقل کرنے سے اپنی قابلیت بھی جاتی رہتی ہے۔

بے وقوف اعلی مرتبے کی قدر نہیں پہچان سکتا۔
احمقوں سے کام نکلے تو عقل مندوں کی کیا ضرورت ہے
معاملے کی جگہ مروت فائدہ نہیں دیتی۔

اپنے مقام پر ہی ہر چیز کی قدر ہوتی ہے۔
کم ہمت اپنوں ہی پر ظلم کرتے ہیں۔
زندگی بھر پاپ کر کے مرتے وقت توبہ کی سوجھی۔
ہر چیز اپنی اصل سے منسوب ہوتی ہے۔

بڑے کام کا حوصلہ باہمت ہی کر سکتا ہے۔
بڑے آدمی کے سب فرماں بردار۔
نمائشی اور کارآمد چیزیں الگ الگ ہوتی ہیں۔

کام مکمل ہونے میں تھوڑی سی کسر باقی۔

تلمیحیں

محاوروں اور کہاوتوں کے علاوہ ہر زبان میں کچھ ایسے لفظی اشارے بھی ملتے ہیں جن کے ذریعے ماضی کے بعض مخصوص تاریخی وتہذیبی واقعات آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ ادبی اصطلاح میں ایسے ہر اشارے کو تلمیح کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تلمیحیں ماضی کی وہ یادگار روایتیں ہیں جن کے مطالب ہمارے سماجی وجود میں رس بس کر دیگر لفظوں اور اصطلاحوں کی طرح زبان کا ضروری جز مانے جاتے ہیں۔ یہ تلمیحیں چونکہ عام طور پر مذہبی اور تاریخی واقعوں، لوک کتھاؤں، رسموں روایتوں، قدیم مقامی ادب کے قصے کہانیوں، کلاسیکی شعرا کی طویل نظموں سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کی حیثیت رمز وکنایہ کی سی ہوتی ہے۔ ان کی مدد سے ان سے منسوب ایک پورا واقعہ یا کوئی مخصوص منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جو اس زبان کے بولنے والوں کے رسم ورواج یا عقیدوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ مثلاً شری رام چندر جی ہندوؤں میں بشنو کے ساتویں اوتار مانے جاتے ہیں۔ وہ اجودھیا کے راجا دشرتھ کے بڑے بیٹے اور ولی عہد تھے۔ لیکن باپ کا قول نبھانے کے لئے تخت نشینی کی بجائے وہ چودہ برس جلاوطنی کے لئے آمادہ ہوگئے۔ وفاداری کے جذبے کے تحت ان کے چھوٹے بھائی لچھمن اور اہلیہ سیتا جی نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ یہ واقعہ "رام بن باس" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک دن لنکا کا راجا راون سیتا جی کو اٹھا کر لے گیا۔ یہ واقعہ "سیتا ہرن" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے سیتا جی کو راون کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے ہنومان نے اپنے بہادر بندروں کی فوج لے کر راون پر چڑھائی کی۔ "دسہرہ" رام اور راون کی مشہور جنگ کی یادگار ہے۔ راون اتنا زبردست راجا تھا کہ رام چندر اور ہنومان کی فوجیں مل کر

بھی اسے شکست نہ دے سکیں۔ بالآخر راون کے بھائی بھبکشن نے انہیں کوئی
بھید بتا دیا جس سے راون مارا گیا۔ اور راون کی لنکا جلا کر راکھ کا ڈھیر کر د
گئی۔ اس سے "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" مشہور ہوا۔ ہندو عقیدے کے مطابق
"ہنومان" کی شخصیت نیک سیرتی اور بہادری کی علامت ہے۔ رام حق کی اور ر
باطل اور فتنہ انگیزی کی۔ لہٰذا "لنکا سے جو بھی نکلا سو باون گز کا" ایسے واقع
طرف اشارہ ہے جہاں چھوٹے سے بڑے تک سب فتنہ انگیز ہوں۔ جلاوطنی کے چود
برس پورے ہونے کے بعد جب رام چندر جی اجودھیا واپس لوٹے تو ان کی آ
کی خوشی میں جشن چراغاں منایا گیا۔ جو دیوالی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آج
جب یہ تمام واقعات ناٹک کی شکل میں دہرائے جاتے ہیں تو اسے ایک مخصوص نا
"رام لیلا" دیا جاتا ہے۔ رام لیلا میں "ہنومان کی سینا" لال لباس پہنے ہوتی ہے۔ جب
اس کے برعکس "راون کی سینا" کو کالے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ ہنومان کی س
سے مراد حق کے سپاہی اور "راون کی سینا" سے فتنہ پرداز مراد لی جاتی ہے۔

اسی طرح سری کرشن جنھیں کنھیا اور گردھاری بھی کہا جاتا ہے، بشنو کے آٹھ
اوتار مانے جاتے ہیں۔ ان کے پتا کا نام واسدیو اور ماتا کا نام دیوکی تھا۔ پنڈتو
کی پیشین گوئی کے مطابق کہ ان کے آٹھویں بیٹے کے ہاتھوں دیوکی کے بھائی کنس جو
متھرا کا ایک ظالم راجا تھا موت واقع ہوگی۔ کنس نے انہیں نظر بند کر رکھا تھا۔
چنانچہ جب کرشن جی پیدا ہوئے تو ہندوؤں کی رسا طیری روایات کے مطابق تما
دربانوں کو نیند آگئی اور طاقت غیبی سے قید کی زنجیریں ڈھیلی پڑ گئیں۔ واسدیو
راتوں رات دریائے جمنا کو پار کرکے اس بچے کو گوکل گاؤں میں نند لال نامی ایک
گوالے کے گھر چھوڑ آئے۔ بڑے ہو کر انہیں کرشن جی نے واقعی کنس جیسے ظالم راجا کو
مار کر دنیا کو اس کے ظلم سے چھٹکارا دلایا۔ چنانچہ "کنس" سے مراد ظالم لی جاتی ہے

کرشن جی سے حق کا حمایتی ۔ یہی کرشن جی مہابھارت میں ارجن کے رتھ بان بھی بنے۔
ران جنگ میں انہوں نے ارجن کو عمل کی جو تلقین کی وہ گیتا کے نام سے موسوم ہوئی
کے علاوہ کرشن جی کی حیثیت ایک رومانی ہیرو کی بھی ہے ۔ وہ سر پر مور مکٹ
تے، بنسری بجاتے اور جمنا کے کنارے گوپیوں سے رنگ رلیاں مناتے
۔ اس سلسلے میں رادھا یا رادھیکا اور کبجا جیسی ان کی کئی گوپیوں کے نام
ہور ہیں۔" کرشن کی گوپیوں" سے مراد ان کی معشوقائیں ہیں ۔ رادھا چونکہ ان
سب سے زیادہ محبوب تھی اس لئے کبجا جیسی کوئی دوسری گوپی انہیں چڑانے
لئے اکثر" رادھا کو یاد کرو" کہا کرتی تھی اور اس سے مراد اپنے کام سے کام
ری جاتی ہے ۔

مہابھارت میں کوروؤں اور پانڈوں کی مشہور جنگ کا ذکر ہے۔ پانڈو
نچ بھائی تھے ۔ ان میں سے یدھشٹر کی راست بازی، ارجن کی تیر اندازی اور
یم کی بہادری اور گرز بازی کا ذکر تلمیحاً کیا جاتا ہے ۔

گنیش جی، شیو جی اور پاروتی کے بیٹے ہیں۔ عام روایتوں کے مطابق
ہیں عقل و دانش کا دیوتا کہلا جاتا ہے جو رکاوٹوں کو دور کرتا ہے اسی لئے
کام کی ابتدا" شری گنیشائے نمہ" کہہ کر یعنی گنیش جی کے نام سے کی جاتی ہے۔ روایت
ے کہ مہابھارت کا پہلا نسخہ ویاس جی کے بولنے پر گنیش ہی نے لکھا تھا۔ شکل وصورت
، اعتبار سے بھی یہ بہت دلچسپ ہیں ۔ ان کا سر ہاتھی کا اور دھڑ انسان کا ہے ۔
ر ہاتھوں میں سے ایک میں شنکھ دوسرے میں چکر، تیسرے میں گرز اور چوتھے
یں کنول کا پھول ہوتا ہے۔ گنیش جی کو گجانند بھی کہتے ہیں ۔

ازل سے نیکی اور بدی میں جنگ جاری رہتی ہے۔ چنانچہ ہندوستان
لوک کتھاؤں میں دیوتاؤں کو نیکی کا مظہر بتایا جاتا ہے اور راکھشسوں کو

بدی کا۔ راکھشش ہمیشہ دیوتاؤں کے کاموں میں روکاوٹیں ڈالتے رہے ہیں
دیوتاؤں میں سے برہما دنیا کو پالنے والے بشنو دنیا کو پیدا کرنے والے
اور مہیش دنیا کا ناش کرنے اور تباہی لانے والے، تین بڑے دیوتا ہیں۔
پرانوں کے مطابق ایک دفعہ تمام دوسرے دیوتا مل کر برہماجی کے پاس راکھشوں
کی شکایت لے کر گئے۔ برہماجی نے انہیں نارائن یعنی بشنوجی کے پاس بھیج دیا کیونکہ
وہی اچھے برے سب کے پیدا کرنے والے ہیں۔ نارائن جی نے فرمایا کہ آپ سب
راکھششوں کے پاس جائیں اور ان کے ساتھ مل کر سمندر منتھن کریں۔ اس
کام کے لئے مندراچل پہاڑ کو متھنی اور واسکی ناگ کو رسی کے طور پر استعمال
کیا جائے۔ سمندر متھنے سے چودہ انمول رتن دستیاب ہوں گے جن میں سے ایک
امرت بھی ہوگا۔ اگر وہ امرت دیوتاؤں کو پلا دیا جائے تو دیوتا لوگ امر ہو کر
راکھشسوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ یہ سن کر دیوتا لوگ راکھشسوں کے
سردار "بلی راج" کے پاس گئے اور سمندر منتھن کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ
اس میں سے جو کچھ بھی نکلے گا، اسے آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔ راکھشسوں نے مل کر
کشیر ساگر کو متھنے کی تجویز مان لی۔ چنانچہ سمندر منتھن شروع ہوا تو اس میں سے
مندرجہ ذیل چودہ رتن دستیاب ہوئے۔

سب سے پہلے وِشں یعنی زہر نکلا جسے شوجی پی گئے۔ اس سے ان کی
گردن نیلی پڑ گئی۔ اسی لئے شوجی "نیل کنٹھ" کہلاتے ہیں۔ دوسری بار ایک
سفید "کام دھینوں" گائے نکلی وہ وششٹ اور دوسرا سارشی کو سورگ
میں رکھنے کے لئے دے دی گئی۔ تیسری بار ایک سفید گھوڑا نکلا جو راکھشسوں
کو دیا گیا۔ چوتھی دفعہ سمندر سے ایک سفید رنگ کا "ایراوت" ہاتھی نکلا۔ وہ
دیوتاؤں کو دیا گیا۔ پانچویں بار ایک خوبصورت اور چمکدار "کوستوبھ" موتی

نکلا جسے نارائن جی نے اپنے گلے میں پہن لیا۔ چھٹی بار "پاریجات" یا کلپ برکش نامی ایک بہشتی درخت نکلا جسے سورگ میں رکھا گیا۔ ساتویں بار "رمبھا" نامی ایک پری نکلی جسے منتر کے طور پر دل بہلانے کیلیے ناچنے گانے کا کام دیا گیا۔ آٹھویں دفعہ نہایت ہی پاکیزہ لباس پہنے، کنول کے پھول پر کھڑی "لکشمی جی" ظاہر ہوئیں جس نے نارائن جی سے شادی کر لی۔ اس کے بعد ایک حسین و جمیل لڑکی وارونی سمندر سے نکلی۔ جو راکھشسوں کو دیدی گئی۔ اس کے بعد نورانی چہرے والا "دھن ونتری وید" باہر آیا اسی کو حکمت کا معلم اور آریو ویدک طب کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں "امرت" کا کلس اور دوسرے میں ہری تکی تھی۔ یہی امرت دیوتاؤں کو پلانے کے لئے نارائن جی نے ایک خوبصورت اپسرا کا بھیس بدلا اور سارے کا سارا امرت دیوتاؤں کو پلانا چاہا تھا۔ تقریباً سبھی دیوتا امرت پی چکے تھے۔ صرف سوریہ اور چندر ما یعنی سورج اور چاند باقی رہ گئے تھے کہ "راہو" نامی ایک راکھشس کو شک پڑ گیا۔ وہ بھی دیوتا کا بھیس بدل کر سورج اور چاند کے ساتھ آ بیٹھا۔ امرت ابھی راہو کے حلق تک ہی پہنچا تھا کہ سورج نے اسے پہچان کر شور مچا دیا۔ وہیں سدرشن چکر نمودار ہوا اور راہو کا سر، دھڑ سے الگ کر دیا۔ امرت چونکہ اپنا اثر کر چکا تھا۔ اس لئے راہو مر نہ سکا بلکہ اس کے جسم کے دونوں ٹکڑے، سر "راہو" کی اور دھڑ "کیتو" کی شکل میں زندہ رہا۔ اس طرح دیوتاؤں کے ساتھ راہو اور کیتو راکھشس بھی امر ہو گئے۔ سورج اور چاند کے بتانے سے چونکہ راہو کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اس لئے ان دونوں کی سورج اور چاند سے ہمیشہ کیلئے دشمنی ہو گئی جو آج تک چلی آتی ہے کہتے ہیں کہ سورج گرہن کے وقت راہو سورج کو نگل لینا چاہتا ہے اور چاند گرہن کے وقت کیتو چاند کو ہندو عقیدے کے مطابق یوں تو اصل گرہ یعنے ستارے سات ہی ہیں۔ لیکن راہو اور کیتو کو ملا کر رسم و رواج کے لیے نو ستارے مانے جاتے ہیں اور انہیں "نو گرہ بھیہ" کہا جاتا ہے ان میں سے اکثر

تلمیحیں حسب موقع اردو میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔

سوم رس :۔ سوم یا سوما آکھ کی قسم کا ایک پودا ہے جس کا رس پینے سے سرور کی کیفیت اور مذہبی جوش پیدا ہوتا ہے اور بے انتہا خوشی محسوس ہوتی ہے۔ قدیم آریا لوگ یہ سوم رس پینے کے بہت شوقین تھے۔

ست یگ :۔ ہندو عقیدے کے مطابق دنیا کی عمر کو چار قرنوں میں بانٹا گیا ہے۔ ان میں سب سے پہلا قرن ست یگ کہلاتا ہے۔ اس کی مدت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس بتائی گئی ہے۔ اس یگ میں امن خوشی، سرسبزی، برکت، تندرستی، علم و عمل، سچائی اور انصاف کا دور دورہ تھا اور لوگوں کی عمر چار ہزار برس ہوتی تھی۔ اس یگ کی مدت ختم ہونے کے بعد ترتیا، دواپر اور کل جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ کل جگ میں جب برائی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے تو پھر سے ست یگ شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

کام دیو عشق و محبت کا دیوتا ہے۔ خدا نے جب دنیا کو پیدا کرنا چاہا تھا تو سب سے پہلے کام دیو خود پیدا ہو گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ برہما کے دل سے نمودار ہوا۔ کچھ روایتوں کے مطابق یہ لکشمی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا جو اس زمانہ میں مایا یا رکمنی کہلاتی تھیں۔ خواہشات کا محرک اور دنیا میں عشق و محبت کی آگ بھڑکانے والا یہ دیوتا اپنے تیروں سے بیک وقت عاشق اور معشوق دونوں کو گھائل کر دیتا ہے۔

تباہی کے دیوتا شو یا مہادیو کا ایک نام "**بھیروں**" بھی ہے۔ جب وہ اپنا ڈمرو بجاتے ہوئے تباہی کا خوفناک ناچ ناچتے ہیں تو اس ناچ کا مخصوص نام "**تانڈو ناچ**" ہوتا ہے۔ جس سے تباہی کا ناچ مراد لی جاتی ہے اور "**بھیروں ناچنا**" بے حد تباہی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مہادیو کی اہلیہ کا نام

کالکا تھا۔ ان کی شکل بھی بہت دہشت ناک، رنگ سیاہ فام، قربانیاں لینا اور خون میں شرابور رہنا ان کا محبوب ترین مشغلہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ درگا، بھوانی، کالی اور کالکا مائی جیسی تلمیحیں انہیں سے منسوب ہیں۔

"اندر" بارش کے دیوتا سمجھے جاتے ہیں۔ سورگ میں وہ بڑے ٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ ان کی سبھا میں اپسرائیں یعنی پریاں ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔ چنانچہ نہایت ہی حسین عورت کے لئے "اندر کی پری یا اپسرا" اور حسینوں کے ہجوم کے لئے "اندر سبھا" یا اندر کا اکھاڑہ" یا" پریوں کا اکھاڑہ" تلمیحاً کہا جاتا ہے۔ اسی طرح لکشمی یا لچھمی دولت کی دیوی سمجھی جاتی ہیں۔ لہٰذا "لچھمی گھر میں آنا" سے مراد صاحب اقبال ہونا لی جاتی ہے۔

عشق و معاشقہ کے واقعات کے لئے جس طرح شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں کا ذکر تلمیحاً کیا جاتا ہے اسی طرح مرزا صاحبان، ہیر رانجھا، سوہنی مہیوال وغیرہ کا ذکر بھی اسی انداز سے کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ سیکڑوں تلمیحیں ایسی ہیں جن کا ذکر اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں برابر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام تلمیحوں کا پس منظر خصوصاً خالص ہندوستانی واقعات ہیں۔ اردو نے انہیں یکسر فراموش نہیں کیا بلکہ حسب موقع و محل ان تلمیحوں کا استعمال بھی برابر ہوتا رہتا ہے۔

مشترکہ لفظی سرمایہ زبانوں کی وسعت اور بقا کا راز ان کی ہمہ گیری اور گرد و نواح کی دیگر زبانوں اور بولیوں کے الفاظ کو اپنانے اور مزاج سے میل کھاتے الفاظ کو اپنے اندر جذب کر لینے میں مضمر ہے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں یہ خصوصیت موجود ہے۔ آغاز کار ہی سے یہ دونوں زبانیں غیر شعوری طور پر ایک ایسے مشترکہ لفظی سرمائے سے استفادہ کرتی رہی ہیں، جو نہ صرف سنسکرت اور پراکرتوں کے الفاظ پر مشتمل ہے بلکہ عربی فارسی کے بھی ہزاروں الفاظ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

اردو کے لئے عربی فارسی الفاظ کی ضرورت خاص کر اصطلاح سازی کے لئے پڑتی ہے۔ چنانچہ اصطلاح سازی پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر مسعود حسین خاں نے اپنی ایک ریڈیائی تقریر میں فرمایا ہے کہ اردو کی اصطلاح سازی کا ماخذ قدیم زمانے سے عربی فارسی الفاظ اور مشتقات رہے ہیں۔ جامعہ عثمانیہ میں جو بھی اصطلاحات سازی کا کام ہوا اس میں یہی سمت اختیار کی گئی۔ اردو ترقی بورڈ میں جو بھی کام ہو رہا ہے اس میں سہل بنانے کی خواہش پنہاں کے باوجود عام سمت یہی بنتی جا رہی ہے۔ اسی تقریر میں انہوں نے اس عام رجحان کی لسانی وجہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ بقول ان کے:۔

"اردو ہندی دونوں تفصیلی زبانیں ہیں جن میں اصطلاح سازی کی سکت بہت کم پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس عربی اور سنسکرت ترکیبی زبانیں ہیں جن میں مادوں کی بہتات ہے اور مشتقات کثرت سے بنائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں زبانوں کو کسی نہ کسی کلاسیکی زبان کے سہارے کی ضرورت ہے۔ ہندی اور ہندوستان کی دوسری زبانیں، سوائے تامل کے "سنسکرت کا سہارا لیتی ہیں۔ اردو چونکہ تت سم الفاظ سے مغایرت رکھتی ہے اس لئے اسے لا محالہ عربی کے الفاظ کا سہارا لینا پڑتا ہے اردو کے لئے یہ مجبوری اپنی مخصوص ریختہ و آمیختہ ساخت کی وجہ سے ہے۔ اس ساخت میں تت سم، سنسکرت کے الفاظ نہیں، عربی کے لفظ ہیں۔" [۱]

---

[۱] پروفیسر مسعود حسین خاں "اردو کی ہندوستانی بنیاد" بحوالہ "آواز" صفحہ ۲۳۔ (۱۹۶۷ء)

پھر بھی اگر دونوں زبانوں کے لفظی سرمائے کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج بھی ہندی میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں عربی اور فارسی زبانوں کے الفاظ بڑی روانی سے استعمال ہوتے ہیں۔ پھر اردو تو ہے ہی ایک ہندوستانی زبان ـــــ وہ سنسکرت، پراکرتوں اور ہندی جیسی مقامی زبانوں کے الفاظ کے استعمال سے کیسے دامن بچا سکتی ہے۔ چنانچہ عربی، فارسی الفاظ کے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے۔ اردو نے ان مقامی زبانوں کے ہزاروں عام فہم الفاظ کو اپنے اندر اس طرح جذب کر لیا ہے کہ آج ان کی قدامت کا گمان تک نہیں ہوتا۔ مثلاً

سنسکرت الفاظ

آتما، آکاس، آن، آس، اُبلا، اُجالا، اجیرن، ادھر، ادھیراج امر، امرت، ہاٹ، پوجا، پاٹھ، پاٹھک، پرجا، پراپت، پرلے، پنڈت، پروہت پریم، پربت، پاپ، پنچ، تپ، شاستر، شودراتری، گندھرب، موہ، آریہ، آنند، اُتم، استری، اشٹمی، اشنان، اکھنڈ، آگیا، اندر، اوتار، ایشور، برت برہا، برہمن، بندھن، بھار، بھالا، بھسم، بھگت، بھوانی، بھوت، پریت، بھئے، بھیانک، بھید، بیر، بیکنٹھ، بالک، پانڈو، بانی، پتنا، پاتال، پتر، پدارتھ، پراکرت، پردیس، پرساد، پُران، پرآن، پرماتما، پرمیشور، پرنام، پرچار، پتنگ، پنتھ، پلک، پھل، تپسیا، تپسوی، تیاگ، ترشول، ترلوک، تروبدی، ترپھلا، تیرتھ، جاپ، جل، جن، جوالا، جوالا مکھی، چنچل، دوش، دکھ، دھات، دھارا، دھرا، دھرم، دھن، دیوی، دیپ مالا، دیپک، دیہہ، ڈنڈ، ڈور، راجہ، رانی، ریت ریکھا، راج کمار، راون، رتن، رسائن، رن، رندھیر، رشی، راج کماری، روپ، روگ، سادھو، سبھا، سبھاؤ، سمادھ، سماج، سپوت، ستیہ گرہ، سدا،

سدھ، سلوتری، سنتاپ، سدیشی، سرسوتی، سگندھ، سنیاسی، سنتان، سندیش، سنسار، سنسکرت، سنگھاسن، سکھ، سورگ، سنکوچ، سوامی، سوت، سیٹھ، شُر (سوار) سماچار، شاستری، شبد، شدھ، شوالہ، شیو، کارن، کامنی، کانا، کایا، کپٹ، کتھا، کٹھور، کٹھن، کلا، کلاکار، کمار، کنبھ، کنٹھ، کنس، کھنڈہر، کیش، کلنک، گائیتری، گرنتھ گنا، گندھ، گنت، گنگا، گنیش، گوپ / گوپی، گوتم، گونر، گھات، گھمنڈ، گھنگرو، گیان، گیانی، گپت، گھن، لابھ، لتا، لوبھ، لیکھ، مالا، مالتی، مانس، مت، منتر، مدھو، مدھر، مکٹ، منی، ملاپ، ملیچھ، منو، منوسمرتی، مورتی، مورکھ، موہن، مہیش، نگ، ناتھ، نگر، ناٹک، نیائے، نیچ، وار، ویاکرن، ویدانت، ویدک، وید، ویراگ، ہری، یاترا، یجمان، یگیہ، یپتر، یگ، یودھا۔

پراکرتی الفاظ

آپ، آپس میں، آدمی، آرتی، آرسی، آری، آربہ، آڑ، آڑو، آس، آسرا، آمنا سامنا، آنا، آنت، آنسی، آلو، آنچ، آنچل، آنسو، آنگن، اواگون، آہٹ، ابال، ابرک، ابکائی، ابھرنا، ابھار، ابلا، ابھارا، اترنا، اتارنا، اترانا، اتھاہ، اٹنگ، اتھل پتھل، اٹاری، اٹکنا، اٹکانا، اٹل، اٹکل پچو، اُٹھنا، اٹھانا، اٹھان، اٹیرن، اجاڑ، اُجڑنا، اجاڑنا، اجگر، اجلا، اچاپت، اچانک، اچٹنا، اچرج، اُچکا، اچنبھا، اچوک، اچھالنا، اُچھلنا، اچھوت، آدھ، آدھا، اُدھڑنا، ادھیڑنا، ادھورا، ادھیا، اڈا، ارگجا، اڑنا، اُڑنا، اڑیل، اکتانا، اکسانا، اکھڑنا، اکھاڑنا، اکٹھا، اکہرا، اگال، اُگنا، اُگانا، اگلا، اگنی، آگیا، البیلا، اُلٹا، السی، النگ، الوپ، الڑھ، امٹ، املتاس، املی، امنگ، اناج، اناڑی، انتر، انترا، انتڑی، انجن، انگ، انگڑائی، اُنگل، انگوٹھا، انگیٹھی، انگوچھا، انوکھا،

ادھچا، ادکھلی، اوٹ، ادھنٹ، ایکار، ایکتا، بات، باجرا، بابل، بارہ، باڑھ، باسی، باگ،
باگھ، بال، باولا، باولٹی، بالی، بانس، بانسری، بانگ، بانکا، باولی، باہر، بایاں، ببول،
بپتی، باٹ، بٹوا، بٹوارا، بٹورنا، بجری، بجلی، بجھارت، بجانا، بچہ، بچپت، برچھا،
برس، برسات، برکھا، بسنت، بسولہ، بسیرا، بکری، بکھری، بکنا، بیچنا، بگلا، بلاوا،
بلبلانا، بلبل، بلی، بناسپتی، بناوٹ، بنج، بنجر، بنجارا، بوٹا، بوٹی، بوجھ، بوجھل، بودا،
بوربورا، بوری، بولنا، بولی، بوند، بھائی، بھابی، بھارت، بھاجی، بھاڑ، بھاڑا،
بھاگنا، بھالا، بھالو، بھانجا، بھاؤ، بھیڑ، بھتہ، بھتیجا، بھٹکنا، بھجن، بھرتی، بھرنا، بہروپیا
بہرا، بھروسہ، بھیڑ، بھڑ بھونجا، بھڑکنا، بھوسہ، بھگوڑا، بھلا، بھلائی، بھلاوا، بھولنا،
بہن، بھنڈار، بھنڈاری، بھنگ، بھبیگا، بہو، بھوا، بھورا، بہی کھاتہ، بھیجا، بھیجنا،
بھیردل، بھیردیں، بھیڑ، بھیڑیا، بھیس، بیاج، بیٹھنا، بیچنا، بیٹھک، بیگری، بیراگی، بیراگ،
بیڑی، بیسوا، بیگن، بین، بھولا بھالا، پاپڑ، پاس، پالنہ، پاگل، پالنا، پالی، پان، پاؤ،
پائی، پٹرا، پٹڑی، پوپلا، پپیہا، پت جھڑ، پیتل، پتلا، پتلا، پتلی، پتنگ، پتھر، پٹا، پٹارا،
پٹاخا، پٹکنا، پٹکا، پٹو، پٹواری، پٹھا، پیٹھا، پٹی، پٹیل، پجاری، پچکاری، پچوترا، پچھاڑنا،
پچھڑنا، پچھلا، پچھم، پرات، پرچون، پرچھائیں، پرانا، پردیس، پرنالا، پروسنا، پرونا،
پڑتال، پسلی، پسو، پسینہ، پسیجنا، پکنا، پکانا، پکڑنا، پکورن، پکھراج، پنکھ، پکھیرو،
پگڈنڈی، پگڑی، پلپلا، پلٹنا، پلڑا، پلندہ، پل، پلتھن، پنجر، پنڈال، پنکھڑی، پوتا،
پوتھی، پوٹلی، پورا کرنا، پوری، پورب، پونجی، پھاٹک، پہاڑ، پھاڑنا، پھالا، پھانس،
پھانسی، پھوٹنا، پھٹنا، پھٹکارنا، پھدکنا، پھرتی، پہچان، پھرنا، پھلجھڑی، پھلکاری،
پھیلنا، پیڑ، پھلی، پھندا، پھوڑا، پھوس، پھیپھڑا، پیار، پیاس، تاپ، تاڑنا،
تاڑی، تالا، تالی، تال، تان، تانا بانا، تانتا، تانگہ، تاؤ، تپسیا، تتربتر، تجنا، تراہا،
تیرنا، ترچھا، تڑاتڑ، تڑکا، تسلا، تکلا، تکنا، تلنا، تلنا، تل، تلڑا، تلسی، تلوار، تن،

تنبو، تنبولی، تنکا، توتلا، تلسی، توڑنا، توڑا، تولنا، تھال، تھالی، تھان، تھانہ، تھاہ،
تہائی، تھپیڑ، تھرکنا، تھل، تھم، تھن، تھوتھا، تھوڑا، تھوک، تیسرا، تیوہار، ٹاپ،
ٹاٹ، ٹال مٹول، ٹانکنا، ٹپکنا، ٹٹولنا، ٹیکنا، ٹٹو، ٹٹی، ٹڈی، ٹرٹرانا، ٹسر، ٹمک، ٹیکا،
ٹکٹکی، ٹکڑا، ٹکرانا، ٹکر، ٹکسال، ٹکنا، ٹکانا، ٹلنا، ٹکورنا کرنا، ٹانگنا، ٹرپ، ٹولی، ٹونا
ٹھاٹھ، ٹھاکر، ٹھپہ، ٹھٹھا، ٹھگ، ٹھمری، ٹھمک، ٹھنڈ، ٹھوس، ٹھوکر، ٹھیٹھ، ٹھیس،
ٹھیک، ٹھیلا، ٹیپ ٹاپ، جاگنا، جالا، جالی، جانچ، جاننا، جڑ، جڑنا، جوڑنا، جڑی بوٹی،
جنجال، جنگلا، جنیو، جوار، جوبن، جوت، جوتش، جوتنا، جوڑنا، جوگ، جوگی، جھاڑنا
جھینپنا، جھجر، جھجک، جھرمٹ، جھرنا، جھڑپ، جھڑنا، جھڑکنا، جھڑی، جھکنا، جھگڑنا،
جھگڑا، جھلکنا، جھنک، جھلملانا، جھپانا، جھلی، جھمکا، جھکنا، جھکانا، جھنجٹ، جھنڈ، جھنڈا،
جھنکار، جھونکنا، جھولنا، جھولا، جھولی، جھومر، جھومنا، جینا، چابی، چاٹ، چارا، چال
چاند، چاندی، چاہ، چبوترا، چپ چاپ، چپٹا، چپکانا، چپو، چیتھڑا، چٹان،
چٹانا، چٹائی، چٹکانا، چٹکلا، چٹکی، چٹنی، چٹورا، چٹھی، چرچا، چرس، چرن، چرنا،
چرواہا، چرائی، چڑا، چڑیا، چڑیل، چسکا، چسکی، چاک، چکر، چکوٹی، چکلا، چکنا
چکور، چکھانا، چکی، چلنا، چلن، چمار، چمبک، چمٹا، چمڑا، چلنا، چنبیلی، چنتا، چُنتا،
چوٹی، چولا، چولھا، چودھری، چوڑا، چوڑا، چوہڑا، چوسر، چوکنا، چوک، چوکا،
چوکھا، چوگ، چوگا، چول، چونا، چوندا، چوہا، چھاپنا، چھاپہ، چھاپ، چھت، چھاتا،
چھاتی، چھاچھ، چھالا، چھاننا، چھان بور، چھانٹنا، چھاؤنی، چھبیلا، چھپنا، چھپانا،
چھتر، چھتری، چھوٹ، چھٹنا، چھپٹانا، چھٹانک، چھٹکارا، چھٹی، چھجا، چھچھورا، چھچھوندر
چھرا، چھری، چھڑا، چھڑی، چھل، چھلاوا، چھلکنا، چھیلنا، چھم چھم، چھوٹا، چھوکرا،
چھیل، چھلکا، چھینی، چیتا، چیرنا، چیلا، چیلی، چین، چینی، چیت، چھینا، داب دینا،
دبانا، داتا، دادا، داڑھ، داڑھی، داس داسی، دان، دبکا، دبوچنا، دبیل،

درشن، درگت، ڈری، دس، دکھڑا، دکھ، دکھنا، دگاڑا، دلارا، ڈلنا، دلیا،
دلہن، دولہا، دوہنا، دمڑی، دمک، دوڑ، دوسرا، دوہنا، دوالی، دوج،
دوالا، دوالی، دوج، دوڑنا، دوڑ، دوسرا، دوہنا، دھاری، دھاڑنا،
دھاک، دھاگا، دھان، دھاوا، دھبّا، دھتورا، دھجی، دوہرا، دھرن،
دھڑی، دھڑکا، دھڑکن، دھند، دھنیا، دھواں، دھول، دھوم، دہی، دہرا
دھیرے دھیرے، دھیلا، دھیما، ڈیا، ڈاٹ، ڈار، ڈاک، ڈاکا، ڈال، ڈائن
ڈب، ڈبیا، ڈبکی، ڈٹ جانا، ڈرنا، ڈسنا، ڈگر، ڈنک، ڈلیا، ڈنڈا، ڈنڈوت،
ڈورا، ڈوری، ڈوریا، ڈول، ڈولا، ڈھارس، ڈھاک، ڈھال، ڈھانا، ڈھانچہ
ڈھب، ڈھکوسلہ، ڈھنگ، ڈھولک، ڈھونڈنا، ڈھیٹ، ڈھیر، ڈھیلا، ڈبیا سا
ڈیوڑھی، رات، راکھ، راگ، رال، رائیتا، رٹن، رتی، رٹنا، رس، رسنا،
رسوت، رسوئی، رسی، رکنا، رکاوٹ، روکنا، روکھا، رگڑنا، رانڈ، رویا،
روٹی، روڑا، روکڑی، رونا، رہنا، ریت، ریتی، ریچھ، ربڑ، ریکھا، ریلا، ریوڑی،
روک ٹوک، سادھو، سادھنا، سارس، سارنگی، ساگ، ساگوان، سال،
سالا، ساتھا، سانس، سپاٹ، سپاری، سپنا، سرا، سستی، سچ، سچائی، سجنا،
سجاوٹ، سابودانہ، سجی، سرپٹ، سرکنا، سرکی، سردی سکھ، سلنا، سنبھالنا،
سلائی، سنکھ، سنکھیاں، سنگار، سنگت، سنگھاڑا، سنہرا، سوا، سوایا، سوجی،
سوچ، سمجھ، سئور، سورج، سیٹی، سیج، سیر، سیل کھڑی، کابلا، کاٹنا، کاٹھ، کاٹھی،
کاڑھنا، کال، کباڑی، کپٹ، کیڑا، کیلا، کیور، کتا، کترنا، کتنا، کاتنا، کٹار،
کٹورا، کٹوری، کاٹنا، کاجل، کچا، کچلنا، کچوری، کچہری، کچھوا، کڑھب، کرارا،
کرکرا، کرپا، کرتار، کرتب، کرنا، کرکٹ کوڑا، کرم کرنا، کروٹ، کریلا، کڑاکا،
کڑھنا، کڑھی، کڑاہی، کان، کیسر، کسیلا، کلیجہ، کنبہ، کنڈا، کنڈلی، کنگال،

گنگرہ، گنگن، گنگھا، کوٹھا، کوٹھی، کوڑھی، کوڑی، کولہو، کونج، کہار، کھاری،
کھاڑی، کھانا، کہانی، کھتری، کھینی، کھیت، کھٹمل، کھجور، کھچڑی، کھدر، کھرپا،
کھرچن، کھڑکی، کھلنا، کھوج، کھیر، کھیرا، کھولنا، کھیل، کھیل، کھیتی باڑی، کیاری،
کیتکی، کیسر، کیلا، کیلی، کلونجی، کلائی، کیوں، کبڈی، کڑوا، کڑچھی، گاجر، گاگر،
گاڑھا، گالی گلوچ، گانجا، گاہک، گپھا، گتکا، گٹھڑی، گجرا، گدیلا، گدی، گدھا،
گڑھا، گرجا، گرگابی، گرگٹ، گرنا، گڑبڑ، گڑدی، گلال، گلٹی، گملا، گتّا، گنّا،
گنتی، گندی، گندگی، گنڈا، گنڈاسا، گوالا، گوبر، گوبھی، گونج، گوٹ، گورکھا، گولا،
گولی، گول، گولائی، گوند، گھاٹ، گھاٹی، گھایل، گھپ، گھٹاٹوپ، گھٹنا، گھاٹا،
گھر، گھرانہ، گھڑا، گھڑی، گھڑیال، گھمسان، گھن، گھمنڈ، گہنا، گھنگرو، گھونٹنا،
گھیر، گھبرا، گھوڑا، گھٹنا، گینڈا، گیند، گینڈا، لاٹ، لاٹھی، لاڈ، لاکھ، لاگھا، لاگ،
لال، لالہ، لالی، لپٹ، لپیٹ، لیپ، لتاڑنا، لٹ، لٹھ، لٹھا، لٹیرا، لچک،
لچکیلا، لچھا، لادنا، لدوانا، لڈو، لڑکی، لڑنا، لڑائی، لڑی، لسی، لکڑی،
لاگ، لگنا، لگن، لگانا، لکیر، لمبا، لمبائی، لنچا، لنگوٹ، لنگوٹی، لنگور، لوتھڑا،
لوٹنا، لُو، لونگ، لوہا، لوہار، لہو، لہر، لنگر، لنگی، لنگڑا، لیکھا، لیکھک، لیلا،
مارنا، مالن، مالی، ماں، مانجھا، مانگ، ماٹی، متوالا، مالا، مٹر، مٹک، مٹکا، مٹنا، مٹانا،
مٹھائی، مٹھاس، مچھلی، مداری، مرنا، مرکی، مرلی، مرن برت، مروڑ، مراٹھا،
مراٹھی، مرہٹہ، مریل، مڑھی، مسلنا، مکرنا، مکڑی، مکھن، مکھان، مکھڑا، مکھی، مکھیہ،
مکئی، ملائی، ملاپ، ملنا، ململ، منڈا، منڈل، منڈلی، منگا، منگنی، منہ، مور، موڑ،
مونڈنا، مونگا، مہورت، مہنت، مہنگا، مہنگائی، مہرا، مہیش، ناپ، ناتا،
ناچ، ناگ، نالی، نلکی، نلکا، نانگا، نائی، نباہ، نبیڑنا، نتھ، نتھلی، نٹ، نچنت،
نچوڑنا، نکما، نکھٹو، نکھار، نوچنا، نیلا، نیل، ہاتھی، ہاتھ، ہارنا، ہتھوڑا، ہتیارا،

ہتھیار، ہتھیلی، ہٹا کٹا، ہرجانہ، ہارنا، ہرن، ہڑپ کرنا، ہڑتال، ہل، ہلا بولنا، ہلڑ مچانا، ہنڈی، ہلدی۔ وغیرہ۔

بقول رام دھاری سنگھ دنکر زند اوستھا اور ویدک سنسکرت کی اصل ایک ہی زبان تھی۔ بعد میں زند اوستھا سے فارسی اور ویدک سنسکرت سے پراکرتوں کے راستے ہندی کا ارتقا ہوا۔ چنانچہ فارسی اور سنسکرت کے بعض الفاظ میں آج بھی خاصی صوتی ہم آہنگی پائی جاتی ہے[1] مثلاً

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت
پشت	پرشٹھ	،	است	اسمی
گاؤ	گو	،	آب	آپ
اسپ	اشو	،	شکر	شرکرا
دست	ہست	،	بازو	باہو
پا	پاد	،	گندم	گودھوم
پنج	پنچ	،	تارا	تارا
چہار	چتوار	،	ہفت	سپت
چرم	چرم	،	چشم	چکشو
چرخ	چکر	،	افیون	اہی فین
تشنہ	ترشنا	،	ابرو	بھرو
شام	سائم	،	شیر	کشیر
کافور	کرپور	،	مشت	مشٹ

علاوہ ازیں فارسی چونکہ عربی سے متاثر رہی ہے، اس لئے عربی کے بھی سینکڑوں

---

[1] رام دھاری سنگھ دنکر، سنسکرت کے چار ادھیائے، چوتھا ایڈیشن، پٹنہ ۱۹۶۶، صفحہ ۴۲۔

الفاظ فارسی میں مستعمل ہو گئے۔ جب عربی اور فارسی نے ہندوستان میں قدم رکھا تو ان دونوں زبانوں کے بہت سے الفاظ یہاں کی بھاشا میں بھی ملتے گئے۔ رفتہ رفتہ وہ اس قدر ہر دل عزیز ہوئے کہ کچھ ہی عرصہ میں ان کی اجنبیت جاتی رہی۔ روزمرہ کے استعمال نے انہیں ایسا عام فہم بنا دیا کہ آج ہندی کے پاس ایسے عربی فارسی الفاظ کے تت سم ڈھونڈ نکالنا مشکل ہے۔ ممکن ہے کسی زمانے میں ہندوستانی زبان میں بھی ان الفاظ کے نعم البدل موجود رہے ہوں جنہیں عربی فارسی الفاظ کی شیرینی نے مروجہ زبان کے میدان سے باہر دھکیل دیا ہو، یا یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی چیزیں جو ان الفاظ سے مراد لی جاتی ہیں۔ وہ اس ملک میں داخل ہی مسلمانوں کے ساتھ ہوئی ہوں، پھر بھی رومال، شال، دوشالہ، پائجامہ، جیسے کپڑوں کا چلن ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی تو ہوگا۔ لیکن ان چیزوں کو یہاں کے لوگ کیا کہتے تھے۔ آج کوئی جانتا تک نہیں۔ اسی طرح ہیں، بازوبند، زنجیر، پازیب وغیرہ جیسے زیور پہلے بھی یہاں پہنے جاتے ہوں گے اور ان میں سے بعض کے سنسکرت نام اب بھی کتابوں میں ملتے ہوں گے۔ لیکن عام بول چال میں بہت کم سنائی پڑتے ہیں۔ مثلاً "تکیہ" کو اہل سنسکرت "اپدھان" کہتے تھے۔ لیکن موجودہ مروجہ زبان نے "اپدھان" کا ایسا بائیکاٹ کیا کہ اب تکیہ ہی تکیہ موجود ہے۔ اسی طرح بندوق، بادام، منقہ، انجیر، سیب، انار، جلیبی، لحاف، چادر، برف، دوات، صندوق، شام، رکاب، جہاز، ملاح، پردہ، کاریگر جیسے سبھی الفاظ عربی فارسی کے ہیں۔ اب اگر انہیں ہندی سے نکالنے کی کوشش کی جائے تو ہندی کے پاس اس کے عام فہم نعم البدل نہیں مل سکیں گے، کچھ ایسے الفاظ جن کے سنسکرت تت سم ہیں بھی لیکن عوام ان دیسی الفاظ کی بجائے ایسے بدیسی الفاظ کا استعمال ہی زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہندی میں استعمال ہونے

ذا ے ایسے ہی کچھ اور عربی فارسی الفاظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

فارسی الفاظ

آباد، آبادی، آب، آبدار، آبرو، آبرد، آب شار، آب وہوا، آب حیات، آتش بازی، آچار، آرام، آرام طلب، آزمائش، اژدہا، آسمان، آگاہ، آگاہی، آلو بخارا، آلوچہ، آمدورفت، آمدنی، آملہ، آوارہ، آئینہ، اجنبی، احمق، ادرک، استاد، استرا، افسانہ، افسر، افسوس، اگرچہ، الائچی، امید، اندازہ، بادام، بادشاہ، بارش، بارود، باریک، بازار، بازو، بازی، بازی گر، باغ، باغی، باوجود، بت، بجائے، بخار، بختاور، بخشش، بخیہ، بد دماغ، بدرنگ، بدمعاش، بدنام، بدنیت، بدی، برابر، برات، برادری، برآمدہ، بربادی، برخاست، برداشت، برف، برفی، بستہ، بغل، بغیر، بندرگاہ، بندگی، بندوبست، بندوق، بندہ، بنیاد، بوریا، بہادر، بہادری، بہار، بہانہ، بہشت، بیابان، بے ایمان، بے تحاشا، بے چارہ، بے حیا، بے خبر، بے داغ، بے درد، بیگانہ، بیدانہ، بیمار، بیماری، بیمہ، بیوہ، بیہودہ، بے ہوش۔ پابندی، پاجی، پاخانہ، پارسال، پارسا، پارسی، پارہ، پاسبان، پاسنگ، پاکیزہ، پائی، پائےدان، پختہ، پرچہ، پردہ، پرزہ، پرکار، پرندہ پرہیز، پری، پری بند، پریشان، پستہ، پسند، پشم، پنجاب، پنج، پنجہ، پوست، پوستی، پوشاک پہلوان، پیادہ پیچ، پیچش، پیدا، پیدائش، پیرزادہ، پیشہ، پیل، پایہ پیمانہ پیمائش، پیوند۔

تاب، تار، تازہ، تالاب، تباہ، تباہی، تپ، تحصیل، تحصیلدار، تخت، تخم، ترازو، ترانہ، ترنم، تسمہ، تکیہ، تلاش، تلخ، تلخی، تماشا، تمباکو، تنبورہ،

تنخواہ، تند، تنگ دل، تنگی، تنہائی، تودہ، تہ خانہ، تیار، تیر، تیز، تیزاب،
تیشہ، تیغ، جادو، جادوگر، جاسوس، جاگیردار، جال، جام، جان، جانثار،
جانور، جائز، جدا، جدائی، جراب، جرمانہ، جستجو، جگر، جلاب، جلدباز، جلدساز،
جلدی، جمعدار، جنگل، جنگ، جوان، جوانی، جوش، جوشاندہ، جوہری، جہان،
جیب خرچ، چابک، چابی، چاپلوس، چادر، چارخانہ، چارہ، چاشنی، چاکری،
چالاک، چائے، چراگاہ، چربی، چست، چشمہ، چغل خوری، چغلی، چقندر، چمک
چنانچہ، چوبدار، چوزہ، حرام خور، حرام زادہ، حلقہ، حلوا، خاک، خالی، خاموش،
خامی، خاندان، خاندانی خانساماں، خانہ خرابی، خاوند، خبردار، خدا، خرابی،
خراد، خربوزہ، خرچ، خردبین، خردماغ، خرگوش، خرید، خریدار، خزانچی،
خشخاش، خشک، خشکی، خطرناک، خنجر، خواب، خوانچہ، خواہش، خوب، خود، خودکشی،
خوراک، خوشامد، خوشی، خوشخبری، خوشگوار، خون، خونی، داخل خارج،
دارچینی، دارو، داروغہ، داغ، دالان، دام، داماد، دامن، دانائی،
دانہ، درخت، دراز، دربار، دربان، درخواست، داد، دردمند، دستار،
دستانہ، دستخط، دستک، دستکاری، دستور، دستہ، دشمن، دغاباز، دکان،
دل، دلاسا، دلبر، دلچسپی، دلدار، دلیر، دم، دماغ، دمہ، دوا، دوآبہ،
دوبارہ، دوربین، دوزخ، دوست، دوستی، دوشالہ، دولت مند، دنیا،
دہشت، دیانت دار، دیدار، دیگ، دیگچہ، دیوار، دیوانہ، دیہات، ذمہ داری،
روزداں، راستہ، راضی نامہ، راہ، راہداری، راہزن، راہگیر، راہی،
رائے، رخ، رخسار، رخنہ، رستہ، رسد، رسید، رشتہ دار، رفتار، رفوگر،
رکابی، رنج، رند، رنگ، رنگریز، روادار، روانی، روبرو، روح افزا، روزگار،
روزنامچہ، روشنائی، روشنی، روغن، روشن دان، رومال، رہن نامہ، زبان،

زبردست، زخم، زرد، زلف، زمانہ، زمانہ ساز، زمین، زمیندار، زنانہ، زنجیر، زندگی، زندہ دل، زورآور، زہر، زیادتی، زیر، زین، زینہ، زیور، سادگی، سادہ، سازبان، ساز، ساقی، سال، سالگرہ، سامان، سایہ، سبزی، سپاہی، سپرد، سپیدہ، ستار، ستارہ، ستون، سخت، سراسر، سراغ، سر، سربازار، سرپوش، سرتاج، سرخاب، سرخرو، سردار، سرسام، سرسبز، سرسری، سرفروشی، سرکار، سرکاری، سرکہ، سرمایہ دار، سرنامہ، سرور، سزا، سست، سفارش، سفید پوش، سموسا، سوار، سواری، سود، سودا، سوداگر، سوراخ، سوزش، سوگ، سوگند، سہم، سیاہ، سیاہی، سیب، سیراب، سیلاب، سینہ، سینہ زور، شاباش، شاخ، شاداب، شادی، شاگرد، شام، شامیانہ، شاہ، شاہنشاہ، شاہین، شاید، شبنم، شتابی، شترمرغ، شرم، شرمندہ، شعبدہ باز، شفاخانہ، شکار، شکاری، شکر، شکرخور، شکست، شکنجہ، شکوہ، شلجم، شلوار، شمار، شمشیر، شناخت، شوخ، شوخی، شور، شہباز، شہتوت، شہتیر، شیر، شیرنی، شیرینی، شیشہ، صدی، صاحب زادہ، صندلی، طاقتور، طبلہ، طپانچہ، طرف دار، عذرخواہی، عطردان، عطرفروش، غرض مند، غریبی، غسل خانہ، غلط فہمی، غیرآباد، فاختہ، فاقہ مستی، فالودہ، فراخ دل، فرفر، فرمان، فرمائش، فریاد، فریب، فریبی، فساد، فسانہ، فقیرخانہ، فکر، فوج کشی، فولاد، فہرست، قبرستان، قربانی، قرضدار، قصہ کہانی، قلمدان، قلمی آم، قلندر، قیدخانہ، قیدی، قیمتی، قیمہ، کارخانہ، کاروائی، کارواں، کاریگر، کاشت، کاشت کار، کافر، کامیاب، کہانی، کبوترخانہ، کتب خانہ، کچ، کچی، کدو، کرتا، کرخت، کرشمہ، کسبی، کشاکش، کشتہ، کشتی، کشتی باز، کشش، کشش زمین، کشمش، کشمکش، کشادہ دل، کشیدہ، کفایت، کفایت شعار، کلاہ، کلاں، کم، کم اصل، کمان، کم بخت، کم خواب، کمر،

کمر بستہ، کم ظرف، کمند، کم و بیش، کمی، کمین، کنارہ، کنج، کند، کوتاہی، کوتوال، کوچہ، کوچہ گردی، کوزہ، کوہ، کیسہ (جیب) کینہ، گاؤ تکیہ، گاؤ زبان، گاہ بگاہ، گراں، گرد (خاک) گرد آلود، گردش، گردن، گردہ، گرز، گرسنی، گرفتار، گرم، گرم جوشی، گرمی، گرہ، گزارہ، گزر، گستاخ، گستاخی، گشت، گل، گلاب، گلاب جامن، گلبدن، گلدستہ، گلزار، گلقند، گلوبند، گلولہ، گلہ، گم شدہ، گمان، گمراہ، گناہ، گنہگار، گنبد، گنج، گنجائش، گندگی، گندم، گندمی، گنگ، گوارا، گواہ، گواہی، گوشت، گوشہ، لال، لب، لب و لہجہ، لپا، لرزش، لرزہ، لشکر، لشکری، لگام، لنگ، لنگر خانہ، لیکن، لیمو، مات، ماتم، ماجد، مادری زبان، مالش، مالگزاری، ماما، ماہ، مایوسی، مبارکباد، مختلی، مردانہ، مردانگی، مردہ، مرغ، مرغابی، مزدور، مزدوری، مسافر خانہ، مست، مستانہ، مسخرہ، مسکہ، مشک، مصیبت زدہ، مضمون نگاری، معرکہ آرائی، مغز، مفت، مفلس، مگر، ملمع کار، موزہ، موم جامہ، مویشی خانہ، مہتابی، مہتر، مہر، مہربانی، مہم، مہمان، میخ، میدان، مینا کاری، میوہ، نا امیدی، ناانصافی، نابالغ، ناپاک، ناپسند، ناتجربہ کار، ناجائز، ناحق، ناخن، ناخوش، نادانی، ناراض، نارنگی، نازک، نازک مزاج، ناف، ناقدری، ناکارہ، نام، نامراد، نامرد، نامعلوم، ناممکن، نامناسب، نان، نان بائی، ناواقف، نخرا، نر، نرخ، نرگس، نرگسی، نرم، نرم گرم، نرمی، نزاکت، نزدیک، نشاستہ، نشان، نشانہ، نشانی، نشہ، نقارہ، نکتہ چینی، نگاہ، نگرانی، نمائش، نمک، نمک حرام، نمک حلال، نمکین، نمونہ، نوجوان، نور، نوشادر، نوکر، نتیجہ، نیزہ، نیک، نیکی، نیلی، نیم گرم، واپس، وادی، واردات، واقف کار، ورنہ، وعدہ خلافی، وکالت نامہ، ویران، ویرانی، ہار، ہاں، ہاون دستہ، ہائے، ہر بار، ہر دم، ہرکارہ، ہرگز، ہزار، ہشیار، ہشیاری، ہفتہ، ہم آواز، ہم پیالہ، ہم جماعت، ہم جنس، ہم درد، ہمراہی، ہمسایہ، ہم سفر، ہمیشہ، ہندو،

ہندوستان، ہنرمند، ہنگامہ، ہوائی، یادداشت، یادگار، یار، یکایک، یک دل، یک رنگ۔

عربی الفاظ

آثار، آخر، آخرت، آداب، آدم، آدمی، آفت، آلہ، ابتدا، ابرق، اتحاد، اتفاق، اثر، اجارہ، اجازت، اجرت، اجل، اجلاس، احاطہ، احتیاط احساس، احسان، اختیار، اخبار، اختیار، اخلاق، اخیر، ادا کار، ادنیٰ، ادیب، ادارہ اسباب، استعمال، استقبال، اسلام، اسم، اشارہ، اشتہار، اصطبل، اصل، اصلی اصول، اصل، اضافہ، اطلاع، اعتبار، اعتراض، افواہ، اقرار، اکثر، البتہ، التزام، امانت، امن، امیر، انتظار، انتظام، انسان، انصاف، انعام، انکار۔

باقی، بالغ، باہر، بحث، برقع، برکت، بزاز، بطخ، بغاوت، بقایا، بلبل، بلبلہ، بلغم، بلور، بواسیر۔

تاثیر، تاج، تاجر، تاریخ، تاکید، تبادلہ، تبدیل، تبسم، تبصرہ، تپ، تجارت، تجربہ، تجویز، تحریر، تحریک، تحصیل، تحفہ، تخلص، تدبیر، ترجمہ، ترقی، ترکیب، تسبیح، تسلی، تسلیم، تصدیق، تصویر، تعریف، تعزیہ، تعلق، تعلیم، تغیر تفریق، تقدیر، تقریر، تقسیم، تکرار، تکلیف، تلاش، تمام، تمیز، تنور، توبہ، توجہ، توقع، توہین، تہذیب، تہمت، ثابت، ثبوت، ثریا، جاری، جامع، جاہل، جائداد، جبر، جبرائیل، جد، جدی، جذبہ، جرأت، جرح، جرم، جزیرہ، جزیہ، جشن، جعلی، جلاد، جلسہ، جلوس، جلوہ، جماعت، جمع، جن، جناب، جنازہ، جنت، جنس، جواب، جوابی، جہاز، جہالت، جہنم، جہیز۔

حاتم، حاجت، حاملہ، حامی، حب، حبشی، حج، حجامت، حجت، حد،

حراست، حرام، حرامی، حرج، حرص، حرف، حرکت، حساب، حسرت، حسن، حشر، حصہ، حضور، حفاظت، حق، حقّہ، حقیقت، حکم، حکمت، حکومت، حکیم، حلال، حلف، حلق، حلیہ، حماقت، حمام، حمایت، حملہ، حوالات، حوصلہ، حوالدار، حیران، حیرانی، حیلہ۔

خاتمہ، خارجی، خاص، خاطر، خبر، خبط، ختم، خدمت، خراب، خریف، خزانہ، خصم، خصوصی، خضاب، خط، خفیہ، خلاصہ، خلاف، خلش، خمار، خوف، خول، خیال، خیر، خیریت، داخل، داخلہ، دائرہ، درجہ، دعا، دعوت، دعویٰ، دفتر، دقت، دلال، دلیل، دوات، دولت۔

ذات، ذائقہ، ذریعہ، ذلیل، ذہن، رب، رباب، رباعی، رحم، رخصت، ردّی، رزق، رسالہ، رسم، رسوخ، رشوت، رعایا، رعایت، رعب، رقبہ، رقص، رقعہ، رقم، رقیب، رکاب، رمز، رواج، روح، روضہ، رونق، رہبر، رئیس، ریاست، ریشہ، زاویہ، زحمت، زکام، زلزلہ، زیادہ، زیارت، سابق، ساحر، ساحل، سارا، ساغر، سالم، سائل، سبق، سخی، سرایت، سفر، سلامی، سکون، سلسلہ، سلطان، سلوک، سلیقہ، سم، سند، سنہ، سوال، سودائی، سہولت، سیاست، سیر، شباب، شارع عام، شاعر، شامت، شان، شبہہ، شخص، شدت، شراب، شرابی، شراب خانہ، شرارت، شرافت، شربت، شرط، شرطیہ، شروع، شریف، شریک، شطرنج، شعر، شعلہ، شعور، شغل، شکایت، شکر، شکل، شک، شمع، شوق، شوم، شہادت، شہد، شے، شیطان

صاف، صبح، صبر، صحبت، صحت، صحن، صحرا، صحیح، صداقت، صدر، صدقہ، صدمہ، صراحی، صرف، صفائی، صفت، صفحہ، صفر، صندل، صندوق، صوبہ، صورت، صوفی۔

ضامن، ضائع، ضبط، ضد، ضرب، ضروری، ضرورت، ضلع، ضلعدار، طاعون، طاقت، طالب علم، طبقہ، طبیعت، طرز، طرف، طریقہ، طعنہ، طنز، طوائف، طوفان، طول، طیش، (غصہ)، ظالم، ظاہر، ظرافت، ظلم، عابد، عاجز، عادی، عارضی، عاشق، عالم، عام، عبادت، عجیب وغریب، عدالت، عذر، عرس، عرصہ، عرضی، عرق، عزت، عشق، عطر، عقاب، عقل، علاج، علاقہ، علاوہ، علم، عمدہ، عمر، عمل، عناب، عوام، عورت، عہدہ، عیب، عید، عیسائی، عیسوی، عیش۔

غالب، غائب، غبار، غبن، غدار، غدر، غذا، غرض، غرق، غرور، غریب، غزل، غصہ، غضب، غلاف، غلبہ، غلط، غلہ، غم، غور، غوطہ، غیر۔ فاصلہ، فاقہ، فالسہ، فائدہ، فتوحی، فتور، فخر، فرار، فراق، فردوس، فرش، فرشتہ، فرصت، فرض، فرق، فرقہ، فصل، فضول، فقرہ، فقیر، فوج، فیصلہ، قابل، قابلیت، قالین، قاتل، قاضی، قاعدہ، قافلہ، قانون، قائم، قبر، قبض، قبضہ، قبول، قبیلہ، قتل، قحط، قد، قدر، قدرت، قدم، قرآن، قربان، قرض، قریب، قسم، قسم، قسمت، قحط، قبضہ، قصور، قطار، قطرہ، قلعہ، قلعی، قلم، قلمکار، قمیض، قنات، قہر، قہقہہ، قیامت، قید، قیمت، کاغذ، کاغذات، کاغذی، کباب، کتاب، کثرت، کرامات، کسب، کسر، کسرت، کساں، کفایت، کفر، کفن، کل، کلام، کلمہ، کمال، کنبہ، لاثانی، لاجواب، لازمی، لاش، لاعلاج، علم، لائق، لباس، لحاف، لحظہ، لذت، لذیذ، لطف، لطیفہ، لعل، لفظ، لقوہ، لیاقت، لیلیٰ، ماتحت، ماجرا، ماضی، مالی، مالک، مبارک، مبالغہ، مبتلا، متاثر، متاع، متبرک، متحد، متحرک، متعدد، مثال، مثلاً، مجال، مجاہد، مجبور، مجبوری، مجمع، مجلس، محال، محاورہ، محبت، محبوب، محتاج، محروم، محسوس، محکمہ، محل، محلہ، محنت، مخالف، مخالفت، مختار، مختلف، مدت، مدد، مددگار، مدرسہ، مدعا، مدعی، مدہوش،

مذاق، مذہب، مراد، مردار، مردم شماری، مرض، مرضی مرمت، مروت، مرہم، مریض، مزاج، مزار، مسافر، مساوی، مستقل، مسجد، مسرت، مسکین، مسئلہ، مشاعرہ مشترک، مشق، مشکل، مشورہ، مشہور، مصالح، مصالح دار، مصرع، مصری، مصنوعی، مصیبت، مضبوط، مضمون، مطابق، مطلب، معاف، معافی، معاملہ معدہ، معرکہ، معشوق، معمولی، معنی، معیار، مغالطہ، مغرور، مقابلہ، مقام، مقامی، مقبرہ، مقدار، مقدمہ، مقرر، مکار، مکان، مکر، مکمل، ملّا، ملاح، ملازم، ملازمت ملاقات، ملال، ملائم، ملتوی، ملزم، ملک، مُلک، ملکہ، ملکیت، منادی، منارہ، مناسب، مناہی، منت، منحوس، منظور، منع، موافق، موت، مورچ، موجودہ موسم، موقع، مولوی، مویشی، مہلت، معیار، نائب، نبض، نتیجہ، نجومی، نزلہ، نسل، نصیب، نصیحت، نظارہ، نظر، نظم، نعرہ، نفرت، نفع، نقد، نقص، نقل، نکتہ، نواب، نہایت، وارث، واقف، واقفیت، واہیات، وبا، وحشی، ورزش، وزن، وزیر، وسیلہ، وصول، وصیت، وظیفہ، وعدہ، وغیرہ، وفا، وفادار، وقت، وقفہ، وکالت، ولایت، ولایتی، ولولہ، وہم، وہمی، ہاضمہ، ہجر، ہدایت، ہرج، ہرجانہ، ہرجائی، ہضم، ہیضہ، یتیم، یرقان، یقین۔

ہندی میں عربی فارسی الفاظ کے استعمال کا تواتر

عربی فارسی کے یہ الفاظ ہندی عبارتوں میں کس خوب صورتی سے نگینوں کی طرح جڑے جاتے ہیں اور یہ ہندی میں کس کثرت سے متواتر استعمال ہوتے ہیں۔ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے ایسے ادیبوں کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے جو یا تو اردو ہندی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں یا وہ اس قدر ہردلعزیز ہیں کہ ان کے شاہکار ان دونوں زبانوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ انہیں پڑھتے ہیں۔ ایسی کتابوں میں غالباً وہی زبان استعمال کی جاتی ہے جس سے عوام کی اکثریت عموماً اور ہندی دان طبقہ خصوصاً اچھی طرح واقف ہے۔ چنانچہ ہندی میں عربی فارسی الفاظ کے استعمال کی کثرت اور تواتر (FREQUENCY) کا اندازہ لگانے کے لئے مندرجہ ذیل تین کتابوں کا مطالعہ کیا گیا ہے جو ہندی میں شائع ہوئی ہیں۔

مصنف	کتاب	پبلشر	سنہ تصنیف
۱۔ کرشن چندر	کرشن چندر کی سروشریشٹھ کہانیاں	نیلاب پرکاش الہ آباد	۱۹۶۹ء
۲۔ کرشن چندر	بوربن کلب	راج پال اینڈ سنز کشمیری گیٹ دلی	۱۹۷۰ء
۳۔ خواجہ احمد عباس	تین پہیے	راج پال اینڈ سنز کشمیری گیٹ دلی	۱۹۷۱ء

ان میں سے پہلی دو کتابیں کرشن چندر کی کہانیوں کے مجموعے ہیں۔ پہلی کتاب میں سے سات کہانیاں (رانگی، قبر، دو فرلانگ لمبی سڑک، بالکونی، جنت

اور جہنم (بے رنگ و بو، پیلیا) جو ۹۵ صفحات پر اور دوسری میں سے پانچ کہانیاں (سوراجیہ کے پچاس سال بعد، غلط فہمی، لکڑی کے کھوکھے، مس لوویٹ، بیچلر آف آرٹس) جو صرف ۵۳ صفحات پر مشتمل ہیں، کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کے زیر مطالعہ ۱۴۸ صفحات میں عربی فارسی کے ۲۰۵ الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں سے بعض الفاظ متعدد بار اس طرح استعمال ہوئے ہیں کہ زبان اردو اور ہندی کے حسین سنگم کا بہترین نمونہ معلوم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر چند فقرے ملاحظہ ہوں:۔

"جب جمیلہ نورانی کو سکھبیر نے کیبنٹ میں ہیرے کا ایک جڑاؤ گلوبند دیا تو وہ اپنی سالگرہ پہلے منانے پر راضی ہو گئی۔ کوئی خوبصورت عورت اس سے بڑی مہربانی نہیں کر سکتی۔ پارٹی شاندار تھی۔"

"ہیرانند ساہ نے نفرت اور ناراضی سے منہ پھیر لیا پھر اپنے آپ پر قابو کر کے بولا۔۔۔ میری جان کی قسم کیوں کھاتے ہو۔ مجھے تمہاری جان سے زیادہ اس دنیا میں کوئی چیز پریہ نہیں۔"

(بورن کلب سے، لکڑی کے کھوکھے صفحہ ۱۷، ۱۲۹)

"انہیں راج نیتی کی بجائے کھیتی باڑی سے زیادہ دلچسپی تھی۔۔۔۔ وہاں تم اپنے کو اجنبی محسوس کرو گے۔۔۔۔ میں حیران ہوں کہ دیش کی موجودہ حالت کا، خیال کوئی نہ تھا۔ کاغذ عدالتوں اور سرکاری دفتروں کے لئے بھی پورا نہ پڑتا تھا۔ اکثر سرکاری مقدموں کا فیصلہ برسوں اس لئے نہ ہو پاتا کہ جج کے پاس فیصلہ لکھنے کو کاغذ نہ ہوتے۔"

(بورن کلب سے، سوراجیہ کے پچاس سال بعد صفحہ ۹۱)

"تم اپنی غلطیوں کا خمیازہ مجھے بھگتنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ کالج کا جیون

بہت جلد ختم ہو گیا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا "نتیجہ؟"
"نتیجہ صاف ہے۔ جیون کے عین مطابق ہے"

(کرشن چندر کی سرو شریشٹھ کہانیاں سے "قبر" صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

"عورت کا چہرہ اتنا دو رخا کیوں ہوتا ہے۔ ایک ہی نظر سے وہ گھاؤ بھی پیدا کرتی ہے اور اس پر مرہم بھی لگاتی ہے..... اس دنیا کو کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ اس خیال سے دل کو بڑا چین ملتا ہے یہ دنیا میری ہے اور زندگی کے آخری پل تک یا دل کی آخری دھڑکن تک میری رہے گی۔ شاید اب دنیا ہی میری زندگی کا ایک مائر خزانہ ہے"

(کرشن چندر کی سرو شریشٹھ کہانیاں سے "پلیا" صفحہ ۱۴۴، ۱۵۲)

عربی فارسی کے ایسے تمام الفاظ جو ان کہانیوں میں استعمال ہوئے ہیں، وہ مع تواتر ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:-

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱	آخر	۳	۹	آئینہ	۱
۲	آخری	۶	۱۰	اثر	۱
۳	آدمی	۱۴	۱۱	اجازت	۲
۴	آرام	۲	۱۲	اجنبی	۱
۵	آزادی	۱	۱۳	احسان	۲
۶	آسمان	۳	۱۴	اخبار	۱
۷	آلوچہ	۱	۱۵	ادا	۲
۸	آوارہ	۳	۱۶	ارادہ	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۷	استاد	۱
۱۸	استعمال	۲
۱۹	اشارہ	۱
۲۰	اصل	۱
۲۱	اطمینان	۲
۲۲	اعظم	۱
۲۳	افلاطون	۲
۲۴	اقرار	۳
۲۵	اکثر	۵
۲۶	امتحان	۳
۲۷	املا	۱
۲۸	امید	۲
۲۹	امیر	۲
۳۰	اناج	۱
۳۱	انتظار	۳
۳۲	انجیر	۱
۳۳	انداز	۲
۳۴	اندازہ	۴
۳۵	اندر	۵
۳۶	انسان	۲
۳۷	انعام	۱
۳۸	انقلاب	۲
۳۹	انکار	۶
۴۰	انگور	۱
۴۱	اول	۱
۴۲	اولاد	۱
۴۳	ایمان	۱
۴۴	بادبان	۴
۴۵	بادشاہ	۲
۴۶	بارش	۳
۴۷	بازو	۱
۴۸	باغیچہ	۱
۴۹	باقی	۱
۵۰	بالکل	۱
۵۱	باوجود	۲
۵۲	بت	۱
۵۳	بجائے	۳
۵۴	بخار	۲
۵۵	بخت	۱
۵۶	بخشش	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۵۷	بدتمیز	۱	۷۷	بے تحاشا	۱
۵۸	بدصورت	۲	۷۸	بے چاری	۱
۵۹	بدمعاش	۳	۷۹	بے چینی	۲
۶۰	برسات	۳	۸۰	بے حد	۱
۶۱	بزرگ	۱	۸۱	بے دلی	۱
۶۲	برفیلے	۱	۸۲	بے فکر	۱
۶۳	برق	۱	۸۳	بیکا	۳
۶۴	برکت	۱	۸۴	بیکاری	۲
۶۵	بعد	۱۱	۸۵	بیگم	۱
۶۶	بغل	۱	۸۶	بیمار	۲
۶۷	بلا	۱	۸۷	بیماری	۲
۶۸	بلاشبہ	۱	۸۸	بے وقوف	۱
۶۹	بندرگاہ	۱	۸۹	پَر	۱
۷۰	بُو	۱	۹۰	پرستان	۱
۷۱	بہادر	۳	۹۱	پریزاد	۱
۷۲	بہادری	۱	۹۲	پسند	۷
۷۳	بہتر	۲	۹۳	پست	۱
۷۴	بہترین	۱	۹۴	پشتنی	۲
۷۵	بھیک	۲	۹۵	پیچ	۱
۷۶	بیان	۱	۹۶	پیدا	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۹۷	پیش	۱
۹۸	پیشی	۲
۹۹	تاب	۱
۱۰۰	تاج	۱
۱۰۱	تازگی	۱
۱۰۲	تباہ	۱
۱۰۳	تبدیلی	۱
۱۰۴	تحصیل دار	۲
۱۰۵	تحفہ	۱
۱۰۶	تراش	۱
۱۰۷	تسلی	۲
۱۰۸	تشریف	۱
۱۰۹	تصویر	۱
۱۱۰	تعریف	۱
۱۱۱	تعلقدار	۱
۱۱۲	تعویذ	۱
۱۱۳	تف	۱
۱۱۴	تکلیف	۳
۱۱۵	تلاش	۳
۱۱۶	تمیز	۲
۱۱۷	تہذیب	۱
۱۱۸	تیار	۱
۱۱۹	تیر	۱
۱۲۰	تیز	۱
۱۲۱	تیزی	۲
۱۲۲	ثابت	۲
۱۲۳	ثبوت	۲
۱۲۴	جاسوس	۱
۱۲۵	جام	۴
۱۲۶	جان	۸
۱۲۷	جانور	۱
۱۲۸	جاہل	۲
۱۲۹	جائداد	۱
۱۳۰	جِلد	۱
۱۳۱	جَلد	۲
۱۳۲	جلدی	۳
۱۳۳	جنگ	۳
۱۳۴	جنگل	۳
۱۳۵	جواب	۳
۱۳۶	جوان	۵

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۳۷	جمانی	۴	۱۵۷	حرکت	۲
۱۳۸	جہاز	۴	۱۵۸	حساب	۱
۱۳۹	جہان	۱	۱۵۹	حسن	۲
۱۴۰	جیب	۱	۱۶۰	حق	۲
۱۴۱	چوبی	۱	۱۶۱	حُقہ	۱
۱۴۲	چشمہ	۱	۱۶۲	حکومت	۱
۱۴۳	چالاک	۱	۱۶۳	حکیم	۱
۱۴۴	چند	۱	۱۶۴	حل	۱
۱۴۵	حاشیہ	۱	۱۶۵	حلوا	۱
۱۴۶	حاصل	۱	۱۶۶	حملہ	۳
۱۴۷	حاضر	۱	۱۶۷	حیران	۳
۱۴۸	حاضری	۱	۱۶۸	خادم	۱
۱۴۹	حاکم	۱	۱۶۹	خاطر	۱
۱۵۰	حالات	۱	۱۷۰	خاطرداری	۱
۱۵۱	حالانکہ	۳	۱۷۱	خالص	۲
۱۵۲	حالت	۱	۱۷۲	خالہ	۱
۱۵۳	حد	۱	۱۷۳	خالی	۲
۱۵۴	حرام	۱	۱۷۴	خاموش	۳
۱۵۵	حرام زادہ	۳	۱۷۵	خاموشی	۲
۱۵۶	حرامی	۱	۱۷۶	خان	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۷۷	خاندانی	۱
۱۷۸	خانساماں	۱
۱۷۹	خاوند	۲
۱۸۰	ختم	۳
۱۸۱	خدا	۳
۱۸۲	خراب	۲
۱۸۳	خرید	۱
۱۸۴	خزانہ	۱
۱۸۵	خط	۴
۱۸۶	خطاب	۱
۱۸۷	خمیازہ	۱
۱۸۸	خوب	۴
۱۸۹	خوبصورت	۴
۱۹۰	خود	۵
۱۹۱	خودبخود	۱
۱۹۲	خوش	۹
۱۹۳	خوشنما	۲
۱۹۴	خوشی	۱
۱۹۵	خیال	۳
۱۹۶	خیریت	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۹۷	داخل	۱
۱۹۸	دار	۱
۱۹۹	دامن	۱
۲۰۰	دراز	۱
۲۰۱	دراصل	۱
۲۰۲	درجہ	۱
۲۰۳	درد	۱
۲۰۴	درست	۲
۲۰۵	دروازہ	۳
۲۰۶	دستخط	۲
۲۰۷	دعوت	۴
۲۰۸	دفتر	۲
۲۰۹	دفعہ	۱
۲۱۰	دکان	۱
۲۱۱	دکاندار	۱
۲۱۲	دل	۷
۲۱۳	دلال	۱
۲۱۴	دلالی	۱
۲۱۵	دلچسپ	۲
۲۱۶	دلچسپی	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۱۷	دم	۲	۲۳۷	رسم	۱
۲۱۸	دنیا	۱۳	۲۳۸	رشتہ دار	۱
۲۱۹	دوا	۲	۲۳۹	رشوت	۱
۲۲۰	دوات	۲	۲۴۰	رعب	۱
۲۲۱	دوبارہ	۱	۲۴۱	رفتار	۲
۲۲۲	دور	۲	۲۴۲	رقبہ	۱
۲۲۳	دوران	۴	۲۴۳	رنگ	۴
۲۲۴	دورہ	۱	۲۴۴	رنگین	۲
۲۲۵	دوست	۵	۲۴۵	رنگریز	۱
۲۲۶	دولت	۳	۲۴۶	رواج	۱
۲۲۷	دومنزلہ	۱	۲۴۷	روز	۳
۲۲۸	دھوکا	۳	۲۴۸	روزانہ	۱
۲۲۹	دیر	۳	۲۴۹	روزگار	۱
۲۳۰	دیوانہ	۱	۲۵۰	روشنی	۳
۲۳۱	ذرا	۱	۲۵۱	روغن	۱
۲۳۲	ذمہ داری	۱	۲۵۲	رئیس	۵
۲۳۳	ذکر	۱	۲۵۳	رئیس زادہ	۱
۲۳۴	راضی	۱	۲۵۴	رئیسی	۱
۲۳۵	رائے بہادر	۴	۲۵۵	رہائش	۱
۲۳۶	رُخ	۱	۲۵۶	زبان	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۵۷	زکام	۲
۲۵۸	زمانہ	۶
۲۵۹	زمین	۲
۲۶۰	زندگی	۹
۲۶۱	زندہ	۴
۲۶۲	زور	۲
۲۶۳	زیادہ	۵
۲۶۴	زیتونی	۲
۲۶۵	سال	۵
۲۶۶	سالگرہ	۵
۲۶۷	ستون	۱
۲۶۸	سخت	۲
۲۶۹	سختی	۱
۲۷۰	سُرخ	۱
۲۷۱	سرکاری	۲
۲۷۲	سطح	۱
۲۷۳	سفید	۶
۲۷۴	سلام	۱
۲۷۵	سلسلہ	۱
۲۷۶	سلیقہ	۲
۲۷۷	سَن	۱
۲۷۸	سنگ مرمر	۱
۲۷۹	سوار	۱
۲۸۰	سوال	۳
۲۸۱	سیف الملک	۱
۲۸۲	سینہ	۲
۲۸۳	شادی	۶
۲۸۴	شام	۳
۲۸۵	شان	۲
۲۸۶	شاندار	۴
۲۸۷	شاہ بہرام	۱
۲۸۸	شراب	۷
۲۸۹	شرابی	۲
۲۹۰	شرارت	۱
۲۹۱	شرط	۱
۲۹۲	شرم	۵
۲۹۳	شرمیلا	۱
۲۹۴	شرمیلی	۱
۲۹۵	شروع	۶
۲۹۶	شروعات	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۹۷	شعلہ	۱
۲۹۸	شکار	۶
۲۹۹	شکایت	۱
۳۰۰	شکر	۱
۳۰۱	شکریہ	۴
۳۰۲	شکل	۳
۳۰۳	سنگترے	۱
۳۰۴	شوق	۱
۳۰۵	شوقین	۱
۳۰۶	شیر	۲
۳۰۷	شہد	۱
۳۰۸	صاحب	۴
۳۰۹	صاحبہ	۱
۳۱۰	صبح	۱
۳۱۱	صحت	۱
۳۱۲	صراحی	۱
۳۱۳	صرف	۲
۳۱۴	صندوق	۱
۳۱۵	صورت	۲
۳۱۶	ضد	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۳۱۷	ضرور	۲
۳۱۸	ضرورت	۵
۳۱۹	طاقت	۱
۳۲۰	طاقت ور	۱
۳۲۱	طبیعت	۲
۳۲۲	طرح	۱۹
۳۲۳	طرف	۲
۳۲۴	طُرہ	۱
۳۲۵	طریقہ	۲
۳۲۶	طور	۲
۳۲۷	طوفان	۲
۳۲۸	طوفانی	۱
۳۲۹	طے	۱
۳۳۰	ظالم	۴
۳۳۱	عادت	۳
۳۳۲	عادی	۱
۳۳۳	عاشق	۱
۳۳۴	عجیب	۱۵
۳۳۵	عدالت	۲
۳۳۶	عرصہ	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۳۳۷	عزت	۱
۳۳۸	عشق	۱
۳۳۹	عمارت	۲
۳۴۰	عمدہ	۱
۳۴۱	عمر	۶
۳۴۲	عورت	۱۸
۳۴۳	عیش	۲
۳۴۴	عین	۱
۳۴۵	غائب	۲
۳۴۶	غریب	۸
۳۴۷	غریبی	۱
۳۴۸	غصہ	۱
۳۴۹	غضب ناک	۱
۳۵۰	غلاف	۱
۳۵۱	غلام	۱
۳۵۲	غلامی	۱
۳۵۳	غلط	۳
۳۵۴	غلط فہمی	۲
۳۵۵	غلطی	۳
۳۵۶	غنیمت	۲
۳۵۷	غور	۱
۳۵۸	فانوس	۱
۳۵۹	فائدہ	۲
۳۶۰	فردوس	۱
۳۶۱	فرصت	۱
۳۶۲	فقیر	۱
۳۶۳	فی صدی	۱
۳۶۴	فیصلہ	۴
۳۶۵	قابل	۱
۳۶۶	قابو	۱
۳۶۷	قاعدہ	۱
۳۶۸	قافلہ	۱
۳۶۹	قانون	۱
۳۷۰	قبر	۱
۳۷۱	قبضہ	۱
۳۷۲	قد	۲
۳۷۳	قدرت	۱
۳۷۴	قرار	۱
۳۷۵	قرض	۱
۳۷۶	قریب	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۳۷۷	قِسم	۱	۳۹۷	کم بخت	۳
۳۷۸	قَسم	۶	۳۹۸	کمزور	۳
۳۷۹	قسمت	۱	۳۹۹	کمینہ	۱
۳۸۰	قطار	۳	۴۰۰	کنارہ	۲
۳۸۱	قطعی	۱	۴۰۱	کوشش	۴
۳۸۲	قلعہ	۱	۴۰۲	کھنڈر	۱
۳۸۳	قلم	۱	۴۰۳	گردن	۴
۳۸۴	قوالی	۲	۴۰۴	گرم	۲
۳۸۵	قوم	۱	۴۰۵	گزر	۷
۳۸۶	قہقہے	۲	۴۰۶	گلاب	۱
۳۸۷	قید	۱	۴۰۷	گلوبند	۱
۳۸۸	قیمت	۱	۴۰۸	لاش	۱
۳۸۹	کارخانہ	۳	۴۰۹	لائق	۱
۳۹۰	کاش	۱	۴۱۰	لب	۱
۳۹۱	کاغذ	۲	۴۱۱	لباس	۳
۳۹۲	کباب	۱	۴۱۲	لنگر	۱
۳۹۳	کتاب	۲	۴۱۳	لہجہ	۴
۳۹۴	کشتی	۲	۴۱۴	لہر	۱
۳۹۵	کم	۲	۴۱۵	مادہ	۲
۳۹۶	کمان	۱	۴۱۶	مال	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۱۷	مالش	۱	۴۳۷	مزاج	۳
۴۱۸	مالک	۴	۴۳۸	مزدور	۲
۴۱۹	مجبور	۲	۴۳۹	مسافر	۲
۴۲۰	مجبوری	۱	۴۴۰	مست	۱
۴۲۱	مجنوں	۱	۴۴۱	مستول	۱
۴۲۲	محبت	۵	۴۴۲	مسجد	۱
۴۲۳	محتاج	۱	۴۴۳	مسکراہٹ	۱
۴۲۴	محراب	۳	۴۴۴	مسلمان	۱
۴۲۵	محسوس	۲	۴۴۵	مشکل	۲
۴۲۶	محفل	۲	۴۴۶	مضائقہ	۱
۴۲۷	محفوظ	۱	۴۴۷	مضبوط	۳
۴۲۸	محلہ	۱	۴۴۸	مضراب	۱
۴۲۹	محنت	۱	۴۴۹	مطابق	۱
۴۳۰	مذاق	۱	۴۵۰	مطلب	۲
۴۳۱	مرتبہ	۱	۴۵۱	معاف	۱
۴۳۲	مرحم	۱	۴۵۲	معافی	۱
۴۳۳	مرد	۵	۴۵۳	معاملہ	۱
۴۳۴	مردانہ	۱	۴۵۴	معصوم	۱
۴۳۵	مرضی	۱	۴۵۵	معمولی	۵
۴۳۶	مزا	۱	۴۵۶	معلوم	۸

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۵۷	مفید	۱	۴۷۷	ناراض	۲
۴۵۸	مقابلہ	۱	۴۷۸	ناراضی	۱
۴۵۹	مقدمہ	۲	۴۷۹	نازک	۳
۴۶۰	مقصد	۱	۴۸۰	نافہ	۱
۴۶۱	مکان	۲	۴۸۱	نان	۱
۴۶۲	ملاح	۱	۴۸۲	نائب	۲
۴۶۳	ملاقات	۳	۴۸۳	نبض	۱
۴۶۴	منظور	۳	۴۸۴	نتیجہ	۳
۴۶۵	موتی	۱	۴۸۵	نر	۲
۴۶۶	موجود	۶	۴۸۶	نزدیک	۱
۴۶۷	موجودہ	۱	۴۸۷	نشان	۱
۴۶۸	مویشی	۱	۴۸۸	نظر	۵
۴۶۹	مہربانی	۲	۴۸۹	نعرے	۱
۴۷۰	مہمان	۲	۴۹۰	نفرت	۲
۴۷۱	میدان	۲	۴۹۱	نقش	۱
۴۷۲	میز	۱	۴۹۲	نقصان	۲
۴۷۳	میزبان	۵	۴۹۳	نگاہ	۴
۴۷۴	ناپسند	۱	۴۹۴	نگینہ	۱
۴۷۵	ناخن	۱	۴۹۵	ننگا	۱
۴۷۶	نادان	۱	۴۹۶	نواب	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۹۷	نوجوان	۲	۵۱۲	ہرج	۱
۴۹۸	نوکر	۲	۵۱۳	ہرگز	۱
۴۹۹	نوکری	۱	۵۱۴	ہستی	۱
۵۰۰	نیک	۱	۵۱۵	ہضم	۱
۵۰۱	نیلوفر	۱	۵۱۶	ہمت	۱
۵۰۲	واپس	۳	۵۱۷	ہمدردی	۱
۵۰۳	واسطہ	۱	۵۱۸	ہنگامہ	۱
۵۰۴	واویلا	۱	۵۱۹	ہوائی	۱
۵۰۵	وجہ	۱	۵۲۰	یاد	۱
۵۰۶	ورنہ	۲	۵۲۱	یادگار	۲
۵۰۷	وزیر	۱	۵۲۲	یار	۲
۵۰۸	وظیفہ	۱	۵۲۳	یتیم	۱
۵۰۹	وعدہ	۳	۵۲۴	یرقان	۱
۵۱۰	ولایت	۱	۵۲۵	یقین	۱
۵۱۱	ویران	۱			

جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کرشن چندر کی یہ کتابیں بالترتیب ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے دوسری کتاب "بورین کلب" کو راج پال اینڈ سنز، کشمیری گیٹ، دہلی نے ۱۹۷۰ء میں شائع کیا ہے۔ اسی ادارے کی ایک اور کتاب خواجہ احمد عباس کی "تین پہیے" ہے جو اس سے اگلے ہی سال یعنی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ ہندی کی اس ایک کتاب میں استعمال کیے گئے عربی فارسی الفاظ کی تعداد

کرشن چندر کی مذکورہ بالا دونوں کتابوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عوام کی اکثریت نہ صرف متواتر استعمال ہونے والے عربی فارسی کے ایسے الفاظ مانوس ہے بلکہ ان کی شیرینی اور لطافت سے لطف اندوز ہونے کا جذبہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اس کا ثبوت خواجہ احمد عباس کی کتاب "تین پہیئے" ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب کے جائزے سے معلوم ہوگا کہ اس کے محض ۱۳۷ صفحات (کہانی کے آغاز سے اختتام تک) میں عربی فارسی کے ۱۴۷ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کی فہرست سے پیشتر کتاب مذکور کے صفحہ ۷، پیرا ۲ سے ایک مختصر سا اقتباس بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ایسے الفاظ کے طریقہ استعمال اور تواتر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکے:۔

"بیگار سے بیگار بھلی۔ مگر آزادی کے اس دور میں کون کسی سے بیگار کام کراسکتا ہے۔ جیب کاٹنا بہتر ہے۔ آنکھوں میں پسی ہوئی مرچیں جھونک کر یا چاقو دکھلا کر دن دہاڑے لوٹ لینا تو بہت ہی بہتر ہے اور قید ہوجائے تو سب سے بہتر ہے کیونکہ کھانا پینا مفت اور پر وڑھ شکشا کا بہترین انتظام۔ ایک سے ایک قابل پروفیسر بنا فیس لئے لیکچر دے رہا ہے۔ کوئی چوری پر، کوئی ڈکیتی پر، کوئی دھوکے بازی، چارسو بیسی پر کوئی مار دھاڑ، قتل اور خون سب کو سبق پڑھا رہا ہے۔"

اب عربی فارسی کے وہ تمام الفاظ جو اس کتاب میں استعمال ہوئے ہیں مع انکے تواتر کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱	آبرو	۱	۲۱	اخبار	۱۲
۲	آخر	۵	۲۲	اخلاق	۱
۳	آخرکار	۱۳	۲۳	اداکرنا	۸
۴	آخری	۷	۲۴	اداکاری	۱
۵	آرام	۵	۲۵	ادب	۱
۶	آرزو	۱	۲۶	ادیب	۱
۷	آزاد	۴	۲۷	ارادہ	۲
۸	آزادی	۳	۲۸	ارمان	۱
۹	آسان	۱	۲۹	استعمال	۳
۱۰	آسانی	۲	۳۰	اشارہ	۱۳
۱۱	آسمان	۳	۳۱	اصرار	۱
۱۲	آگاہ	۱	۳۲	اصل	۲
۱۳	آمدنی	۷	۳۳	اصلی	۱
۱۴	آوارہ	۲	۳۴	اصلیت	۳
۱۵	آئندہ	۴	۳۵	اصول	۲
۱۶	آئینہ	۹	۳۶	اصولاً	۱
۱۷	اتفاقیہ	۱	۳۷	اطلاع	۲
۱۸	اثر	۶	۳۸	اطمینان	۶
۱۹	اجازت	۲	۳۹	اعتبار	۲
۲۰	احساس	۴	۴۰	اعتراض	۴

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۱	اعلان	۵
۴۲	افسر	۳
۴۳	افسوس	۱
۴۴	اقرار	۱
۴۵	اکثر	۷
۴۶	البتہ	۱
۴۷	التزام	۲
۴۸	اللہ	۴
۴۹	امتحان	۱
۵۰	امید	۵
۵۱	امیدوار	۳
۵۲	امیر	۶
۵۳	انبار	۵
۵۴	انتظار	۱۲
۵۵	انتظام	۹
۵۶	انداز	۳
۵۷	اندازہ	۲
۵۸	اندر	۴۴
۵۹	اندرونی	۲
۶۰	انسان	۷
۶۱	انسانی	۲
۶۲	انصاف	۲
۶۳	انعام	۹
۶۴	انقلاب	۳
۶۵	انکار	۷
۶۶	آواز	۵
۶۷	اولاد	۲
۶۸	اہتمام	۱
۶۹	ایمان	۱
۷۰	ایمانداری	۲
۷۱	بارش	۵
۷۲	بازار	۹
۷۳	بازو	۲
۷۴	بازی	۲
۷۵	باقاعدہ	۱
۷۶	باقاعدگی	۲
۷۷	باقی	۸
۷۸	بالکل	۱۲
۷۹	باوجود	۱
۸۰	بجائے	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۸۱	بحث	۲	۱۰۱	بلورین	۱
۸۲	بخش	۱	۱۰۲	بندوق	۱
۸۳	بدبو	۹	۱۰۳	بنیادی	۱
۸۴	بدبودار	۵	۱۰۴	بو	۵
۸۵	بدچلن	۱	۱۰۵	بہار	۴
۸۶	بدزبان	۲	۱۰۶	بہانہ	۷
۸۷	بدصورت	۲	۱۰۷	بہتر	۶
۸۸	بدن	۲۱	۱۰۸	بہترین	۳
۸۹	برابر	۹	۱۰۹	بے اختیار	۳
۹۰	برداشت	۳	۱۱۰	بے انصاف	۳
۹۱	برف	۴	۱۱۱	بے اولاد	۳
۹۲	برقرار	۲	۱۱۲	بے ایمانی	۲
۹۳	بسر کرنا	۲	۱۱۳	بے تابی	۲
۹۴	بظاہر	۱	۱۱۴	بے تکلفی	۱
۹۵	بعد	۳۸	۱۱۵	بے تحاشا	۱
۹۶	بعض	۲	۱۱۶	بے جان	۱
۹۷	بغیر	۸	۱۱۷	بے چارہ	۲
۹۸	بقول	۱	۱۱۸	بے چاری	۳
۹۹	بلا	۲	۱۱۹	بے خیالی	۱
۱۰۰	بلند	۲	۱۲۰	بے رحم	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۲۱	بے شرم	۲
۱۲۲	بے شرمی	۱
۱۲۳	بے قابو	۱
۱۲۴	بے کار	۱۱
۱۲۵	بیکار	۱
۱۲۶	بیگم	۴
۱۲۷	بے مثال	۱
۱۲۸	بے وفائی	۲
۱۲۹	بے وقوف	۲
۱۳۰	بیوی	۲
۱۳۱	بے ہوش	۲
۱۳۲	پردہ	۷
۱۳۳	پردے	۴
۱۳۴	پرزہ	۲
۱۳۵	پریشان	۳
۱۳۶	پروردگار	۱
۱۳۷	پری	۱
۱۳۸	پسند	۱۵
۱۳۹	پہلو	۱
۱۴۰	پھانسی	۱
۱۴۱	پوشاک	۱
۱۴۲	پیوند	۱
۱۴۳	پیدا	۱۵
۱۴۴	پیسے	۱
۱۴۵	پیش	۷
۱۴۶	پیشاب	۳
۱۴۷	پیش کش	۲
۱۴۸	پیشگی	۲
۱۴۹	پیمانہ	۱
۱۵۰	تاج	۱
۱۵۱	تاریخ	۱
۱۵۲	تجارتی	۹
۱۵۳	تجربہ	۳
۱۵۴	تجویز	۱
۱۵۵	تحفہ	۱
۱۵۶	تسلی	۲
۱۵۷	تصویر	۱۹
۱۵۸	تصویریں	۲۱
۱۵۹	تعریف	۳
۱۶۰	ترقی	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۶۱	تعلق	۱	۱۸۱	تیز	۶
۱۶۲	تعلیم	۱	۱۸۲	تیزابی	۱
۱۶۳	تعویذ	۲	۱۸۳	تیزرفتار	۱
۱۶۴	تقریباً	۱	۱۸۴	تیزی	۴
۱۶۵	تقریر	۴	۱۸۵	ثابت	۲
۱۶۶	تکلف	۴	۱۸۶	ثبوت	۱
۱۶۷	تکلیف	۵	۱۸۷	جاری	۱
۱۶۸	تکیہ	۲	۱۸۸	جام صحت	۱
۱۶۹	تلاش	۹	۱۸۹	جان	۷
۱۷۰	تلوار	۱	۱۹۰	جانور	۳
۱۷۱	تماشا	۱	۱۹۱	جائز	۱
۱۷۲	تمام	۷	۱۹۲	جدا	۱
۱۷۳	تمغہ	۱	۱۹۳	جُرم	۱
۱۷۴	تن	۵	۱۹۴	جرمانہ	۱
۱۷۵	تنخواہ	۴	۱۹۵	جسم	۷
۱۷۶	تنگ	۵	۱۹۶	جگہ	۱
۱۷۷	تہیّہ	۱	۱۹۷	جلد	۳
۱۷۸	تیار	۵	۱۹۸	جلَد	۵
۱۷۹	تیاری	۲	۱۹۹	جمعدار	۲
۱۸۰	تیر	۱	۲۰۰	جواب	۳۴

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۰۱	جوان	۷
۲۰۲	جوانی	۴
۲۰۳	جیب	۷
۲۰۴	چادر	۲
۲۰۵	چراغ	۱
۲۰۶	چشمہ	۲
۲۰۷	چند	۷
۲۰۸	چوربازار	۲
۲۰۹	حادثہ	۲
۲۱۰	حاضر	۲
۲۱۱	حالات	۱
۲۱۲	حالت	۴
۲۱۳	حد	۳
۲۱۴	حرام زادی	۲
۲۱۵	حرکت	۴
۲۱۶	حساب	۵
۲۱۷	حسرت	۱
۲۱۸	حسن	۳
۲۱۹	حصہ	۴
۲۲۰	حضور	۴
۲۲۱	حق	۲
۲۲۲	حقیقت	۴
۲۲۳	حلق	۱
۲۲۴	حلقہ	۱
۲۲۵	حلیہ	۱
۲۲۶	حملہ	۲
۲۲۷	حیثیت	۳
۲۲۸	حیران	۴
۲۲۹	حیرت	۲
۲۳۰	خاص	۲
۲۳۱	خاصی	۱
۲۳۲	خاطر	۴
۲۳۳	خاک	۳
۲۳۴	خاکسار	۱
۲۳۵	خاکساری	۲
۲۳۶	خاکہ	۱
۲۳۷	خالی	۱۵
۲۳۸	خاموش	۹
۲۳۹	خاموشی	۱۱
۲۴۰	خاندان	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۴۱	خبر	۵
۲۴۲	خبریں	۲
۲۴۳	ختم	۱۱
۲۴۴	خدا	۵
۲۴۵	خراب	۲
۲۴۶	خرابی	۲
۲۴۷	خراد	۵
۲۴۸	خرچ	۱۲
۲۴۹	خرید	۶
۲۵۰	خریدار	۱
۲۵۱	خزانہ	۱
۲۵۲	خط	۶
۲۵۳	خطرناک	۹
۲۵۴	خطرہ	۳
۲۵۵	خلاف	۲
۲۵۶	خم	۱
۲۵۷	خواہش	۳
۲۵۸	خوب	۲
۲۵۹	خوبصورت	۲۷
۲۶۰	خود	۳۱
۲۶۱	خوش	۱۶
۲۶۲	خوشبو	۵
۲۶۳	خوشبودار	۳
۲۶۴	خوشخبری	۴
۲۶۵	خوشامد	۱
۲۶۶	خوشگوار	۲
۲۶۷	خوشی	۱۳
۲۶۸	خوفناک	۲
۲۶۹	خون	۱۶
۲۷۰	خیال	۲۸
۲۷۱	خیر	۱
۲۷۲	داخل	۷
۲۷۳	داخلہ	۵
۲۷۴	داغ	۵
۲۷۵	داخل	۲
۲۷۶	دراصل	۲
۲۷۷	درج کرنا	۱
۲۷۸	درجہ	۲
۲۷۹	درد	۴
۲۸۰	درمیان	۴

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۸۱	دروازہ	۵
۲۸۲	دستخط	۵
۲۸۳	دشمن	۲
۲۸۴	دعا	۳
۲۸۵	دعائیں	۱
۲۸۶	دعوت	۴
۲۸۷	دعویٰ	۱
۲۸۸	دفتر	۳
۲۸۹	دفعہ	۴
۲۹۰	دفن	۴
۲۹۱	دقیانوسی	۲
۲۹۲	دکان	۲
۲۹۳	دل	۲۰
۲۹۴	دلال	۵
۲۹۵	دلالی	۲
۲۹۶	دلچسپ	۲
۲۹۷	دلچسپی	۴
۲۹۸	دلربا	۱
۲۹۹	دم	۱
۳۰۰	دماغ	۲۳
۳۰۱	دنیا	۲۴
۳۰۲	دور	۴
۳۰۳	دوست	۸
۳۰۴	دوستانہ	۲
۳۰۵	دوستی	۲
۳۰۶	دھوکا	۳
۳۰۷	دھوکے بازی	۱
۳۰۸	دیوالیہ	۲
۳۰۹	دیوان	۱
۳۱۰	ذرا	۱
۳۱۱	ذریعہ	۳
۳۱۲	ذکر	۱
۳۱۳	ذمہ داری	۱
۳۱۴	راز	۱
۳۱۵	راضی	۲
۳۱۶	رائے	۱
۳۱۷	رُخ	۲
۳۱۸	روی	۲
۳۱۹	رحم	۲
۳۲۰	رشتہ	۹

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۳۲۱	رشتے دار	۲	۳۴۱	زہر	۲
۳۲۲	روشن	۲	۳۴۲	زہریلا	۳
۳۲۳	روشنی	۱۳	۳۴۳	زیادہ	۲۶
۳۲۴	رفتار	۴	۳۴۴	زیادہ تر	۲
۳۲۵	رقم	۹	۳۴۵	زیور	۱
۳۲۶	رنگ	۷	۳۴۶	سادگی	۱
۳۲۷	رنگین	۵	۳۴۷	سالگرہ	۲
۳۲۸	روز	۲	۳۴۸	سامان	۱۲
۳۲۹	زبان	۲	۳۴۹	سبق	۲
۳۳۰	زبردست	۳	۳۵۰	سال	۶
۳۳۱	زبردستی	۳	۳۵۱	سختی	۱
۳۳۲	زخم	۱	۳۵۲	سر	۲
۳۳۳	زخمی	۱	۳۵۳	سزا	۷
۳۳۴	زمانہ	۹	۳۵۴	سفارش	۱
۳۳۵	زمین	۸	۳۵۵	سفر	۲
۳۳۶	زمیندار	۲	۳۵۶	سلامت	۱
۳۳۷	زندگی	۳۹	۳۵۷	سلامتی	۱
۳۳۸	زندہ	۴	۳۵۸	سلامی	۱
۳۳۹	زنگ	۳	۳۵۹	سلسلہ	۲
۳۴۰	زور	۱۲	۳۶۰	سلوار	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۳۶۱	سلیقہ	۲
۳۶۲	سمجھ	۱
۳۶۳	سمجھدار	۲
۳۶۴	سنگ دل	۱
۳۶۵	سوا	۱
۳۶۶	سوار	۱
۳۶۷	سوال	۱۸
۳۶۸	سوائے	۴
۳۶۹	سود	۳
۳۷۰	سواری	۳
۳۷۱	سود در سود	۱
۳۷۲	سودا	۲
۳۷۳	سینہ	۹
۳۷۴	سینہ زوری	۱
۳۷۵	سایہ	۱
۳۷۶	شاباش	۱
۳۷۷	شادی	۹
۳۷۸	شاعر	۱
۳۷۹	شام	۱۱
۳۸۰	شامل	۵
۳۸۱	شان	۲
۳۸۲	شاندار	۵
۳۸۳	شائع	۱
۳۸۴	شراب	۸
۳۸۵	شرابی	۴
۳۸۶	شرافت	۲
۳۸۷	شرط	۱۶
۳۸۸	شروع	۱۵
۳۸۹	شرم	۲
۳۹۰	شرماکر	۵
۳۹۱	شریف	۳
۳۹۲	شریفانہ	۲
۳۹۳	شعلہ	۳
۳۹۴	شعلے	۱۲
۳۹۵	شک	۲
۳۹۶	شکار	۲
۳۹۷	شکایت	۴
۳۹۸	شکر	۲
۳۹۹	شکریہ	۷
۴۰۰	شکل	۴

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۰۱	شوق	۲	۴۲۱	ضرور	۲۷
۴۰۲	شوہر	۱	۴۲۲	ضرورت	۲۰
۴۰۳	شہرت	۱	۴۲۳	ضروری	۴
۴۰۴	شہنشاہ	۱	۴۲۴	طاقت	۲
۴۰۵	شیشے	۶	۴۲۵	طاقت ور	۲
۴۰۶	شیطان	۲	۴۲۶	طبیعت	۱
۴۰۷	صاحب	۷	۴۲۷	طراری	۱
۴۰۸	صاف	۱	۴۲۸	طرح	۲۹
۴۰۹	صبح	۵	۴۲۹	طرف	۶۸
۴۱۰	صحت	۱	۴۳۰	طریقہ	۶
۴۱۱	صحیح	۱	۴۳۱	طعنہ	۲
۴۱۲	صدی	۲	۴۳۲	طلاق	۱۱
۴۱۳	صدیوں	۱	۴۳۳	طور	۳
۴۱۴	صراحی	۱	۴۳۴	طوفان	۳
۴۱۵	صرف	۴۷	۴۳۵	طے	۱
۴۱۶	صفائی	۴	۴۳۶	ظلم	۱
۴۱۷	صندوق	۱	۴۳۷	ظالم	۲
۴۱۸	صورت	۲	۴۳۸	عادت	۳
۴۱۹	ضبط	۲	۴۳۹	عادی	۱
۴۲۰	ضد	۲	۴۴۰	عاشق	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۴۱	عالی شان	۲
۴۴۲	عام	۲
۴۴۳	عجیب	۵
۴۴۴	عدالت	۲
۴۴۵	عرصہ	۴
۴۴۶	عزت	۲
۴۴۷	عقل مند	۲
۴۴۸	عکس	۱
۴۴۹	علاقہ	۴
۴۵۰	علاوہ	۴
۴۵۱	علیحدہ	۱
۴۵۲	عمارت	۲
۴۵۳	عمر	۶
۴۵۴	عورت	۴
۴۵۵	عورتیں	۲
۴۵۶	عید	۲
۴۵۷	غائب	۳
۴۵۸	غریب	۶
۴۵۹	غریبی	۲
۴۶۰	غسل	۱
۴۶۱	غسل خانہ	۲
۴۶۲	غصہ	۳
۴۶۳	غصّے	۱
۴۶۴	غلاف	۲
۴۶۵	غلط	۲
۴۶۶	غلط فہمی	۱
۴۶۷	غلطی	۶
۴۶۸	غم	۲
۴۶۹	غور	۳
۴۷۰	غیر حقیقی	۱
۴۷۱	فائدہ	۲
۴۷۲	فرار	۱
۴۷۳	فرد	۱
۴۷۴	فرصت	۳
۴۷۵	فرض	۱
۴۷۶	فرق	۳
۴۷۷	فرمائش	۲
۴۷۸	فکر	۸
۴۷۹	فوارہ	۲
۴۸۰	فوج	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۸۱	فوراً	۴	۵۰۱	قدآدم	۲
۴۸۲	فولاد	۲	۵۰۲	قدر	۶
۴۸۳	فولادی	۲	۵۰۳	قدرت	۲
۴۸۴	فی (گھنٹہ)	۲	۵۰۴	قدم	۱۱
۴۸۵	فی الحال	۱	۵۰۵	قرار دینا	۲
۴۸۶	فی صد	۱	۵۰۶	قربانی	۲
۴۸۷	فلیتہ	۴	۵۰۷	قرض	۴
۴۸۸	فیصلہ	۴	۵۰۸	قرضدار	۱
۴۸۹	قابل	۱۱	۵۰۹	قرعہ	۳
۴۹۰	قابو	۲	۵۱۰	قرقی	۴
۴۹۱	قاضی	۱	۵۱۱	قریب	۲
۴۹۲	قالین	۳	۵۱۲	قسط	۱
۴۹۳	قانون	۸	۵۱۳	قِسم	۱۱
۴۹۴	قانونی	۲	۵۱۴	قَسم	۲
۴۹۵	قائم	۵	۵۱۵	قسمت	۳
۴۹۶	قبر	۴	۵۱۶	قصور	۲
۴۹۷	قبضہ	۳	۵۱۷	قصہ	۱
۴۹۸	قبول	۱	۵۱۸	قطار	۱
۴۹۹	قتل	۱	۵۱۹	قطرہ	۱
۵۰۰	قد	۶	۵۲۰	قلم	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۵۲۱	قمیض	۶	۵۴۱	کمان	۲
۵۲۲	قہقہہ	۲	۵۴۲	کم بخت	۲
۵۲۳	قہقہے	۳	۵۴۳	کم عمر	۲
۵۲۴	قید	۳	۵۴۴	کمی	۲
۵۲۵	قسمت	۵	۵۴۵	کوشش	۷
۵۲۶	کارخانہ	۲	۵۴۶	گِرد	۳
۵۲۷	کارنامہ	۲	۵۴۷	گَرد	۳
۵۲۸	کاریگر	۲	۵۴۸	گردن	۲
۵۲۹	کاغذ	۵	۵۴۹	گرفتار	۱
۵۳۰	کافور	۲	۵۵۰	گروی	۱
۵۳۱	کافی	۱۳	۵۵۱	گزارا	۲
۵۳۲	کامیاب	۴	۵۵۲	گزرنا	۴
۵۳۳	کامیابی	۷	۵۵۳	گزارنا	۳
۵۳۴	کتاب	۲	۵۵۴	گلاب	۲
۵۳۵	کتابیں	۵	۵۵۵	گناہ	۲
۵۳۶	کرایہ	۶	۵۵۶	گندا	۲
۵۳۷	کریدنا	۱	۵۵۷	گندے	۲
۵۳۸	کفن	۱	۵۵۸	گندی	۵
۵۳۹	کم	۶	۵۵۹	گندگی	۸
۵۴۰	کمر	۳	۵۶۰	گوشت	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۵۶۱	گہرا	۴
۵۶۲	گہرے	۲
۵۶۳	گہرائی	۲
۵۶۴	لاپرواہی	۴
۵۶۵	لاچاری	۲
۵۶۶	لازمی	۲
۵۶۷	لباس	۱
۵۶۸	لبالب	۱
۵۶۹	لحاف	۲
۵۷۰	لفافہ	۱
۵۷۱	لفظ	۵
۵۷۲	لقمہ	۱
۵۷۳	لوٹانا	۱
۵۷۴	لہجہ	۱
۵۷۵	ال	۲
۵۷۶	مالک	۹
۵۷۷	ماہر	۱
۷۸	ماہوار	۳
۵۷۹	مایوسی	۱
۵۸۰	مبارک	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۵۸۱	مبارکباد	۲
۵۸۲	مثلاً	۲
۵۸۳	مجبور	۴
۵۸۴	مجبوری	۲
۵۸۵	مجمع	۱
۵۸۶	محبت	۴
۵۸۷	محبوبہ	۲
۵۸۸	محسوس	۱۸
۵۸۹	محنت	۵
۵۹۰	مخاطب	۱
۵۹۱	مختار	۱
۵۹۲	مخمل	۱
۵۹۳	مخملی	۱
۵۹۴	مدت	۲
۵۹۵	مدتوں	۱
۵۹۶	مدد	۷
۵۹۷	مذاق	۵
۵۹۸	مراد	۱
۵۹۹	مرحوم	۱
۶۰۰	مرد	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۶۰۱	مردانہ	۲	۶۲۱	مطلب	۷
۶۰۲	مردہ	۱	۶۲۲	معاف	۲
۶۰۳	مردے	۲	۶۲۳	معاصی	۱
۶۰۴	مرض	۱	۶۲۴	معاوضہ	۱
۶۰۵	مرمت	۱	۶۲۵	معائنہ	۲
۶۰۶	مزا	۱	۶۲۶	معشوق	۱
۶۰۷	مزدور	۱	۶۲۷	معقول	۲
۶۰۸	مزیدار	۲	۶۲۸	معلوم	۳۲
۶۰۹	مسافر	۲	۶۲۹	معمولی	۶
۶۱۰	مسالہ	۲	۶۳۰	مفت	۴
۶۱۱	مسالے دار	۲	۶۳۱	مقابلے	۸
۶۱۲	مستی	۱	۶۳۲	مقبول	۱
۶۱۳	مشعل	۲	۶۳۳	مقدمہ	۲
۶۱۴	مشغول	۲	۶۳۴	مقصد	۱
۶۱۵	مشکل	۱۱	۶۳۵	ملاقات	۱۱
۶۱۶	مشورہ	۲	۶۳۶	مُلک	۲
۶۱۷	مشہور	۵	۶۳۷	مَلک	۲
۶۱۸	مصیبت	۱	۶۳۸	ملکہ	۱
۶۱۹	مضبوط	۴	۶۳۹	ملکہ حسن	۱
۶۲۰	مطابق	۲	۶۴۰	تمکن	۳

نمبر شمار	لفظ	تواتر
۶۴۱	مفت	۳
۶۴۲	منحوس	۱
۶۴۳	منع	۲
۶۴۴	موجود	۴
۶۴۵	موقع	۸
۶۴۶	موسم	۱
۶۴۷	موم	۲
۶۴۸	مہر	۲
۶۴۹	مہربانی	۲
۶۵۰	مہمان	۲
۶۵۱	مہمانداری	۱
۶۵۲	میز	۱
۶۵۳	ناخن	۱
۶۵۴	ناز	۵
۶۵۵	نازک	۷
۶۵۶	ناکام	۱
۶۵۷	ناممکن	۳
۶۵۸	نامناسب	۱
۶۵۹	نزاکت	۲
۶۶۰	نزدیکی	۱
۶۶۱	نزلہ	۲
۶۶۲	نشان	۱
۶۶۳	نشتر	۱
۶۶۴	نشہ	۱۱
۶۶۵	نشے	۲
۶۶۶	نصیب	۳
۶۶۷	نظر	۲۴
۶۶۸	نظروں	۴
۶۶۹	نعمت	۱
۶۷۰	نفرت	۵
۶۷۱	نقاب	۱
۶۷۲	نقد	۱
۶۷۳	نقش	۱
۶۷۴	نقلی	۲
۶۷۵	نکاح	۱
۶۷۶	نگار	۱
۶۷۷	نگاہ	۹
۶۷۸	نگاہیں	۵
۶۷۹	نمائش	۲
۶۸۰	نمایاں	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۶۸۱	نمک	۲	۶۹۸	وہم	۲
۶۸۲	نوجوان	۱۸	۶۹۹	ویران	۲
۶۸۳	نوش فرمانا	۱	۷۰۰	ہتھیار	۱
۶۸۴	نوک	۱	۷۰۱	ہرگز	۱
۶۸۵	نہایت	۲	۷۰۲	ہضم	۱
۶۸۶	واپس	۱۲	۷۰۳	ہمت	۱۳
۶۸۷	واپسی	۳	۷۰۴	ہمدردی	۲
۶۸۸	واجبی	۱	۷۰۵	ہمسایہ	۱
۶۸۹	وارث	۱	۷۰۶	ہموار	۲
۶۹۰	واقع	۱	۷۰۷	ہنگامہ	۲
۶۹۱	واقعات	۳	۷۰۸	ہوش	۴
۶۹۲	وجہ	۱۳	۷۰۹	ہوس	۳
۶۹۳	وزن	۱	۷۱۰	یاد	۲
۶۹۴	وصول	۷	۷۱۱	یادگار	۳
۶۹۵	وطن	۱	۷۹۲	یتیم	۲
۶۹۶	وعدہ	۵	۷۱۳	یار	۲
۶۹۷	وقت	۴۱	۷۱۴	یقین	۹

جدید دور میں عوام، بالخصوص نوجوان وقت کی کمی کے پیش نظر کتابوں سے زیادہ رسالے پڑھنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ چنانچہ مذکور بالا کتابوں کے ساتھ ساتھ ہندی میں شائع ہونے والے کسی ماہوار رسالے کا لسانیاتی جائزہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یوں تو آج کل ہندی میں بے شمار ہفت روزہ، پندرہ روزہ ماہوار رسالے شائع ہوتے ہیں لیکن ان میں سے جتنا ہر دل عزیز ہندی کا ماہوار ادبی رسالہ "ساریکا" ہے اتنا شاید ہی کوئی اور ہندی رسالہ ہو۔ یہ ٹائمز آف انڈیا پریس بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں عموماً مختلف ادیبوں کی مختصر کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔ اس رسالہ کی ہر دل عزیزی کا راز غالباً کہانیوں کے جدید رجحان اور معیار کے علاوہ ان کہانیوں میں استعمال کی گئی عام فہم زبان کی شیرینی اور لطافت ہے۔ لہٰذا اس رسالے کی زبان کو نوجوانوں کی پسندیدہ اور بلاشبہ ہندی کے جدید ترین لسانی رجحان کی نمائندہ زبان قرار دیا جا سکتا ہے۔ رسالہ مذکور کے جون اور جولائی ۱۹۷۴ء کے جن دو شماروں کا جائزہ لیا گیا ان میں مندرجہ ذیل کہانیاں شامل ہیں

ساریکا بابت ماہ جون ۱۹۷۴ء

کہانی	ادیب
عمارت گرانے والے	شانی
پرنائے کتھا	سبھاش پنت
کتنا گیا ان کہا	شکر دیال سنگھ
آدم خور	آشیش سنہا
سنکٹ	بھگوتی چرن ورما
ایک بدچلن لڑکی	اکلیش پری ہار
کرانتی کاری	رادھے شام
شاک	راجندر کمار شرما

بدلاب — شیتانشو بھاردواج۔

"سارلیکا" بابت ماہ جولائی ۱۹۷۴ء

کہانی	ادیب
شہر سے دور	رفعیہ منظور الامین
قیامت آگئی ہے	مہرالنساء پرویز
کھلے آکاش کے نیچے	نمتا سنگھ۔
نقلی سچ	کانتا سنہا
لکیریں	چندر کرن سونر یکسا
گمنام دائرے	سوربہ بالا
شیش اشیش	دیپتی کھنڈیل وال
جبنی	چمپا لِمائے
رنگیلے لال تیرتھ یاتری	کھگوتی چرن ورما

"سارلیکا" کے ان دو ہی شماروں کے جائزے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس رسالے کی عام زبان میں ایسے کتنے ہی عربی فارسی الفاظ ارادی یا غیر ارادی طور پر استعمال ہوتے ہیں جنہیں عوام کی اکثریت نہ صرف آسانی سے سمجھتی ہے بلکہ بوقت ضرورت بڑی خوبی سے انہیں استعمال بھی کرتی ہے۔ نمونے کے طور پر کچھ الفاظ اور ان کا نواتر استعمال ملاحظہ ہو:۔

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱	آثار	۲	۲۱	اعلان	۱
۲	آخر	۱	۲۲	افسوس	۱
۳	آخری	۲	۲۳	اکثر	۲
۴	آدم خور	۹	۲۴	الوداع	۱
۵	آرام	۱	۲۵	امن	۱
۶	آفت	۲	۲۶	انتظار	۶
۷	اثر	۲	۲۷	انتظام	۴
۸	اجازت	۲	۲۸	انداز	۵
۹	احساس	۲	۲۹	اندازہ	۲
۱۰	احسان	۳	۳۰	انعام	۱
۱۱	ادا	۱	۳۱	انکار	۸
۱۲	ادنیٰ	۱	۳۲	اوقات	۲
۱۳	ارادہ	۴	۳۳	باوجود	۲
۱۴	استعفیٰ	۱	۳۴	بحث	۲
۱۵	اشارہ	۳	۳۵	بدتمیز	۱
۱۶	اصرار	۱	۳۶	بدچلن	۱
۱۷	اصل	۱	۳۷	بدنام	۱
۱۸	اصلیت	۱	۳۸	برداشت	۳
۱۹	اصول	۱	۳۹	بشرطیکہ	۱
۲۰	اطمینان	۲	۴۰	بمشکل	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۴۱	بہتر	۲	۶۱	ترتیب	۱
۴۲	بندوبست	۱	۶۲	تشریف	۳
۴۳	بے آبرو	۱	۶۳	تعریف	۲
۴۴	بے انتہا	۱	۶۴	تکلیف	۳
۴۵	بے ایمانی	۱	۶۵	تلاش	۶
۴۶	بے تحاشا	۱	۶۶	تماشا	۱
۴۷	بے تکلف	۱	۶۷	تماش بین	۱
۴۸	بے روزگار	۲	۶۸	تکلف	۱
۴۹	بے شرم	۲	۶۹	تمیز	۱
۵۰	بے شک	۲	۷۰	تنخواہ	۱
۵۱	بے صبری	۱	۷۱	تنہائی	۱
۵۲	بے ہوش	۶	۷۲	تہذیب	۱
۵۳	پرواہ	۱	۷۳	ثابت	۲
۵۴	پریشان	۶	۷۴	ثبوت	۲
۵۵	پریشانی	۴	۷۵	جائداد	۱
۵۶	پیش	۱	۷۶	جسم	۶
۵۷	تاریخ	۱	۷۷	جسمانی	۲
۵۸	تازگی	۲	۷۸	جشن	۱
۵۹	تجربہ	۱	۷۹	جلد بازی	۱
۶۰	تحت	۱	۸۰	جماعت	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۸۱	جمع	۱	۱۰۱	خاموشی	۲
۸۲	جناب	۲	۱۰۲	خبط	۱
۸۳	جوش	۱	۱۰۳	ختم	۲
۸۴	جوشیلا	۱	۱۰۴	خدا	۲
۸۵	حاضر	۱	۱۰۵	خراش	۱
۸۶	حالت	۱	۱۰۶	خرید	۱
۸۷	حد	۱	۱۰۷	خطرہ	۱
۸۸	حرام	۱	۱۰۸	خطرناک	۴
۸۹	حرام زادہ	۲	۱۰۹	خمار	۱
۹۰	حرکت	۱۱	۱۱۰	خواہ مخواہ	۱
۹۱	حق	۱	۱۱۱	خوبصورت	۵
۹۲	حق دار	۱	۱۱۲	خود	۴
۹۳	حقیقت	۲	۱۱۳	خوشبو	۳
۹۴	حرام زادی	۲	۱۱۴	خوف	۱
۹۵	حکم	۱	۱۱۵	خون	۸
۹۶	حلق	۱	۱۱۶	خیال	۷
۹۷	حیثیت	۵	۱۱۷	داخل	۲
۹۸	حیرت	۱	۱۱۸	دامن	۲
۹۹	خاص	۱۳	۱۱۹	دائرہ	۲
۱۰۰	خاموش	۱	۱۲۰	درخت	۲

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۲۱	درد	۱	۱۴۱	رضامند	۲
۱۲۲	درمیان	۲	۱۴۲	رقم	۱
۱۲۳	دستک	۱	۱۴۳	روانہ	۵
۱۲۴	دشمن	۱	۱۴۴	روحانی	۱
۱۲۵	دعا	۱	۱۴۵	رونق	۱
۱۲۶	دعوت	۴	۱۴۶	زخمی	۱
۱۲۷	دل	۳	۱۴۷	زمانہ	۵
۱۲۸	دلچسپ	۲	۱۴۸	زندگی	۱۸
۱۲۹	دلچسپی	۱	۱۴۹	زیادہ	۵
۱۳۰	دلکش	۱	۱۵۰	زیادتی	۱
۱۳۱	دماغ	۱	۱۵۱	سادگی	۱
۱۳۲	دوست	۱۴	۱۵۲	سخت	۳
۱۳۳	دہشت	۱	۱۵۳	سرپرست	۱
۱۳۴	ذائقہ	۱	۱۵۴	سرخی	۱
۱۳۵	ذکر	۲	۱۵۵	سزا	۳
۱۳۶	ذہن	۱	۱۵۶	سلامت	۱
۱۳۷	ذہین	۱	۱۵۷	سلسلہ	۱
۱۳۸	راضی	۱	۱۵۸	سلیقہ	۱
۱۳۹	رشتہ	۴	۱۵۹	سوال	۱
۱۴۰	رشتہ دار	۲	۱۶۰	سہولیت	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۱۶۱	سیاہ	۱	۱۸۱	شور	۱
۱۶۲	شاعر	۱	۱۸۲	شوق	۳
۱۶۳	شامل	۱	۱۸۳	شوقین	۱
۱۶۴	شاید	۱۱	۱۸۴	شہرت	۱
۱۶۵	شبنم	۳	۱۸۵	صبح	۳
۱۶۶	شرارت	۴	۱۸۶	صحت	۱
۱۶۷	شرافت	۱	۱۸۷	صرف	۳
۱۶۸	شرط	۱	۱۸۸	صفت	۱
۱۶۹	شرم	۵	۱۸۹	صنعت	۳
۱۷۰	شرمندگی	۱	۱۹۰	ضرور	۵
۱۷۱	شروع	۵	۱۹۱	ضرورت	۸
۱۷۲	شروعات	۳	۱۹۲	ضروری	۶
۱۷۳	شریف	۵	۱۹۳	طاقت	۱
۱۷۴	شعر	۱	۱۹۴	طبیعت	۳
۱۷۵	شعلہ	۱	۱۹۵	طے	۲
۱۷۶	شعور	۱	۱۹۶	طپش	۱
۱۷۷	شک	۲	۱۹۷	ظاہر	۳
۱۷۸	شکایت	۳	۱۹۸	عادت	۳
۱۷۹	شکل	۲	۱۹۹	عام	۱
۱۸۰	شکو	۱	۲۰۰	عجیب	۶

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۰۱	عزیز	۱	۲۲۱	فضا	۱
۲۰۲	عقل	۲	۲۲۲	فکر	۱
۲۰۳	علاج	۳	۲۲۳	فوراً	۲
۲۰۴	علاقہ	۲	۲۲۴	فہرست	۱
۲۰۵	عمارت	۶	۲۲۵	فیصلہ	۱
۲۰۶	عورت	۱۲	۲۲۶	قابل	۱
۲۰۷	عیاش	۱	۲۲۷	قِسم	۱
۲۰۸	غش	۱	۲۲۸	قِصہ	۱
۲۰۹	غور	۱	۲۲۹	قوم	۱
۲۱۰	غلطی	۷	۲۳۰	قید	۱
۲۱۱	غیر موجودگی	۲	۲۳۱	قیامت	۵
۲۱۲	فاصلہ	۲	۲۳۲	قیمت	۵
۲۱۳	فائدہ	۳	۲۳۳	کاروبار	۵
۲۱۴	فائدے مند	۱	۲۳۴	کاشش	۳
۲۱۵	فدا	۱	۲۳۵	کافی	۲
۲۱۶	فرصت	۱	۲۳۶	کمال	۱
۲۱۷	فرق	۵	۲۳۷	کم بخت	۴
۲۱۸	فرمائش	۱	۲۳۸	کم ذات	۱
۲۱۹	فروخت	۱	۲۳۹	کمزور	۱
۲۲۰	فریب	۱	۲۴۰	کوشش	۹

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۴۱	کیفیت	۱	۲۶۱	محسوس	۹
۲۴۲	گرم جوشی	۱	۲۶۲	مخاطب	۳
۲۴۳	گستاخی	۱	۲۶۳	مذاق	۶
۲۴۴	گلہ	۱	۲۶۴	مریض	۲
۲۴۵	گلدستہ	۱	۲۶۵	مزا	۱
۲۴۶	گمنام	۲	۲۶۶	مست	۱
۲۴۷	گنجائش	۱	۲۶۷	مسیحا	۱
۲۴۸	گناہ	۱	۲۶۸	مشکل	۵
۲۴۹	لاجواب	۱	۲۶۹	مصیبت	۱
۲۵۰	لائق	۳	۲۷۰	معاوضہ	۱
۲۵۱	لحاظ	۵	۲۷۱	مفت	۱
۲۵۲	لہجہ	۱	۲۷۲	مقصد	۱
۲۵۳	مالک	۱	۲۷۳	ملاقات	۴
۲۵۴	ماہر	۳	۲۷۴	ممکن	۴
۲۵۵	مبارک	۱	۲۷۵	مناسب	۱
۲۵۶	متعلق	۱	۲۷۶	منظور	۳
۲۵۷	مجبور	۳	۲۷۷	موقع	۲
۲۵۸	مجبوری	۱	۲۷۸	ناجائز	۲
۲۵۹	محنت	۴	۲۷۹	ناراض	۵
۲۶۰	محفل	۵	۲۸۰	نازک	۱

نمبر شمار	لفظ	تواتر	نمبر شمار	لفظ	تواتر
۲۸۱	ناممکن	۱	۲۹۵	وجود	۱
۲۸۲	نایاب	۱	۲۹۶	وزن	۱
۲۸۳	نزدیک	۱	۲۹۷	وعدہ	۱
۲۸۴	نشان	۳	۲۹۸	وصیت	۳
۲۸۵	نشانہ	۳	۲۹۹	وقت	۹
۲۸۶	نشہ	۴	۳۰۰	ہدایت	۱
۲۸۷	نصیب	۳	۳۰۱	ہرگز	۱
۲۸۸	نظر	۱۱۳	۳۰۲	ہستی	۱
۲۸۹	نقد	۱	۳۰۳	ہوش	۲
۲۹۰	نقصان	۱	۳۰۴	ہوس	۲
۲۹۱	نمائش	۲	۳۰۵	یاد	۱۲
۲۹۲	نہایت	۱	۳۰۶	یادداشت	۱
۲۹۳	نیت	۱	۳۰۷	یار	۳
۲۹۴	وجہ	۳	۳۰۸	یقین	۱

اردو ہندی لغات میں شامل مشترک الفاظ

یہی حال دونوں زبانوں کے لغات کا ہے محمد عبداللہ خاں خویشگی نے مکتبہ اشاعت اردو جامع مسجد دہلی سے شائع ہونے والے اپنی مشہور لغات "فرہنگ عامرہ" میں عربی فارسی ترکی کے اردو میں مستعمل الفاظ کے علاوہ تین ہزار سے زائد ایسے ہندی الفاظ کو بھی ضمیمہ کے طور پر شامل کیا

ہے جن کی اصل سنسکرت یا پراکرتیں رہی ہیں لیکن آج بھی عوام کو ان سے اپنی تمدنی، معاشرتی، اخباری، کاروباری اور سیاسی زندگی میں واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس طرح مولوی محمد منیر لکھنوی نے بھی اپنے اردو لغات "سعیدی ڈکشنری کلاں" میں جو ایجوکیشنل پریس کراچی سے شائع ہوا ہے، دیگر زبانوں سے اردوائے گئے الفاظ کے علاوہ اسی نوع کے ڈیڑھ ہزار سے زائد الفاظ کو اپنے لغات مذکورہ میں الگ سے جگہ دی ہے۔

ان سب سے بڑھ کر سید احمد دہلوی نے اپنے مشہور اردو لغات "فرہنگ آصفیہ" میں شامل کل ۵۴۰۰۹ (چوّن ہزار نو) الفاظ کو ان کے منبع وماخذ کے اعتبار سے تقسیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان میں ۷۵۸۴، عربی، ۶۰۴۱ فارسی، ۵۵۴ سنسکرت، ۵۰۰ انگریزی، اور ۱۸۱ دنیا کی دیگر زبانوں کے علاوہ باقی ۳۹۱۴۹ الفاظ سب ٹھیٹھ ہندوستانی ہیں۔ اگر ان میں سنسکرت، پالی، ملیالم اور برہمی جیسی زبانوں کے الفاظ بھی شامل کر لئے جائیں تو اردو کے لسانی سرمائے میں ہندوستانی عنصر کی کل تعداد ۳۹۷۰۸ تک پہنچ جائے گی۔ ۶۰۴۱ فارسی الفاظ میں "خود" "زبان" جیسے الفاظ اور ۷۵۸۴، عربی الفاظ میں "حلوا" سے حلوائی وغیرہ جیسے اردوائے گئے الفاظ بھی شامل ہیں جو ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں آئے دن استعمال ہوتے ہیں اور ہندی کے اکثر لغات میں بھی برابر پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ناگری پرچارنی سبھا، کاشی سے شائع ہونے والے "ہندی شبد ساگر" ہندی کا سب سے بڑا اور مستند لغات تسلیم کیا جاتا ہے۔ زبان کے ماہروں کا کہنا ہے کہ فرہنگ آصفیہ کے سات ہزار پانچ سو چوراسی عربی الفاظ اور چھ ہزار اکتالیس فارسی الفاظ میں سے شاید ہی چند ایسے ہوں گے جو ہندی شبد ساگر میں نہ

ملتے ہوں۔[1]

اردو کی اردوئیت اگرچہ انہیں الفاظ سے قائم ہے جو عربی فارسی اور ترکی کے سرچشمے سے آئے ہیں تاہم پراکرتی الفاظ اس زبان کی ریڑھ ہیں۔

ماحصل

مندرجہ بالا جائزے سے اردو اور ہندی کے باہمی رشتے کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ لسانی حیثیت سے اوسط اردو اور اوسط ہندی میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے ہندی کی طرح اردو میں بھی ایک ہندوستانی زبان ہے۔ جس کے لسانی سرمائے کا بیشتر حصہ دیسی الفاظ پر مشتمل ہے۔ عربی فارسی جیسی بدیسی زبانوں کے الفاظ جو اردو میں خصوصاً استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے اکثر کو ہندی نے بھی اپنالیا ہے دونوں زبانوں کی گرامر میں بھی کافی حد تک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اسموں کی مختلف حالتوں کے اظہار کے لئے کلیئے اور قاعدے اشیاء کی تعداد جنس کی تذکیر و تانیث، چیزوں اور جانوروں کی آوازوں اور ان کے رہنے کی جگہوں، مختلف نوع کے اجتماع وغیرہ کے لئے مخصوص الفاظ بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔ حروف جار اور افعال کے علاوہ نہ صرف سابقے، لاحقے اور مرکب الفاظ بلکہ محاورے، کہاوتیں اور اکثر تلمیحیں بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہیں، سوائے چند مخصوص آوازوں کے جن کا تعلق علاقائی ماحول سے ہے، اہل اردو اور اہل ہندی ایک دوسرے کی زبان میں مستعمل لفظوں اور آوازوں کا تلفظ بھی عموماً صحیح ڈھنگ سے کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو ان دونوں زبانوں میں لسانی مطابقت اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ ایک

---

[1] فروغ اردو (اردو مہم نمبر) بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۶۸ء صفحہ ۲۴۷۔

ہی ادب شہ پارے کو اردو والے اردو کا اور ہندی والے ہندی کا سرمایہ قرار دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ امیر خسرو کی پہیلیاں، مکرنیاں، دو سخنے دکنی ادب کے ابتدائی نمونے، صوفیوں اور بھگتوں کے کلام کے علاوہ انشا اللہ خاں انشا کی رانی کیتکی کی کہانی، فورٹ ولیم کالج میں ترجمہ ہونے والی سنگھاسن بتیسی، بیتال پچیسی، پریم چند کے بعض ناول اور افسانے ہندی اور اردو کے ایسے مشترک سرمائے کی بہترین مثالیں ہیں۔ اس کے باوجود اختلافات کی جھلک اگر کہیں دکھائی پڑتی ہے تو وہ یا تو ان دونوں زبانوں کے مخصوص رسم الخط تحید توصیفی الفاظ لب و لہجہ، تذکیر و تانیث اور ادبی اصطلاحوں میں یا پھر محض اس صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ جب اہل اردو عربی، فارسی کے اور اہل ہندی سنسکرت الاصل الفاظ کو ان کی قدیم ترین صورت میں استعمال کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ یہی غلط رجحان اردو والوں کے لئے ہندی اور ہندی والوں کے لئے اردو کی تقریروں اور تحریروں کو ناقابل فہم بنا دیتا ہے۔ اس رجحان سے متاثر ادیب خواہ اردو میں لکھیں یا ہندی میں انکی تخلیقات عوام کی بجائے سماج کے ایک مخصوص طبقے تک ہی محدود رہتی ہیں۔ عوام ان سے مستفید نہیں ہو سکتے۔

اس میں شک نہیں کہ کسی بھی ملک کی تقریری اور تحریری زبان میں بہت کم مطابقت پائی جاتی ہے۔ پڑھے لکھے لوگ بھی عام بول چال میں ایسی زبان استعمال نہیں کرتے جس میں وہ کتابیں، رسالے اور اخباریں شائع کرتے ہیں۔ پھر بھی جہاں تک ممکن ہو عوام کی بول چال کی زبان کو حسب موقع ضبط تحریروں میں لانے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ ایسی روادار زبانیں ہی قومی تقاضوں کو پورا کرنے اور سماجی دلچسپیوں کو بہتر بنانے میں کامیاب

ہو سکتی ہیں۔ اردو اور ہندی کے سلسلے میں بھی دونوں زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کی متحدہ کوششیں ایک دوسرے کو قریب تر لانے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اردو اور ہندی کی شان انفرادیت اگرچہ ان کے اپنے اپنے مخصوص لفظی سرمائے ہی سے قائم ہے لیکن صرف "لفظ ہی زبان نہیں ہوتے" زبان کے اس حصے میں سے اہل ہندی اگر سنسکرت الاصل الفاظ کی بھرمار کو کم کریں اور دوسری طرف اہل اردو، عربی فارسی کے بدیسی عناصر کو کم کر کے دیسی زبانوں کے زیادہ سے زیادہ مانوس اور عام فہم الفاظ کو جذب کرنے کی کوشش کریں تو یہ کام کسی حد تک آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی جانے والی ہندی اور اردو کی خبروں اور تقریروں میں بھی اگر ایسی ہی عام فہم زبان استعمال کی جائے تو عوام کے لئے یہ ایک مشعل راہ کا کام دے گی۔ جمہوریت کے دور میں وہی ادب اور زبانیں پروان چڑھ سکتی ہیں جو عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کی زندگی کے دھارے سے قریب تر ہوں۔

بلاشبہ اردو اور ہندی دو ایسی زبانیں ہیں جو ملک کے بیشتر حصے میں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ خاندانی اعتبار سے بھی جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے یہ ہند آریائی کی کھڑی بولی کے دو ادبی روپ ہیں، جو مرور ایام کے ساتھ ساتھ الگ الگ کلچرل ماحول میں پرورش پاتے رہے ہیں۔ اس سے ان دونوں کا ادبی اور لسانی سرمایہ اس قدر مختلف ہو گیا ہے کہ ماہرین لسانیات نے ان کی انفرادی خصوصیات کی بنا پر انہیں اردو اور ہندی دو مستقل زبانوں کا درجہ دے دے دیا ہے۔ تاہم ان دونوں زبانوں کے ارتقا کی صدیوں پرانی مشترک ادبی اور لسانی تاریخوں کے پیش نظر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہندی ہی کا پرانا

نام اردو اور قدیم اردو ہی کا دوسرا نام ہندی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسانیاتی نقطۂ نظر سے ہندوستان کی کوئی دوسری زبان ہندی سے اتنی قریب نہیں ہے جتنی کہ اردو ہے۔ ان دونوں زبانوں کے نہ صرف تیں چوتھائی لفظی سرمائے کے اشتراک بلکہ فعلیہ ڈھانچے، آوازوں، صرف و نحو، سابقوں، لاحقوں، محاوروں، کہاوتوں، تلمیحوں وغیرہ کے بھی لگ بھگ مشترک ہونے کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تاریخی اور خاندانی اعتبار سے اردو اور ہندی سگی بہنیں ہیں جن میں لسانی یگانگت کا ایک قدیم اور گہرا رشتہ ہے۔